Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباس

۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں ادرکنی

DvD
Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

هوالعلیم

نصاب علوم و معارف اسلام (۳)

معاد شناسی

پہلی جلد

تالیف

حضرت علامہ آیت اللہ حاج سید محمد حسین حسینی طہرانی

قدس اللہ نفسہ الزکیہ

ترجمہ

سید سبط حیدر زیدی

Presented by Ziaraat.Com

نام کتاب: معاد شناسی - پہلی جلد
تالیف: علامہ آیت اللہ سید محمد حسین حسینی طہرانی قدس اللہ نفسہ الزکیہ
ترجمہ: سید سبط حیدر زیدی
ناشر: شریعت کدہ
سال طبع: ۱۴۳۸ھ مطابق بہ ۲۰۱۷ء
تعداد: ایک ہزار۔ قیمت ۱۶۰روپیے
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں
sibtezaidi@yahoo.com

0098-9359750753

ملنے کے پتے

- قائم بک ڈپو، مین بازار نوگانواں سادات ضلع جے پی نگر امروہہ، یوپی۔
- عباس بک ایجنسی، درگاہ حضرت عباس، رستم نگر لکھنؤ۔
- تنظیم المکاتب، لکھنؤ، یوپی۔
- حیدری کتب خانہ، بمبئی۔
- شریعت کدہ (منزل سید سبط حیدر زیدی) محلّہ کھڑاڑہ قصبہ شیر کوٹ ضلع بجنور، یوپی۔

Presented by Ziaraat.Com

فہرست

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

فہرست مطالب

معاد شناسی - پہلی جلد

عنوان | صفحہ

عرض مترجم ۱۳

معاد شناسی کا تعارف ۱۵

زندگی نامہ آیت اللہ علامہ سید محمد حسین حسینی طہرانی ۱۸

آپ کی تالیفات پر ایک نظر ۲۱

مقدمہ ۲۵

پہلی مجلس صفحہ ۳۱ سے ۷۲ تک

حقائق و فرضیات

انسان کا فرشتوں سے افضل ہونا ۳۳

تمام موجودات کے درمیان انسان کا مقام ۳۸

پست ترین عالم، عالم محسوسات و فرضیات ہے ۴۱

دین، حقائق و فرضیات کے درمیان روابط کو منظّم و مرتب کرتا ہے ۴۲

عقل و حس کی پیروی کرنے میں مومن و کافر کے درمیان فرق ۴۵

انسانی زندگی میں فرضیات کے مراحل کی تقسیم قرآن کریم کی نظر میں ۴۶

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ
لمبی آرزو کے متعلق ہارون الرشید اور ایک بوڑھے حریص کی داستان	۴۹
دنیوی زندگی کی نباتات کے سر سبز و خشک ہونے سے تشبیہ	۵۴
آخرت دنیا کا باطن ہے، اس پر علامہ طباطبائی کا قرآن کریم سے لطیف استفادہ	۵۷
بندگان الٰہی اور دنیا پرست لوگوں کے کردار میں فرق	۵۸
دنیا کے غرور و زینت ہونے کے معنی اور اس کا اثر	۶۰
دنیا کے بارے میں نہج البلاغہ کا خطبہ	۶۴
دنیا عزت و آرام و کمال کے لیے ہے	۶۵
موت کی سختی اور آسانی میں دنیا سے دلبستگی کا اثر	۶۷
ماہ شعبان کے آخری جمعہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کا خطبہ	۶۹

دوسری مجلس صفحہ ۷۳ سے ۱۰۸ تک

عارضی زندگی اور حیات جاویدانی

دنیا، آخرت کا ظاہر اور آخرت، دنیا کا باطن ہے	۷۵
قرآن کریم میں زندگی کا آخر اور موت کا معین ہونا	۷۹
موت سے فرار، بعینہٖ موت کو حصول ہے	۸۳
ملک الموت سے خوف زدہ انسان کی حضرت سلیمان کے ساتھ داستان	۸۴
قران کریم میں دو طرح کی موت کا مطلب: موت اور معین موت	۸۷
دنیوی موت اور معین موت حقیقت میں ایک ہی ہیں دو اعتبار سے	۹۰
موت سے خوف کے سلسلے میں ابن سینا کا کلام	۹۵

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ
موت کا اشتیاق، قرآن کریم کی نظر میں مومن کی علامت ہے	۹۷
مومن موت کا مشتاق ہے اور کافر موت سے خائف	۹۸
موت جناب ابراہیم خلیل خدا علیہ السلام کے نزدیک	۱۰۱
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی موت سے محبت و اشتیاق	۱۰۳
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امیر المومنین علیہ السلام کی ابن ملجم کے ہاتھوں خبر شہادت اور اشقی الآخرین کا مطلب	۱۰۵

تیسری مجلس صفحہ ۱۰۹ سے ۱۵۶ تک

موت سے خوف کا سبب

کیفیت حدوث نفس کے متعلق ابن سینا اور ملا صدرا کے دو متفاوت نظریہ	۱۱۳
نفس انسان کی خلقت کے متعلق ابن سینا کا عقیدہ	۱۱۴
نفس انسان کی خلقت کے متعلق ملا صدرا کا عقیدہ	۱۱۷
انسان پر فرشتوں کے مسلط ہونے کی کیفیت	۱۲۰
اس روایت کا مطلب "ہوشیار ترین مومن وہ ہے کہ جو موت سے باخبر ہو"	۱۲۲
موت کے بعد کے حالات سے باخبر ہونا صرف عالم تجرد میں ممکن نہیں ہے	۱۲۵
موت ایسا یقینی مسئلہ ہے کہ جس کے بارے میں شک کی طرح برتاؤ ہوتا ہے	۱۲۷
لوگوں کا موت سے فرار کرنے کا حقیقی سبب	۱۳۰
مومن خداوند عالم سے رابطہ کی وجہ سے موت سے نہیں ڈرتا	۱۳۳
مومن، موت کا مشتاق ہے	۱۳۶

Presented by Ziaraat.Com

عنوان | صفحہ

جناب مومن کی داستان اور مشہد کے راستے میں ایک بندہ الٰہی سے ملاقات ۱۳۸
جناب حکیم ہیدجی کی داستان اور ایک عام آدمی کی اختیاری موت ۱۴۳
جناب ہادی ابہری کی شیخ مرتضی طالقانی سے ملاقات ۱۴۸
شیخ مرتضی کا اپنی موت کے بارے میں خبر دینا ۱۵۱
حضرت سید الشہداء جتنے زیادہ موت سے قریب ہو رہے تھے آپ کے چہرے کی نورانیت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا ۱۵۴

چوتھی مجلس صفحہ ۱۵۷ سے ۲۰۴ تک

زندگی، تکامل و تعالی کا بہترین سرمایہ

موت سے خوف کے سلسلے میں جناب ابوذر غفاری کا بیان ۱۶۱
جنت کا راستہ، نامناسب حالات میں صبر و شکیبائی میں ہے ۱۶۳
انسانی و حیوانی زندگی؛ عالی ترین و پست ترین حیات ۱۶۶
بری و مذموم دنیا کا مطلب ۱۶۷
زمین پر عدالت و تقویٰ کے ساتھ زندگی، مذموم و دنیوی زندگی نہیں ہے ۱۷۰
محمد بن منکدر کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ۱۷۲
بدن، نفس کی ترقی و کمال کا وسیلہ ۱۷۸
مومن خداوند عالم سے ملاقات کا مشتاق ہے ۱۷۸
موت کے بعد کے حالات کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبریں ۱۸۲
احتمالی نقصان و ضرر سے دفاع، عقلی حکم ہے ۱۸۵

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ

نیک و پاک سیرت افراد کا عالم برزخ سے رابطہ ۱۸۷
وادی السلام نجف میں شیخ عباس قمی کا واقعہ ۱۸۸
تخت فولاد اصفہان میں آیت اللہ گلپایگانی کا واقعہ ۱۸۹
وادی السلام نجف میں آیت اللہ گلپایگانی کی روحوں سے ملاقات ۱۹۴
آیت اللہ گلپایگانی کی بہشتی حوروں سے ملاقات ۱۹۵
خداوند عالم کی قیامت کے بارے میں تنبیہ ۱۹۷
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خداوند عالم سے ملاقات کا اشتیاق ۲۰۱
خداوند عالم کی جانت سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مہمان نوازی ۲۰۴

پانچویں مجلس صفحہ ۲۰۵ سے ۲۵۳ تک

نینداور موت کے درمیان مشابہت

موت اور نیند کی ایک حقیقت ہے شدت و ضعف کے ساتھ ۲۰۸
نیند، ادھوری موت ہے اور موت کامل نیند ہے ۲۰۹
مرنا، پاکیزہ ہونا اور تزکیہ ہے ۲۱۲
موت کے بعد کے حالات، بعض خوابوں کی طرح ہیں ۲۱۶
موت اور نیند میں فرق ۲۱۸
مرنے کے بعد کے حالات کی ابریشم کے کیڑے کے حالات سے تشبیہ ۲۱۹
انسان کے وجود کے مراحل: طبع و مادہ، ذہن و برزخ، روح و نفس ۲۲۵
عالم طبیعت و مثال و نفس کی تشبیہ ۲۲۵

Presented by Ziaraat.Com

عنوان | صفحہ

انسان کے حالت خواب میں افعال، مثالی بدن کے مرنے کی طرح ہیں ۲۲۷
حالت خواب میں درک واقعیت بیداری سے زیادہ ہے ۲۲۹
خواب و نیند کا وقت مختصر ہے ۲۳۰
مسجد گوہر شاد میں ایک جوان کا عجیب خواب کہ جو عالم غیب پر دلالت کرتا ہے ۲۳۲
مادیت سے نکل کر اور عالم تجرد میں پہنچ کر معلومات میں وسعت آجاتی ہے ۲۳۶
علامہ طباطبائی کے والد گرامی کا شکوہ عالم غیب سے رابطہ کے ذریعہ ۲۳۸
حالت خواب میں روحوں سے رابطہ ۲۳۸
آیت اللہ آقا بزرگ تہرانی کے والد گرامی کے خواب کا واقعہ ۲۴۳
امیر المومنین علیہ السلام کا اس صحابی کے نام خط کہ جس کے انتقال کی خبر ملی ۲۴۶
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا موت کے بارے میں عظیم خطبہ ۲۴۹

چھٹی مجلس صفحہ ۲۵۵ سے ۳۰۶ تک

ملک الموت کا روح قبض کرنا خود خدا کا روح قبض کرنا ہے

نیک اور بد کردار لوگوں کی روح قبض کرنے کا طریقہ ۲۵۷
توحید ذاتی و صفاتی و افعالی کے معانی ۲۶۱
عالم امکان میں فعل الٰہی کے نور کے ظہور کی کیفیت اور موجودات کی خلقت ۲۶۱
موجودات کے افعال عین فعل خدا ہیں دو اعتبار سے ۲۶۴
موجودات کے افعال اور فعل خداوند عالم کے درمیان قرآن کریم کی وجہ جمع ۲۶۸
ملک الموت کا ایک وقت میں متعدد افراد کی روح قبض کرنا ۲۷۰

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ
ملک الموت کے روح قبض کرنے کی بجلی کے کارخانے سے مثال	۲۷۱
عالم امکان کے مظاہر میں نزول و ظہور نور الٰہی کی کیفیت	۲۷۳
عالم معالی و مجردات کے درمیان تضاد و تزاحم کا نہ ہونا	۲۷۵
ملک الموت اور اس کے ساتھیوں میں خدائی نور کے طلوع ہونے کی کیفیت	۲۷۷
قرآن کریم میں تناقض کے دعوے میں امیر المومنین علیہ السلام کا جواب	۲۸۰
صاحبان علم و بصیرت ہر علم کو عوام الناس کے سامنے بیان نہیں کر سکتے	۲۸۲
ملائکہ سے افضل مخلوق بنام عالین کا بعض روحوں کو قبض کرنا	۲۸۳
امام علی رضا علیہ السلام کے حکم سے شیر کا زندہ ہونا	۲۸۷
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حکم سے شیر کا زندہ ہونا	۲۸۸
مرحوم قاضی کے ذریعہ سانپ کا مرنا، اور اسم اعظم الممیت کی تجلی کا نمونہ	۲۸۹
مقربان درگاہ الٰہی کی خود خداوند عالم کے ذریعہ روح قبض ہونا	۲۹۳
روحوں کے قبض ہونے میں اختلاف ایمان و عمل کی بنیاد پر ہے	۲۹۵
ملک الموت آئینہ کی طرح ہے اور مرنے والا خود کو اس میں دیکھتا ہے	۲۹۸
فرشتے موجودات مجردہ ہیں	۳۰۱
فرشتے اور شیطان اپنی ذات و جوہر میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں دیتے	۳۰۱
موت کے وقت ولایت کلیہ کا حاضر ہونا	۳۰۴

ساتویں مجلس صفحہ ۳۰۷ سے ۳۵۴ تک

روح نکلتے وقت اعمال باطن کا مشاہدہ

Presented by Ziaraat.Com

مادی موجودات کا مخفی ہونے کے علت زمان و مکان ہے	۳۱۰
مقربین اور اصحاب یمین واصحاب شمال	۳۱۳
مقربین اور اصحاب یمین و مکذبین کی روح قبض ہونے کی کیفیت	۳۱۴
حالت احتضار میں مشاہدات ملکوتی آنکھ سے ہیں	۳۱۷
دنیا وآخرت دو مختلف ومتفاوت عالم ہیں	۳۱۹
آخرت میں متاع تقوی وعبودیت کے خریدار ہیں	۳۲۲
دنیوی متاع کا بازار بہت سست و معمولی ہے	۳۲۳
قرآن کریم کی نظر میں ظالم وستمگروں کی روحوں کے قبض ہونے کی کیفیت	۳۲۴
موت کے وقت دنیا کے قابل اعتماد تمام جہات نابود ہو جاتے ہیں	۳۲۶
آخرت کی شان آخرت ہی کے قابل ہے	۳۳۰
اندھے دل والوں کی حالت احتضار، امیر المومنین علیہ السلام کے خطبہ میں	۳۳۲
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مرنے کی تیاری کے سلسلے میں نصیحت	۳۳۷
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی عیادت اور موت کے متعلق کچھ مطالب کی وضاحت	۳۴۱
سکرات موت گناہوں کی گرد وخاک سے پاک ہونے کی طرح ہے	۳۴۳
ملک الموت، پنجتن پاک اور امام موسی کاظم علیہم السلام سے ملاقات کا واقعہ	۳۴۵
ایک عالم دین کی زوجہ کا موت کے وقت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت	۳۴۷
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کا وقت کے حالات	۳۵۱

Presented by Ziaraat.Com

عرض مترجم

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

عرض مترجم

بِسمِ اللّٰہ الرَّحمَنِ الرَّحِیمِ

نَحمَدُہُ وَ نُصَلِّی عَلَی رَسُولِہِ الکَرِیمِ وَآلِہِ الطَّیِّبِینَ الطَّاھِرِینَ۔

اَمَّابَعدُ:

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حوزہ علمیہ قم کے ایک مشہور و معروف استاد تفسیر نے اپنی کلاس میں علامہ طباطبائی کا ایک بہت قدیمی جملہ دوہرایا:

"خداوند عالم نے علم معاد کی تفسیر و توضیح کی توفیق ابھی مسلمانوں کے نصیب میں نہیں رکھی ہے کہ وہ پہچان لیں کہ ہمیں کہاں جانا ہے، اسی وجہ سے دینی مدارس میں اصلا معاد پر بحث و گفتگو نہیں ہوتی، لیکن کب خداوند عالم اس قوم کے نصیب میں یہ توفیق رکھے گا کہ جس طرح دوسرے مباحث پر تفصیلی گفتگو ہوتی ہے معاد شناسی پر بھی اسی طرح بحثیں شروع ہو سکیں"

Presented by Ziaraat.Com

معاد شناسی نامی کتاب کہ جس کا اردو ترجمہ آپ قارئین کرام کے مبارک ہاتھوں میں ہے حضرت آیت اللہ علامہ سید محمد حسین حسینی طہرانی کی تالیفات میں سے ہے کہ جس کو شاید علامہ طباطبائی کے کلام کا مصداق تسلیم کر لیا جائے کہ اب الحمد للہ مسلمانوں کے نصیب میں روزی معاد شناسی لکھی جاچکی ہے۔

یہ معاد شناسی کا مجموعہ کہ جو علامہ طہرانی نے ماہ رمضان المبارک میں اپنے مومن بھائیوں کے اجتماع میں درس کی صورت میں پیش کیا ہے اس میں ۷۵ جلسات کہ جو ۱۰ جلدوں پر مشتمل ہیں کہ جن کو حق کے متلاشی اور اسلامی علوم و معارف کے محققین کی خدمت میں تقدیم کیا جارہا ہے۔

اس کتاب کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہورہا ہے کہ جن میں عربی زمان میں ترجمہ ہو کر زیور طبع سے آراستہ ہوچکا ہے اور انگلش زبان میں ترجمہ امریکہ کے علمی حلقہ میں بہت ہی اہمیت و مقام حاصل کرچکا ہے۔

اس مجموعہ میں انسان کی سیر و سلوک اور اس دنیائے مادیت سے عالم معنویت اور حقائق و واقعیات کی طرف انتقال کی کیفیت اور آخرکار تمام مراحل کو طے کرتے ہوئے خداوند متعال کی جانب عروج کو پیش کیا گیا ہے۔

یہ مجموعہ، معاد شناسی کے میدان میں دوسرے آثار سے چند نکات کی وجہ سے ممتاز ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مولف محترم معاد کو قرآن کریم کی ۱۶۰۰ آیات کے مطابق انسان کی بازگشت خداوند عالم کی جانب جانتے ہیں۔

اس اثر کا محور قرآن کریم کی آیات اور معصومین علیہم السلام کی روایات ہیں گویا یہ معاد کے سلسلے میں قرآنی و روائی ایک دائرۃ المعارف ہے۔

علامہ نے بعض مقامات پر کچھ عرفانی و فلسفی افکار کو حل اور ان کی توضیح و تفسیر کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس سے ان افکار اور قرآن و حدیث کے درمیان وجہ جمع حاصل ہوسکے۔اور بعض مقام پر اپنی جدید فکر کے لحاظ سے فلسفہ و حکمت کے مسائل کو بھی حل کیا ہے۔

علامہ طہرانی کی کوشش یہ رہی ہے کہ کتاب کے کچھ ابواب و فصول میں حکایات و مشاہدات کو بھی بیان کریں خواہ وہ بیداری کے عالم کے ہوں یا خواب کے، لیکن ایسے افراد کے ہوں کہ جو خود علامہ کے ہم عصر اور قابل اعتماد شخصیتیں ہوں۔لہٰذا سابق علماء و بزرگوں کی تالیفات پر تکیہ نہیں کیا ہے اس لیے کہ ان تالیفات کے طولانی مدت اور زمانے کے گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ مشاہدات، نقل و قول میں تبدیل ہوچکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب تازہ و جدید اور زندہ مشاہدات پیش کیے جائیں گے تو ان کا اثر نفوس و قلوب پر کچھ اور ہی ہوگا اور غافل لوگوں کو موت کے لیے آمادہ اور ترغیب دلانے اور اپنے اعمال کی اصلاح کرنے میں کافی حد تک موثر ہوں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کتاب میں اخلاقیات و مواعظ سے بھی کسی حد تک استفادہ کیا گیا ہے۔

لیکن مولف کے متعلق یہ کہ:

علامہ آیت اللہ الحاج سید محمد حسین حسینی طہرانی؛ عصر حاضر کے ایک عارف، فقیہ، مفسر و فلسفی تھے کہ جن سے تحقیقات و انکشافات میں استفادہ کیا جانا چاہیے۔

آپ ۱۳۴۵ہجری قمری میں شہر طہران کے ایک علمی و متدین گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کے والد محترم آیت اللہ سید صادق کہ جو حضرت آیت اللہ مرزا محمد تقی شیرازی اور آیت اللہ سید عبدالہادی شیرازی کے ہم مباحث و ہم عصر تھے اور شہر تہران کے ایک مشہور و معروف عالم دین رہے ہیں۔

علامہ طہرانی نے ایسے عظیم عالم دین کی تربیت میں اپنا ابتدائی دور اور نوجوانی کا وقت گذارا اور مکینک کے سبجیکٹ سے امتیازی حیثیت سے ڈگری حاصل کی۔

پھر یہ تعلیم مکمل کرکے باہر ممالک سے ادامہ تحصیل کے لیے متعدد دعوتوں کے باوجود اسلامی تفکر اور علوم اہل بیت کو ترجیح دی اور ۱۳۶۳ہجری میں شہر قم میں آیت اللہ حجت کے مدرسہ میں تحصیل علم میں مشغول ہوگئے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی عنایات سے حضرت علامہ طباطبائی سے متعارف ہوئے اور اپنے ظاہر و باطن کو عقل و قلب سلیم کے ساتھ اس مفسر قرآن وصاحب حکمت و عرفان کے سپرد کردیا اور آپ کے خصوصی شاگردوں میں شمار ہونے لگے اور آپ کی علمی تربیت و روحی تزکیہ اور عملی سیر وسلوک کے تحت اشراف، زندگی بسر کرنے لگے۔

سات سال کی مدت تک قم میں عظیم و اہل فن اساتذہ کی زیر نظر مختلف علوم میں تلمذ کیا جیسے آیت اللہ حاج سید رضا بہاء الدینی، آیت اللہ حاج شیخ جواد سدہ ای، آیت اللہ حاج شیخ مرتضی حائری، آیت اللہ حاج سید محمد حجت، آیت اللہ سید محمد داماد وغیرہ سے شایان شان استفادہ کیا۔

۱۳۷۰ھ میں بعض وجوہات کی بناء پر اور حضرت علامہ طباطبائی کی فرمائشات کے مطابق نجف اشرف کی جانب سفر کیا۔

نجف اشرف میں فقہ و اصول حضرات آیات عظام شیخ حسین حلی، الحاج ابوالقاسم الخوئی، حاج سید محمود شاہرودی اور آقا بزرگ تہرانی سے کسب فیض کیا اور باہوش و صاحب استعداد وافاضل طلاب میں شمار ہونے لگا۔

سیر و صفا اور تطہیر قلب میں علامہ طباطبائی کے سفارش کے مطابق حضرت آیت اللہ الحاج شیخ عباس قوچانی (مرحوم قاضی کے وصی) اور اسی طرح حضرت آیت اللہ سید جمال الدین گلپایگانی کے ساتھ محشور ہونے لگے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور پھر چار سال تک اسی طرح تعبد و تلمذ میں گذارنے کے بعد آپ کے لیے عارف واصل آیت اللہ شیخ محمد جواد انصاری رضوان اللہ تعالی علیہ سے مراودہ کا دروازہ کھل گیا۔

نجف اشرف میں رہنے کے آخری سال انسان کامل و عارف بے بدیل الحاج سید ہاشم موسوی حداد سے ملاقات کے ذریعہ آپ کی زندگی میں ایک نئی فصل وجود میں آئی اور سیر و سلوک کی مشقتیں اور گذشتہ تمام زحمات ثمر آور ہوئیں اور آپ کے وجود و نفس و روح میں حقیقت توحید منور ہونے لگی۔

آپ نے ۱۳۷۷ھ میں نجف اشرف میں تحصیلات کی تکمیل کے بعد اپنے وطن طہران مراجعت فرمائی اور وہاں سعدی روڈ پر اپنے والد گرامی کی مسجد قائم میں شریعت کا احیاء، بندگان خدا کی تربیت اور نفوس کی اصلاح میں مشغول ہوگئے اور مرحوم حداد کے دستور کے مطابق حضرت آیت اللہ شیخ محمد جواد انصاری کے ساتھ نشست و برخاست جاری رکھی۔

شہر طہران میں ۲۴ سال خدمت دین انجام دینے کے بعد ۱۴۰۰ ہجری میں مشہد مقدس میں مقیم ہوگئے اور وہاں پر ۱۶ سال تک علوم و معارف اسلام کے نصاب کو تالیف کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ کی تالیفات پر ایک نظر

حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی طہرانی کی تالیفات کو علوم ومعارف کے سلسلے میں ایک عظیم نصاب کے طور پر یاد کیا جاتا ہے کہ جس کو سات حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱- اللہ شناسی: یہ تین جلدوں پر مشتمل معارف اور توحید میں ایک کامل دورہ ہے

۲- امام شناسی: تقریبا اٹھارہ جلدوں پر مشتمل ،حجت الہی ومسئلہ امامت کے متعلق عظیم مباحث ہیں۔

۳- معاد شناسی: دس جلدوں پر مشتمل ، انسانی اعمال کا نتیجہ موت، برزخ اور قیامت کے متعلق عظیم مباحث ہیں۔

۴- اخلاق وحکمت وعرفان میں چند رسالے ہیں:

- رسالہ سیر وسلوک منسوب بہ بحر العلوم
- رسالہ لب اللباب در سر وسلوک اولی الالباب
- توحید علمی وعینی
- مہر تابان
- روح مجرد

۵- تفسیری مباحث میں چند رسالہ ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

- ❖ رسالہ بدیعہ
- ❖ ترجمہ رسالہ بدیعہ
- ❖ رسالہ نوین

۶- علمی و فقہی ابحاث میں چند رسالے ہیں:

- ❖ رسالہ حول مسئلہ رویت ہلال
- ❖ وظیفہ فرد مسلمان در احیاء حکومت اسلام
- ❖ ولایت وفقیہ در حکومت اسلام
- ❖ نور ملکوت قرآن
- ❖ نگرشی بر مقالہ بسط و قبض تئورک شریعت دکتر سروش
- ❖ رسالہ نکاحیہ، کاہش جمعیت، ضربہ سہمگین بر پیکر مسلمین
- ❖ نامہ پیش نویس قانون اساسی

۷- تاریخی مباحث میں بھی چند رسالہ ہیں:

- ❖ لمعات الحسین
- ❖ ہدیہ غدیریہ، دو نامہ سیاہ و سپید۔

علماء و بزرگوں کے عقیدے میں علامہ طہرانی کی تالیفات علوم و معارف کا خزانہ ہیں کہ اس دائرۃ المعارف کا مولف ایک عظیم عارف ہے کہ جس نے ان حقائق کو اپنی باطنی اور اندرونی بصیرت سے علمی واستدلالی ڈھانچہ میں پیش کیا ہے اس عظیم عالم ربانی کے قلم میں روح حیات اور معانی و

Presented by Ziaraat.Com

مطالب کے درمیان حقیقت پوشیدہ ہونے کی وجہ سے انسان ان کتابوں کے مطالعہ سے خستہ اور تھکن کا احساس نہیں کرتا اور بار بار مطالعہ کرنے سے روح و نفس انسانی میں تازگی اور نشاط پیدا ہوتی ہے۔

مرحوم آیت اللہ جناب سید احمد خوانساری نے آپ کو "فخر عالم اسلام" کے نام سے یاد کیا ہے اور علامہ طباطبائی نے "پاسدار مکتب تشیع" اور جناب سید ہاشم حداد نے "سید الطائفتین" کے لقب سے ملقب کیا ہے۔

آخر کار وہ دل کہ جو ایک دراز مدت سے کلمہ توحید کی سربلندی اور ولایت مطلقہ الہی کی وضاحت اور حریم تشیع کے دفاع اور اسلامی ثقافت کے اصول و قوانین کی تشریح کی خاطر دھڑک رہا تھا، بروز ہفتہ ۹ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ مشہد مقدس میں خاموش ہوگیا اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ منورہ کے صحن انقلاب کے جنوب شرقی حصہ میں دفن کردیے گئے۔

حضرت علامہ آیت اللہ سید محمد حسین حسینی طہرانی کے سیر وسلوک میں شاگرد رشید جناب الحاج عباس لطفی پور نے آپ کی سفارش کے مطابق آپ کی تالیفات کے احیاء کا بیڑا اٹھایا اور آپ کی تمام تالیفات کو چھپوانے کے بعد اب ان کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کرانے کا ہدف سامنے ہے کہ جن میں عربی اور انگلش میں ترجمہ ہو کر طبع ہو چکی ہیں اور اب اردو، فرینچ، جرمن، ترکی وغیرہ میں ترجمہ ہو رہا ہے کہ جن میں سے اردو زبان میں ترجمہ

Presented by Ziaraat.Com

حقیر کے حوالے کیا گیا ہے، بندہ ناچیز کی کوشش ہے کہ ترجمہ میں مطالب کو کماحقہ پیش کیا جاسکے تاکہ مولف محترم کے حقیقی نظریات قارئین تک پہنچ جائیں نیز یہ بھی کوشش رہے گی کہ حقیر خود ہی تمام ترجمہ کو انجام دے لیکن اگر عدیم الفرصتی دامن گیر ہو گئی تو کسی اور کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔

امید ہے کہ یہ کامل نصاب، حضرت علامہ آیت اللہ سید محمد حسین حسینی طہرانی کی آرزو کے مطابق سبھی اہل فکر و نظر اور ارباب تحقیق کے لیے مفید ثابت ہو اور تمام ہی معاونین کہ جنہوں نے ان آثار کی نشر و اشاعت اور دیگر امور میں تعاون کیا ہے خداوند عالم اجر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام

سید سبط حیدر زیدی

مشہد الرضا علیہ آلاف التحیۃ والثناء

۱۸/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ

Presented by Ziaraat.Com

مقدمہ

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب ودود ذوالجلال والاکرام کی صفات و خصوصیات کا بے حدو اندازہ شکر وحمد ہے، وہ خدائے منان کہ جس نے بشر کو خلقت اور ہدایت تکوینی کے بعد ہدایت تشریعی کے ذریعہ کمال کی جانب لباس وخلعت حرکت سے زیب تن کرکے راہنمائی و مخلع فرمایا: اَللہُ وَلِیّ الَّذِینَ آمَنُوا یُخرِجُھُم مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ[1]

اور پاک و پاکیزہ دورد و سلام اور تحیت و اکرام ہو راہ خدامیں منتخب ہونے والے اور اس کے معارف حقہ کی جانب راہ ہدایت پر گامزن پیغمبروں پر کہ جنہوں نے اپنی راہنمائی وارشادات کے ذریعہ بشر کی ظلمتکدہ جہالت سے علم

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۵۷ کا ابتدائی حصہ۔

Presented by Ziaraat.Com

و دانش الٰہیہ کی پر سکون وادی کی جانب راہبری فرمائی،اور جمود و رکود سے حقائق و واقعیات کی وسعت وگشائش کے عظم مقام کی جانب قوت پرواز عطا کی۔

خصوصا حضرت خاتم الانبیاء سید المرسلین محمد بن عبداللہ ﷺ اور آپ کے جانشین حضرت سید الوصیین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام اور آپ کے گیارہ فرزند ارجمند کہ جنہوں نے یکے بعد دیگرے کائنات کو اپنے وجود کے نور سے منور، امانت وخلافت الٰہیہ کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر کاروان بشریت کو میقات الٰہی اور اس سے ملاقات کے لیے راہنمائی کی اور اس الٰہی قافلہ کی پر کشش آواز کو عالمین کے کانوں تک پہنچایا۔

لوگوں کے دلوں میں قدسی نفحات کے ذریعہ نور وسرور وخوشحالی کو وارد کیا اور ان کے دلوں کو مقام ربوبیت سے متصل کردیا۔ اور ڈراؤنے راستوں سے گذرنے کی طریقے اور نفس کے سخت ترین منازل کے بجائے حقیقی اور شفاف راستہ دکھا کر ان کو حقیقی منزلوں تک پہنچنے سے آشنا کرایا۔اور انسان کو اس کی آخری منزل کہ جو مقام مقربین و صدیقین و مخلصین ہے، حرم امن پروردگار جمیل وجلیل میں حاضری کے لیے راہنمائی فرمائی۔ فَلِلّٰہِ دُرُّھُم وَعَلَیہِ اَجرُ ھُم وَ سَلامُہُ عَلَیھِم اَجمَعِینَ۔

چونکہ توفیق الٰہی بندہ ناچیز کے شامل حال ہوئی کہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کے ایام اور ۱۳۹۹ھ کی راتوں میں بہت سے برادران ایمانی و معنوی و

Presented by Ziaraat.Com

روحانی دوستوں کے درمیان معاد کی بحث مرتب و مفصل اور مسلسل بیان کی جائے کہ جو اعتقادات کی شریف ترین اور خوبصورت ترین بحث ہے؛ میں خداوند رحمٰن و رحیم کا شکر گذار ہوں کہ جس نے اپنی بے انتہا تائیدات و بے دریغ حوصلہ افزائی کے ساتھ عنایت و مرحمت کا دروازہ کھلا رکھا کہ حقیر ان تمام جلسات و دروس کو تحریر کرسکے اور جدا جدا مجلس کی شکل میں لے آئے کہ جو خود حقیر اور تمام برادران ایمانی کے لیے تذکر کا سبب قرار پائے۔

ان مجالس میں کہ جو تقریباً ساٹھ سے زیادہ ہیں انسان کی اس دنیائے فانی اور عالم غرور اعتبار میں سیر و حرکت اور پھر اس حالت سے عالم حقائق و واقعیات کی طرف منتقل ہونے اور خداوند عالم کی جانب کوچ کرنے کو کہ جو غایۃ الغایات ہے بیان کیا گیا ہے۔اور ان بحثوں میں عالم صورت و برزخ اور وہاں پر روحوں کا اس عالم دنیا سے رابطہ، اور فرشتوں کی خلقت کی کیفیت اور ان کے وظائف، روز قیامت صور کا پھونکا جانا، تمام مخلوقات کا مرجانا اور پھر دوبارہ زندہ ہونا اور انسان کا خداوندعالم کے حضور کھڑا ہونا، عالم حشر و نشر، حساب وکتاب، جزاء و سزا، سوال و جواب، میزان، صراط، شفاعت و اعراف، جنت و جہنم سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قرآن کریم کی آیات و معصومین علیہم السلام کی روایات اور عقلی و فلسفی دلائل نیز ذوقی و عرفانی مطالب بھی بہت زیادہ بیان ہوئے ہیں اور اخلاقیات و مواعظ سے بھی کسی حد تک استفادہ کیا گیا ہے۔

یہ تمام مجالس ۱۰ جلدوں پر مشتمل ہیں کہ جو معاد شناسی کے عنوان سے علوم و معارف اسلام کے نصاب میں شامل ہیں۔

یہ حصہ، اعتقادی تین سلسلوں میں سے ایک ہے کہ پہلا حصہ "اللہ شناسی" دوسرا "امام شناسی" اور تیسرا آپ کے مبارک ہاتھوں میں بنام "معاد شناسی" ہے اسی طرح دوران گفتگو احکام و شرعی مسائل اور قرآن کریم و مساجد و دعا، نماز و روزہ وغیرہ سے متعلق مباحث بھی پیش کیے گئے ہیں کہ ہمیں خداوند عالم کے لطف و کرم سے امید ہے کہ یہ نصاب مومنین کے لیے قابل استفادہ رہے گا۔

وَمَا تَوفِيقِى الاَّ بِاللهِ عَلَيهِ تَوَكَّلتُ وَ اِلَيهِ اُنِيبُ[1]
رَبَّنَا عَلَيكَ تَوَكَّلنَا وَ اِلَيكَ اَنبنَا وَ اِلَيكَ المَصِيرُ-[2]
وَهُوَ المُستَعَانُ وَ عَلَيهِ التكلاَنُ
سید محمد حسین حسینی طہرانی

۱- سورہ ھود، آیت ۸۸۔

۲- سورہ الممتحنہ، آیت ۴۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلی مجلس

حقائق و فرضیات

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلحَمدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّد وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ وَلَعنَةُ اللهِ عَلَى اَعدَائِهِم اَجمَعِينَ مِنَ الآنَ اِلَى قِيَامِ يَومِ الدِّينِ وَلاَ حَولَ وَلاَ قُوَّةَ الاَّ بِاللهِ العَلِيِّ العَظِيمِ [1] -

انسان کا فرشتوں سے افضل ہونا

قَالَ اللهُ الحَكِيمُ فِى كِتَابِهِ الكَرِيمِ:

"بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ * وَطورِسِينِينَ * وَهَذَا الْبَلَدِالأمِينِ * لَقَدْخَلَقْنَاالانسَانَ فِي أَحْسنِ تَقْوِيمِ * ثُمَّ رَدَدْنَهُ أَسفَلَ سَافِلِينَ * إِلاالَّذينَ ءامَنُواوَعَمِلُواالصَّالِحَتِ فَلَهُمْ أَجْرٌغَيرُمَمْنُونِ * فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُبِالدِّينِ * أَلَيس اللهُ بِأَحْكَمِ الحَاكِمِينَ" [2] -

خداوند متعال اس سورہ مبارکہ میں جو کہ قرآن کریم کا پچانویں نمبر کا سورہ ہے۔ انجیر اور زیتون کی قسم کھا رہا ہے کہ جن سے مراد [3] یا وہی دو مشہور

۱۔ یہ مطالب پہلی رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کو بیان کئے گئے ہیں۔

۲۔ سورۂ تین۔

۳۔ تفسیر المیزان، ج۲۰، ص ۴۵۴۔

Presented by Ziaraat.Com

پھل یا ان دونوں کے درخت ہیں، یا وہ پہاڑ ہیں جن میں سے ایک کو کوہ تین کہتے ہیں اور دوسرے کو کوہ زیتون۔ شہر دمشق کوہ تین کے کنارے واقع ہے۔ اور کوہ زیتون کے پہلو میں شہر بیت المقدس واقع ہے جو اکثر انبیاء و مرسلین کی جائے ولادت ہے اور خداوند متعال طور سینا کی قسم کھا رہا ہے کہ جو حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کی مناجات کی جگہ رہی ہے۔ اور شہر مکہ مکرمہ کی قسم کھائی ہے کہ جو امن و امان کا مرکز ہے اور خداوند عالم نے اس کو امن کی جگہ قرار دیا ہے۔ : کہ ہم نے انسان کو بہترین[۱] قوام وجودی وماہوی

۱۔ ملائکہ کی نسبت انسان کی افضلیت کے بارے میں قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں چند دلایل قابل ذکر ہیں۔

پہلی دلیل: خداوند متعال نے ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا یہ بات عقل سے بعید ہے کہ موجود ناقص، مسجود موجود کامل قرار پائے۔ گرچہ سجدہ کی علت وہ راز ہے کہ جس کو خداوند متعال نے آدم علیہ السلام میں قرار دیا تھا۔ بہر حال آدمؑ مسجود ملائکہ قرار پائے ہیں۔

دوسری دلیل: قرآن مجید کے سورہ بقرہ میں جو کہ قرآن کا دوسرا سورہ ہے اس کی تیسویں آیت "وَإِذْقَالَ رَبُّك لِلْمَلَئكَةِإِنى جَاعِلٌ فى الأَرْضِ خَلِيفَةًقَالُواأَتجعَلُ فِيهَامَن يُفْسِدُ فِيهَا وَ يَسفِك الدِّمَاءوَنحْنُ نُسبِّحُ بحَمْدِك وَنُقَدِّس لَك قَالَ إِنى أَعْلَمُ مَالاتَعْلَمُونَ" میں خداوند متعال کی خلافت مطلقہ کا کاملترین مصداق ہے۔

تیسری دلیل: قرآن مجید کے اڑتیسویں سورہ ص کی اکھترویں آیت سے چھیترویں آیت تک ارشاد ہو رہا ہے: " إِذْ قَالَ رَبُّك لِلْمَلَئكَةِ إِنى خَلِقُ بَشراً مِّن طِينٍ فَإِذَا سوَّيْتُهُ وَ نَفَخْت فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُوا لَهُ سجِدِينَ فَسجَدَ الْمَلَئكَةُ كلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلا إِبْلِيس استَكْبرَ وَ كانَ مِنَ الْكَفِرِينَ قَالَ يَإِبْلِيس مَا مَنَعَك أَن تَسجُدَ لِمَا خَلَقْت بِيَدَىَّ أَستَكْبرْت أَمْ كُنت مِنَ الْعَالِّينَ قَالَ أَنَا خَيرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنى مِن نَّارٍ وَ خَلَقْتَهُ مِن طِينٍ. "

Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ آیات مذکورہ میں واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ سجدہ کی علت آدمؑ کے پیکر میں روح خداوندی کا پھونکا جانا ہے اور دوسرے یہ کہ خداوند متعال نے خود فرمایا ہے کہ میں نے آدمؑ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ جس سے مراد خدا کے تمام صفات جمالیہ اور جلالیہ کی تجلّی ہے۔

چوتھی دلیل: انسان کی خلقت کے بارے میں قرآن مجید کے تیئسویں سورہ مومنون کی چودہویں آیت میں ارشاد ہو رہا ہے "فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الخَلِقِينَ".

اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب "علل الشرائع" میں اپنے پدر بزرگوار سے اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن سنان سے روایت نقل کی ہے کہ: قال: سَالْتُ اَبَا عَبْدِ الله جَعْفَرِ بِنْ مُحَمَّدِ الصَّادِقَ عَلِيهِمَا السَّلامُ فَقُلْتُ: اَلْمَلَئكَةُ اَفْضَلُ ام بَنُوْ اَدَمَ؟فَقَالَ: قالَ اَمِيْرُ الْمُوْمنِيْنَ عَلِىّ ابْنُ اَبِىْ طالبْ عَلَيْه السَّلام:انَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ رَكَّبَ فِى الْمَلاَئكَة عَقْلاً بِلاَ شَهْوَة وَرَكَّبَ فِى الْبَهائمِ شَهْوَةً بِلَا عَقْلِ وَرَكَّبَ فِىَ بَنِي اَدَمَ كلَيهِمَا؛ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُهُ شَهْوَتَهُ فَهُوَ خَيرٌ منَ الْمَلَائكَة وَ مَنْ غَلَبَتْ شَهْوَتُه عَقْلَهُ فَهُوَ شَرٌّ مِنَ الْبَهَائمِ.(باب٦ :العلة الّتى من اجلها صار فى النَاس مَن هو خَيرٌ من الملائكة و صار فيهم مَن هو شرٌّ من البهائم، ص۴)

ابن مسعود نے کتاب "مروج الذہب" جلد ۱ میں چاپ مطبعہ السعادۃ (۱۳۶۷ ہجری) صفحہ ۳۳ پر امیر المومنین علیہ السلام کی روایت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ: فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اَدَمَ ابَانَ فَضْلَه لِلْمَئكَة وَ اَراهُمْ ما خَصَّهُ بِهِ مِنْ سابِقِ الْعِلْمِ مِنْ حَيْثُ عَرَّفَه عِنْدَ اسْتِنْبَآئه اِيَّاهُ اَسْمَآءَ الْاَشْيَاءِ. فَجَعَلَ الله اَدَمَ مِحْرَاباً وَ كَعْبَةً وَ بَاباً وَ قِبلَةَ اسْجَدَ اِلَيها الْاَبْرَارَ وَالرّوحانيينَ الْاَنوار.

امیر المومنین علیہ السلام کا آدمؑ کے لیے، مسجد ابرار اور انوار روحانیوں کی تعبیر استعمال کرنا فرشتوں پر افضلیت کی دلیل ہے اور عالم جلیل القدر محدث بزرگوار سید ہاشم بحرانی نے تفسیر "البرھان" میں قرآن کے اڑتیسویں سورہ ص کی پچھتّرویں آیت " قَالَ يَإِبْلِيس مَامَنَعَك أَن تَسجُدَلِمَاخَلَقْتُ بِيَدَىَّ أَستَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ "کے ذیل میں ابن بابویہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن عماد سے، انہوں نے اسمٰعیل بن ثویہ سے، انہوں نے زیاد بن عبد اللہ بکاتی سے، انہوں نے سلیمان اعمش سے، انہوں نے ابو سعید خذری سے روایت کی ہے کہ فرمایا: كُنَّا جُلُوْساً عِنْدَ رَسُولِ الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَ اَله اذْ اَقْبَلَ اِلَيْه رَجُلٌ فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ! اخْبِرْنِى عَنْ قَوْلِ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لِاِبْلِيْسَ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ؛ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ الَّذِيْنَ هُمْ اعْلَى مِنَ الْمِلَائِكَةِ؟

Presented by Ziaraat.Com

اور بلند ترین طینت و فطرت اور مرکز شرافت بنا کر خلق کیا اور پھر ہم نے اسے سب سے نیچے درجہ پر گرادیا۔ سوائے ان افراد کے کہ جو خداوند متعال پر ایمان لائے اور اپنے کردار کو شائستہ بنانے میں مشغول ہیں کہ ان کے لئے ہمیشہ اجر وثواب جاری رہے گا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وِ آلِه:انا وَ عَلِیّ وَ فَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ؛ كُنَّا فِی سَرادِقِ الْعَرْشِ نُسَبِّحُ اللهَ فَسَبَّحَتِ الْمَلَائِكَةُ بِتَسْبِيحِنَا،قَبْلَ اَنْ خَلَقَ اللهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَلْفَی عَامٍ. فَلَمّا خَلَقَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَرَ الْمَلَائِكَةَ اَنْ يَسْجُدُوْا لَهُ، وَلَمْ يُوْمَرُوا بِالسُّجُوْدِ اِلَّا لِاَجْلِنَا. فَسَجَدَتِ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّا اِبْلِيْسَ اَبَی اَنْ يَسْجُدَ، فَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا اِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَیَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ؟ قَالَ: مِنْ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ الْمَكْتُوْبِ اَسْمَاؤُهُمْ فِی سُرادِقِ الْعَرْشِ؛ فَنَحْنُ بَابُ اللهِ الَّذِی يُؤْتَی مِنْهُ؛ بِنَا يَهْتَدِی الْمُهْتَدُوْنَ، فَمَنْ اَحَبَّنَا اَحَبَّهُ اللهُ وَ اَسْكَنَهُ جَنَّتَهُ، وَمَنْ اَبْغَضَنَا اَبْغَضَهُ اللهُ وَ اَسْكَنَهُ نَارَهُ، وَلَا يُحِبُّنَا اِلَّا مَن طَابَ مَوْلِدُهُ.

اور اس حدیث کو "وسایل الشیعہ" چاپ حروفی جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۴ میں "علل الشرایع" سے حکایت کیا ہے اور شیخ ہادی کاشف الغطاء نے بھی "مستدرک نہج البلاغہ" چاپ مکتبۃ اندلس بیروت صفحہ ۱۷۲ پر امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے اور مثنوی میں اس کو اس طرح نظم کیا گیا ہے۔

در حدیث آمد که خلّاق مجید — خلق عالم را سه گونه آفرید
یک گُره را جمله عقل و علم و جود — آن فرشته است و نداند جز سجود
نیست اندر عنصرش حرص و هوی — نور مطلق زنده از عشق خدا
یک گروه دیگر از دانش تهي — همچو حیوان از علف در فربهی
او نبیند جز که اصطبل و علف — از شقاوت غافل است و از شرف
و ان سوم هست آدمیزاد و بشر — از فرشته نیمی و نیمش ز خر
نیم خر خود مایل سفلی بود — نیم دیگر مایل علوی بود
تا کدامین غالب آید در نبرد — زین دوگانه تا کدامین بُرد نَرد

("مثنوی" چاپ میر خانی، ص ۳۶۱)

Presented by Ziaraat.Com

پس روز جزاء حق ہے، قابل تکذیب نہیں ہے اس لئے کہ حالات کی تبدیلی اور لوگوں کے مختلف درجات کی بناپر خداوند متعال جو کہ حاکم بر حق ہے اور جس کا حکم مستحکم اور پایدار اصول پر قائم و دائم ہے، روز قیامت لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

اگر خداوند متعال نے چاہااور اس کی توفیقات شامل حال رہیں تو قیامت کے سلسلہ سے ایک دورہ قرآن مجید کی آیات اور معصومین علیہم السلام کی روایات کی روشنی میں بیان کریں گے اور وہ حالات جو احتضار کے وقت انسان پر عارض ہوتے ہیں نیز عالم برزخ کی کیفیت اور اس سے نکل کر قیامت کبریٰ میں منتقل ہونا، روز محشر مخلوق کا جمع ہونا، سوال وجواب، میزان، پل صراط، شفاعت، مقام اعراف، کوثر اور جنت و جہنم ترتیب کے ساتھ مفصل بیان ہونگے۔

سورہ مبارکہ والتین میں کہ جس کو آغاز کلام میں ذکر کیا، خداوند متعال انسان کی عالم ملکوت سے عالم طبیعی و مادیّ اور حیات دنیوی اور محسوسات کی منطق و موقعیت کو بیان فرمارہا ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین فطرت و طینت اور قوام پر پیدا کیا اور پھر اس کی حدود وقیود، ظلمات میں گرفتاری، عالم حس اور عالم انس وجمعیت و معرفت سے دور سب سے نیچے مرتبہ پر نازل کردیا تاکہ وہ خود اپنے پیروں اوراپنے ارادہ واختیار سے بلند

Presented by Ziaraat.Com

مراتب و درجات تک پہونچ کر انسانیت کے بلند ترین معارج و مدارج کو کسب کرے۔ اس صورت میں وہ اپنے خدا کے نزدیک ہوگا اور دائمی اجر و ثواب اس تک پہونچتا رہے گا۔

تمام موجودات کے درمیان انسان کا مقام

تمام موجودات کے درمیان چاہے وہ جمادات ہوں کہ نباتات یا حیوانات، انسان کے پاس ایک خاص چیز جو اس کو تمام چیزوں سے ممتاز کرتی ہے اور ایک خصوصیت کا حامل بناتی ہے وہ قوت عاقلہ، کلیات کا ادراک، عالم ملکوت سے صعود و عروج پر قدرت رکھنا اور صرف نفوس قدسیہ عقلانیہ تک محدود نہ رہنا ہے۔

گرچہ سائنس ابھی تک موجودات حتی نباتات و جمادات کے لئے شعور و قدرت کو ثابت نہیں کر پائی ہے لیکن فلسفہ الٰہی کے اعتبار سے دلیل و برھان کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ ہر وہ چیز جس کو موجود کا نام دیا جاسکتا ہے حتی ایک تنکا یا وہ ذرّہ کہ جس کو ظاہری نگاہیں بھی نہیں دیکھ سکتی یہ تمام نعمت حیات اور علم و قدرت سے بہرہ مند ہیں۔

ہر وجود کے لئے یہ تین خاصیتیں (حیات، علم و قدرت) لازم و ضروری ہیں ہر موجود اپنے ظرف وجود کے اعتبار سے ہی حیات اور علم و قدرت کا حامل ہوتا ہے؛ اسی طرح مادی موجودات مانند نباتات و حیوانات بھی اپنے

Presented by Ziaraat.Com

ظرفی وجود کی وسعت کے اعتبار سے اسی مرتبہ ومقام پر فائز ہیں۔ انسان اور ملائکہ بھی اپنی قابلیت کے اعتبار سے انہی خصوصیات کے حامل ہیں۔ تمام موجودات کے درمیان انسان کے اندر جہاں ایک طرف متضاد قوتیں اور مختلف غرائز اور تمایلات نفسانی وشہوات کی قدرت پائی جاتی ہے وہیں دوسری طرف اس کے پاس قوت عقل بھی موجود ہے۔

حیوانات میں فعالیت کا دائرہ محدود ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا ارادہ واختیار اور شعور بھی محدود ہے۔ وہ نفع حاصل کرنے اور اپنی نسبت ضرر سے بچنے کے لئے حرکت میں آتے ہیں جیسا کہ پرندے آسمان میں پرواز کرتے ہیں اور دریائی حیوانات دریا میں غذا کے لئے شکار کرتے ہیں اور زمین پر زندگی بسر کرنے والے جانور جنسی غریزہ اور خواہشات جیسے محدود کام کے علاوہ آگے قدم نہیں رکھتے ہیں۔ وہ ایک محدود راہ کے علاوہ نہ کوئی دوسرا ہدف رکھتے ہیں اور نہ ہی خواہش۔ اسی لئے ان کی زندگی بسیط اور محدود ہوتی ہے لیکن انسان کی زندگی ان تمام چیزوں سے کہیں بالاتر ہے۔ اعتباری اور غیر حقیقی چیزوں نے ہمیشہ انسان کے گوشہ حیات میں وارد ہونے کے بعد اس کی فعالیت کے دائرہ کو زندگی کے مختلف زاویوں سے وسعت بخشی ہے۔

انسان کے حقیقی کام غیر حقیقی (اعتباری) امور سے جڑے ہوئے ہیں اور پھر آبرو کی حفاظت کی خاطر مصلحتی کام اور دلی خواہشات کو پورا کرنا، زندگی کو

Presented by Ziaraat.Com

رونق بخشنا، ریاست و حکومت طلبی، حُبّ مال، حسّ تفاخر اور کثرت اموال و اولاد، سبب بنی کہ اولاد آدم ایک وسیع اور گستردہ فعالیت کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑے رکھے۔

انسان کا اتنی شدت سے ان امور اعتباری کی طرف دوڑنا اس کو حقیقت میں عالم معنی و حقیقی سے دور کرتا ہے اور جس طرح اس کو اپنے مقصد تک پہونچنا چاہیئے تھا پہونچنے نہیں دیتا ہے۔

مثلاً انسان کو جینے کے لئے کھانے کی ضرورت ہے اگرچہ اصل غذا کہ جس کو کھا کر با آسانی زندہ رہا جا سکتا ہے، بہت ہی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے مگر فرضی اور غیر حقیقی عجیب و غریب افکار انسان کے دامن گیر ہو جاتے ہیں اور وہ دل ہی دل میں خود سے کہتا ہے کہ کون سا کھانا پسند کروں کہ جو میری توہین کا سبب نہ بنے، میرا دوست مجھے اس حال میں دیکھ کر مجھ پر اعتراض نہ کرے، یا میرا آنے والا مہمان مجھ کو عجیب و غریب نگاہوں سے نہ دیکھے در حقیقت یہ تمام امور فرضی و اعتباری ہیں کہ جو امور حقیقی سے مخلوط ہو چکے ہیں۔

اور بسا اوقات امور فرضی و اعتباری کی کثرت اس قدر ہو جاتی ہے کہ امور حقیقی و واقعی کو کلی طور سے نابود اور ہلاک کر دیتی ہے۔ تمام امور جو انسان کو دنیا میں پیش آتے ہیں مانند خرید و فروش، صلح، ہبہ، وکالت، اجارہ، کھیتی باڑی، معاملات، مضاربہ، نکاح اور طلاق انسان ان کو انجام دینے میں اس قدر

Presented by Ziaraat.Com

غرق ہو جاتا ہے کہ بعض اوقات ان کی حفاظت کی خاطر خود کو موت کے دہانے پر کھڑا کر دیتا ہے اور ان فرضی واعتباری چیزوں اور تخیلاتی افکار کو اپنی پیاری جان کا بدلہ قرار دے دیتا ہے اور اس روز مرّہ کی زندگی میں مفت بازی ہار جاتا ہے۔

پست ترین عالم، عالم محسوسات وفرضیات ہے

اس عالم فرضی و اعتباری کو اسفل السافلین کہتے ہیں یعنی حقیقت و واقعیت کی سرحد سے پست ترین عالم کیونکہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود کو راہ تکامل میں صد در صد حقایق سے تطبیق دے اور عالم حقیقی سے بہرہ مند ہو اور روز بروز ترقیات کی بلندی کو طے کرتا ہوا حقایق تک پہونچ جائے۔ مگر انسان اس قدر پست ہو جاتا ہے کہ اپنی تمام عمر اور سرمایہ وجودی جو کہ عقل و علم وحیات اور قدرت سے مرکب ہے۔ خیالی اور افسانوی داستانوں کی نذر کر دیتا ہے اور اپنی آبرو بچانے کے لئے طولانی آرزؤں سے کہ نہ معلوم ان کو حاصل کر بھی پائے یا نہ، دلبستگی پیدا کر لیتا ہے اور ان تمام خیالات اور وہمی آرزؤں کے حصول کے لئے تیزی سے فعالیت کرتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کی زندگی کا پھل کچّا رہ جاتا ہے اور وہ خالی ہاتھ بغیر ثمر حیات سے بہرہ مند ہوئے اس دنیا سے گزر جاتا ہے اور اپنے شکستہ حال سے اس گذشتہ عمر کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ ندامت و حسرت اس کے تمام وجود کو

Presented by Ziaraat.Com

گھیر لیتی ہے کیونکہ ضایع شدہ عمر، پیچیدہ نامہ اعمال اور صدائے موت کے سامنے کیا کر سکتا ہے؟۔

دین، حقائق وفرضیات کے درمیان روابط کو منظّم ومرتب کرتا ہے

دین؛ خداوند متعال کی طرف سے آیا ہے تاکہ انسان کے سلسلہ مادیات اور روابط کو انسان کی منفعت کی حد تک جہاں تک اس کی ترقی اور تکامل کے مانع نہ ہو، معین کرے۔ بہت سے وہ سلسلہ مادیات کہ جو انسان کے لئے مفید ہی نہیں بلکہ اس کو جہنم تک پہنچا سکتے ہیں، دین ان کی نشان دہی کرتا ہے اور انسان کو ان احکامات کی تعلیم دیتا ہے جو اس کو عالم ہستی اور حقیقی زندگی تک پہنچاتے ہیں۔

جو افراد ان احکامات پر عمل کرتے ہیں ان کے وجود کا ثمر اپنے کمال تک پہنچ جاتا ہے اور ان کو جو قوت و استعداد عطا کی گئی تھی اس سے صحیح طور پر استفادہ کرکے اپنی ہستی کو واقعیت تک پہنچا دیتے ہیں ایسی صورت میں وہ موت کے وقت خوشحال رہتے ہیں۔ (کیونکہ وہ ابتدائی تکامل کے مراحل سے گزر کر راز عالم سے آگاہ ہو چکے ہیں) ان پر حقایق کا انکشاف ہو چکا ہے اور اپنے خدا سے ملحق ہو کر اپنے جزئی وجود کو ہستی کل میں کہ جس سے سارا عالم مرتبط ہے، فنا کر چکے ہیں اور ان کے لئے کسی طرح کا کوئی انتظار باقی نہیں رہ گیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

اور موت سے ان کو کسی طرح کا خوف ہی نہیں بلکہ وہ موت کو عاشقانہ گلے لگانا چاہتے ہیں تاکہ جس عالم کو دنیا میں رہ کر انھوں نے نہیں دیکھا اور کسی مصلحت کی وجہ سے ان سے پوشیدہ رکھا گیا ہے، اس کا اپنی نگاہوں سے مشاہدہ کر سکیں۔

اور جو افراد ان احکامات کی پابندی نہیں کرتے اور اپنی تمام عمر کو لہو و لعب میں مشغول رکھ کر دائرہ اعتباری اور فرضیات سے قدم آگے نہیں بڑھا پاتے کیونکہ باطل نے ان کے دلوں کو اپنی طرف موڑ رکھا ہے اور وہ بناوٹی حقیقت کا لباس زیب تن کرکے ان کے فکر و خیال کو اپنی طرف کیے ہوئے ہے بالآخر وہ افراد بغیر ظفر و کامیابی کے اس نفع بخش ہستی سے عالم حقیقی اور مقصد خلقت، راز آفرینش اور حقیقی وطن کی معرفت حاصل کئے بغیر اپنے خدا سے ملحق ہو جاتے ہیں لہٰذا حتماً ایسے افراد کے لئے دار دنیا سے دار بقاء کی طرف جانے میں ان کا وجود ضعف و نقصان کا سبب بنتا ہے اور شکستہ حال، حسرت اور غم و اندوہ لیے ہوئے، بغیر کسی نتیجہ کے اس دنیا سے تشنہ رحلت کرتے ہیں۔

"رِجَالٌ لا تُلْهِيهِمْ تِجَرَةٌ وَ لا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللهِ وَ إِقَامِ الصلَوة وَ إِيتَاء الزَّكَوة يخَافُونَ يَوماً تَتَقَلَّب فيهِ الْقُلُوبُ وَ الْأَبْصَرُ لِيَجْزِيهُمُ اللهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَ يَزِيدَهُم مِّن فَضلِهِ وَ اللهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيرِ حِسابٍ * وَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظمْئَانُ مَاءً

Presented by Ziaraat.Com

حَتی إِذَا جَاءَهُ لَمْ یجِدْهُ شیْئاً وَ وَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسابَهُ وَ اللَّهُ سرِیعُ الحِسابِ"[1]۔

ان لوگوں کے دلوں میں نور حقیقت اور جلوہ الٰہی کی تابش ہے کہ جو انہیں کاروبار یا دیگر خرید و فروخت ذکر خدا، قیام نماز اور ادائے زکاۃ سے غافل نہیں کر سکتی اور اس دنیا کے اعتباری امور انہیں اس مقصد و ہدف اور اپنے معبود تک پہنچنے سے نہیں روک پاتے۔ وہ ہمیشہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن کے ہول سے دل اور نگاہیں سب الٹ جائیں گی تا کہ خدا انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزا دے سکے اور اپنے فضل سے مزید اضافہ کر سکے اور خدا جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔

لیکن جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے اعمال و رفتار اور ان کا مقصد مانند سراب ہے سراب اس شئی کو کہتے ہیں کہ جس کی کوئی حقیقت نہ ہو، نور خورشید چٹیل میدان میں ریت کے ذرّات پر پڑتا ہے اور دور سے پیاسا انسان اسے پانی سمجھتا ہے اور جب اس کے قریب پہنچتا ہے تو کچھ نہیں پاتا۔

کافر تشنگی کے عالم میں خود کو سیراب کرنے کے لئے دنیا کے خشک و آتشی میدان میں پانی کی تلاش میں پھر رہا ہوتا ہے مگر پانی تک کبھی اس کی رسائی نہیں ہوتی اور وہ کبھی سیراب نہیں ہو سکتا۔ عمر گزرتی جاتی ہے اور وہ نعمت حیات کو گم کر دیتا ہے کیونکہ صراط مستقیم پر گامزن نہیں ہے اور اپنے وجود

۱۔ سورہ نور آیت ۳۷ تا ۳۹۔

Presented by Ziaraat.Com

سے کمزور وضعیف نکات کی اصلاح کی کوشش بھی نہیں کرتا ہے۔اس لیے کہ اس کا نقص وجودی کمال میں تبدیل نہیں ہوا ہے۔آب حیات سے اس نے فیض نہیں اٹھایا ہے۔ فقط سراب کی طرف دوڑ رہا ہے کہ جو انسان کو سیراب نہیں کرسکتا! نتیجہ میں عمر تباہ وبرباد ہو جاتی ہے وہ پیش خداوند متعال شرمندہ اور قابل حساب وکتاب قرار پائے گا۔

عقل وحس کی پیروی کرنے میں مومن وکافر کے درمیان فرق

اس آیت سے استفادہ ہوتا ہے کہ کفّار بھی پانی کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ کفار بھی خدا کو تلاش کر رہے ہیں ان کا گمشدہ بھی ہے کہ جس کے حصول کے لئے وہ سعی وجستجو کر رہے ہیں مگر انہوں نے صحیح راہ کو گم کر دیا ہے ان کی راہ، پانی کی راہ ہونا چاہیئے تھی نہ کہ سراب کی۔

مومن پانی کی تلاش میں رہتا ہے اور اپنی سعی وتلاش کے ذریعہ چشمہ زلال حقیقت کو پالیتا ہے اور سیراب ہو جاتا ہے۔ کافر تشنگی کو دور کرنے اور پانی تک پہونچنے کی راہ کو بھول کر راہ سراب پر چل رہا ہوتا ہے اور دنیا کی اعتباری وفرضی اشیاء جیسے مال و متاع، جاہ وحشم، اولاد، حکومت اور اقتدار کو بڑھانے کی کوشش میں لگا ہوا رہتا ہے مگر جتنا بھی زیادہ اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے اتنا ہی حقیقت سے دورتر اور سراب سے نزدیک تر ہوتا جاتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ آفتاب کی تمازت اور خشک بیابان کی حرارت اس کے جگر کو تشنہ اور اس کی عمر کو اس طرح ضایع کر دیتی ہے کہ راہ برگشت باقی نہیں رہتی اور وہ اپنی آرزوں کے بوجھ میں دفن ہو کر رہ جاتا ہے اور باطل افکار و خیالات اس کا مقبرہ بن جاتے ہیں۔

انسانی زندگی میں فرضیات کے مراحل کی تقسیم قرآن کریم کی نظر میں

قرآن مجید میں اس موضوع کو کس قدر خوبصورت انداز اور لطیف تشبیہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

"اعْلَمُوا أَنَّمَا الحَيَوةُ الدُّنْيَا لَعبٌ وَ لَهوٌ وَ زِينَةٌ وَ تَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَ تَكاثُرٌ فِى الأَمْوَالِ وَ الأَوْلَاد كَمَثَلِ غَيْث أَعجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثمَّ يهِيجُ فَتَرَاهُ مُصفَرًّا ثمَّ يَكُونُ حُطَاماً وَ فِى الآخَرَة عَذَابٌ شَديدٌ وَ مَغْفِرَةٌ مِنَ اللهِ وَ رِضوَانٌ وَ مَا الحَيَوةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ."[۱]

غور فرمائیں کہ خداوند متعال نے کس طرح حقیقت کو انسان کے لئے مجسم بنایا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: یہ دنیوی زندگی جو کہ انسان اپنی لمبی آرزوں اور چاہتوں کے ساتھ اپنی عمر کو صرف کر رہا ہے اور اپنے وقت کے منٹوں اور

---

۱. سورہ حدید، آیت ۲۰۔

Presented by Ziaraat.Com

گھنٹوں کو اس پر منطبق کرتا ہے، دنیا سے خالی ہاتھ جائے گا، یہ زندگی پانچ مراحل سے خارج نہیں ہے۔ یہ زندگی جو کہ حقیقت میں حیوانات اور چارپایوں سے بھی پست ہے۔ یہ اعتباری و فرضی چیزیں کہ جنہوں نے انسان کو اپنی طرف مشغول کر رکھا ہے۔ حقایق سے دور اور درندوں کی زیست سے پست تر کر دیا ہے، یہ ان پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے۔ "**لعب**" یعنی کھیل کود بدون خواہش نفس۔ "**لہو**" وہ کام جو انسان خواہش نفس کی بنا پر انجام دیتا ہے اور صحیح عقلی اغراض اس میں شامل نہیں ہوتے۔ "**زینة**" باطل اور غیر حقیقی اشیاء کو حقایق کا لباس پہنانا اور امور فانی کو امور باقی بنا کر پیش کرنا۔ "**تفاخرُ بینکم**" خود پسندی اور اپنی زندگی کے امور کی بنیاد فخر و مباہات پر رکھنا، "**تکاثر فی الاموال والاولاد**" ہمیشہ مال و دولت کی زیادتی اور اولاد کی کثرت میں وقت کو صرف کرنا۔

مرحوم شیخ بہاء الدین عاملیؒ نے اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں ایک لطیف[۱] بات تحریر فرمائی ہے کہ خداوند نے ان پانچ مراحل کو انسان کے نشیب نشیب و فراز کے اعتبار سے بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ انسان اپنی زندگی کے پہلے مرحلہ میں جو کہ دوران طفلی ہے، کھیل کود میں مشغول رہتا ہے۔ پھر اس کے

۱۔ اس مطلب کو علامہ طباطبائی مد ظلہ العالی نے "الانسان فی الدنیا" کے خطی نسخہ میں شیخ بھائی سے نقل نقل کیا ہے نیز تفسیر المیزان، ج۱۹، ص۱۸۸ پر سورہ حدید کی اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں واسطہ سے نقل فرمایا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بعد بلوغ کی منزل آتی ہے کہ جس میں لھو و لعب اور شہوتی امور میں قدم رکھتا ہے اور شباب و جوانی میں زینت آرائی منزل اوج پر ہوتی ہے اور عمر کے درمیانی حصہ میں فخر اور حسّ برتری زیادہ ہو جاتی ہے۔ باالآخر پیری اور بڑھاپے میں کثرت اموال اور اولاد کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

جی ہاں! انسان عالم طفلی اور بلوغ سے گزرنے کے بعد دوست رکھتا ہے کہ خود کو زینت بخشے اپنے لباس کو کاروبار کو، مکان کو اور تمام ان چیزوں کو جن سے اس کا تعلق ہے اس طرح سجائے کہ بقاء اور ابدی زیست، فناء و نابودی کے چہرے کو ڈھانپ لے اور حقایق، باطل نقوش کے تحت مخفی ہو جائیں۔ اس کے بعد دوران تفاخر شروع ہوتا ہے اس مرحلہ میں انسان یہ کہنا شروع کرتا ہے کہ میری قدرت وطاقت ایسی ہے میرا مال ایسا ہے میرا علم اس منزل پر ہے یہاں تک کہ جرأت کے ساتھ اپنے آباء واجداد کی بوسیدہ اور خاکستر شدہ ہڈیوں پر فخر کرنے لگتا ہے اور ان کے لئے رجز خوانی کرتا ہے اور ان چیزوں پر فخر و مباہات کرتا ہے کہ جن کے وجود کا کوئی نام و نشان تک باقی نہیں رہا ہے۔ اور جن کا نقش زیر خاک ہو چکا ان کو خوبصورت اور زیبا و با عظمت بنا کر پیش کرتا ہے اور ان کی شان میں انقلابی اشعار پڑھتا ہے اور باالآخر زندگی کے آخری مراحل میں مال کے جمع کرنے اور اولاد کی کثرت میں اپنے وجود کی پوری طاقت صرف کر دیتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حقیقت میں انسان جتنا سن رسیدہ ہوتا جاتا ہے اس کی حرص و طمع اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔ جوانی میں راہ خدا میں انفاق کرتا تھا مگر اب نہیں کرتا، جزبۂ ایثار و فداکاری عالم شباب میں تھا مگر اب نہیں ہے۔ حقیقت بشری اسی طرح ہے کہ جس طرح بھی اس کی تربیت کی جائے گی اس کے نفس پر اسی طرح کا نقش و نگار ہوگا اور اس کے گزرے ہوئے لمحات ایک ثابت ملکہ کی شکل میں نظر آئیں گے۔ البتہ کیونکہ اس نے اپنی تربیت قوانین الٰہی کے تحت نہیں کی ہے لہٰذا عمر کے آخری حصہ میں نفس اسی طرح سرکش نظر آئے گا۔

لمبی آرزو کے متعلق ہارون الرشید اور ایک بوڑھے حریص کی داستان

کہتے ہیں کہ ایک روز ہارون رشید نے اپنے درباریوں اور اپنے خاص افراد سے کہا کہ میں ایسے شخص کی زیارت کرنا چاہتا ہوں کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچ کر آپؐ کی زیارت سے مشرف ہوا ہو اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سنی ہو تاکہ بغیر کسی واسطے کے وہ آنحضرتؐ سے میرے لئے حدیث نقل کرے۔ ظاہر ہے ہارون کا دور خلافت ہجرت سے ایک سو سَتّر سال بعد تھا اتنی طولانی مدت گزرنے کے بعد یا تو پیغمبرؐ کے زمانے کا کوئی فرد باقی نہ رہا ہوگا یا اگر کوئی باقی بھی ہوگا تو شاذونادر۔

Presented by Ziaraat.Com

بالآخر ہارون کے سپاہی ایسے شخص کی تلاش میں نکلے اور ملک کے تمام اطراف میں جستجو کی جز ایک ایسے بوڑھے انسان کے کسی کو نہ پایا جو اپنے طبیعی حواس کو کھوچکا تھا اور مرور زمانہ نے اس کے وجود کو ایک کمزور و نحیف ڈھانچہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ ضعیفی نے اسے اس قدر شکستہ کر دیا تھا کہ فقط اس کے جسم میں روح اور ایک مشت ہڈیاں باقی تھیں۔ سپاہیوں نے اسے بڑی حفاظت کے ساتھ ہارون کے دربار میں وارد کیا اور اس کے سامنے پیش کر دیا۔ ہارون بے حد خوش حال ہوا چونکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا کہ جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے اور آنحضرتؐ سے حدیث بھی سنی ہے اس کو پالیا۔

ہارون نے اس بوڑھے انسان سے سوال کیا کہ کیا تو نے خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں میں خود آپؐ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ ہارون نے پھر سوال کیا تو نے کب حضورؐ کی زیارت کی ہے؟ اس نے کہا: بچپن میں ایک روز میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گیے پھر اس کے بعد آپؐ کی خدمت میں جانے کی توفیق نہ ہوئی یہاں تک کہ حضورؐ کی رحلت ہو گئی۔ ہارون نے کہا بتا اس دن تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا سنا؟ اس نے جواب دیا کہ اس روز میں

Presented by Ziaraat.Com

نے آپؑ کو فرماتے سنا کہ آپؐ فرمارہے تھے: يَشِيْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَ تَشِبُّ مَعَهُ خَصْلَتَانِ: الْحِرْصُ وَ طُوْلُ الْاَمَلِ[1]۔

"اولاد آدم بوڑھے ہوتے جاتے ہیں اور جتنے بڑھاپے کی طرف قدم رکھتے ہیں ان کے اندر دو صفتیں جوان تر ہوتی جاتی ہیں۔ایک حرص اور دوسری طولانی آرزو۔"

ہارون یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ روایت فقط ایک واسطہ سے رسول خداﷺ کی زبان سے سن لی۔ اس نے حکم دیا کہ اس کو خزانے میں سے ایک اشرفیوں کی تھیلی بطور انعام اور جائزہ دے دی جائے اور اس کو اس کے مکان تک پہنچادیا جائے۔ سپاہیوں نے اس کو اشرفیوں کی تھیلی دی اور دربار سے باہر

۱۔کتاب "اربعین" چاپ آستان قدس رضوی میں صفحہ نمبر ۲۲ پر اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ: يَشِيْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَ يَشِبُّ فِيْهُ خَصْلَتَانِ: الْحِرْصُ وَ طُوْلُ الْاَمَلِ. اور مجموعہ ورّام ابن ابی فراس "تنبیۃ الخواطر و نزھۃ النواظر" چاپ سنگی میں صفحہ ۳۰۴ پر اس طرح نقل ہوا ہے وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ :يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَ تَشِبُّ مِنْه اثْنَتَانِ(خَصْلَتَانِ.خ.ل)الْحِرْصُ وَ طُوْلُ الْاَمَلِ.

اور "خصال" صدوق چاپ اسلامیہ (سنہ ۱۳۸۹) جلد ا باب ۲ صفحہ ۷۳ پر انس سے ایک سند کے ساتھ اس طرح نقل ہوا ہے کہ اِنَّ النَّبِيْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمْ قَالَ: يَهْلِکُ- اَوْ قَالَ: يَهْرَمُ- ابْنُ اٰدَمَ وَ يَبْقَى مِنْه اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ وَ طُوْلُ الْاَمَلِ.

اور دوسری سند سے بھی انس ہی سے اس طرح نقل ہے۔ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَ يَشِبُّ مِنْه اثْنَانِ:الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَ الْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ.اور آخری دو روایتوں کو محدث نوری نے کتاب "مستدرک وسایل" چاپ سنگی ج ۲ ص ۳۳۵ میں "خصال" صدوق سے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لے جانے لگے۔ جیسے ہی صحن دربار سے خارج ہونا چاہتے تھے کہ اچانک اس نے اپنی ضعیف آواز کو بلند کیا اور کہا کہ مجھے دوبارہ ہارون کے پاس واپس لے چلو مجھے ایک ضروری سوال کرنا ہے۔ سپاہیوں نے انکار کیا مگر وہ پیر مرد باضد ہوا بالآخر سپاہی دوبارہ اس کو دربار میں لے کر حاضر ہوئے ہارون نے دیکھ کر سوال کیا؟ کیا ہوا۔ اس نے عرض کیا: میرا ایک سوال ہے۔ ہارون نے کہا بتاؤ تمہارا کیا سوال ہے۔ اس نے کہا: بادشاہ سلامت یہ بتائیں کہ یہ جو آپ نے مجھے اشرفیاں بخشش کے طور پر دی ہیں کیا یہ اسی سال کے لئے تھیں یا ہر سال عنایت کیا کریں گے؟

ہارون رشید کا یہ سن کر قہقہہ بلند ہوا اور تعجب سے کہا: **صَدَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ؛ يَشِيْبُ ابْنُ آدَمَ وَ تَشِبُّ مَعَهُ خَصْلَتَانِ: الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ!**

"سچ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اولاد آدمؑ جتنی بڑھاپے اور فرسودگی کی طرف بڑھتی ہے اتنی ہی اس کے اندر یہ دو صفتیں: حرص اور طولانی آرزو بڑھتی جاتی ہیں۔"

یہ بوڑھا انسان تاب و توان نہیں رکھتا ہے اور مجھے یہ گمان بھی نہیں تھا کہ یہ دربار کے دروازے تک بھی زندہ وسلامت پہنچ جائے گا لیکن لالچ و حرص کیسی ہے کہ کہتا ہے کہ کیا یہ عطا وبخشش اسی سال سے مخصوص تھی یا ہر سال جاری رہے گی۔ کثرت اموال کی حرص اور طولانی آرزو نے اس کو اس حد

Presented by Ziaraat.Com

تک پہنچا دیا ہے کہ اس حالت میں بھی اپنی درازی عمر کی پیش بینی کر رہا ہے اور ہر سال عطاو بخشش کی خواہش رکھتا ہے۔

جی ہاں! یہ انسانی نفس کی ادب الٰہی کے مطابق عدم تربیت کا نتیجہ ہے کہ حرص اور طولانی آرزوئیں انسان کے دامن وجود میں اسقدر گسترش پیدا کرتی ہیں کہ انسان کثرت اموال کی طرف دوڑتا ہے کہ جس کے ٹھہرنے کا امکان اور اس کی انتہا نہیں ہے۔

مگر جو لوگ مبداء ازلی و ابدی اور حضرت حق کے وجود سرمدی پر ایمان رکھتے ہوئے اپنے مال و متاع کو عالم بقاء کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اس ابدی زندگی سے دلبستگی پیدا کرتے ہیں۔ وہ معمولاً اپنی رفتار کو عدل و انصاف کے ساتھ عمل صالح پر استوار کرتے ہیں۔ ان کے لئے خداوند متعال کی طرف سے جزا و پاداش ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رہے گی: "إِلَّا الَّذِينَ ءَامَنُوا وَ عَمِلُوا الصالِحَتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيرُ مَمْنُونٍ"[۱] وہ جزا کہ جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ حساب اور وہ عالم ابدی اور بہشت جاوداں میں حقیقی اور معنوی نعمتوں سے بہرہ مند ہوں گے۔ "فَأُولَئكَ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيرِ حِسابٍ"[۲]

۱۔ سورہ انشقاق، آیت ۲۵۔

۲۔ سورہ غافر، آیت ۴۰۔

اور خداوند متعال کی جانب سے ہر صبح و شام ان کے لئے رزق پہنچتا رہے گا۔ "وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا"[۱]۔

دنیوی زندگی کی نباتات کے سرسبز و خشک ہونے سے تشبیہ

خداوند متعال زندگانی دنیا کے ان پانچ مراحل کو بیان کرنے کے بعد چونکہ ان میں سے ہر ایک مرحلہ زوال پذیر اور نابود ہونے والا ہے اور سراب کی مانند ہے اور یہ مراحل حقیقت میں انسان کی ذات پر عارض نہیں ہوں گے۔ بعنوان مثال، تمثیل پیش کررہا ہے۔ "كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَاماً وَ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللهِ وَ رِضْوَانٌ وَ مَا الحَيَوٰةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ."[۲]۔ یہ لہو ولعب، زینت، دوران تفاخر اور کثرت اموال و اولاد سب ختم ہو جائے گا اور وہ جوانی طراوت وشادابی، غرور حسن اس طرح طوفان شدید کی نذر ہوگا کہ اس کا اثر تک باقی نہیں رہے گا۔ حقیقتاً آسمان سے بارش کے تیز اور حیات بخش برستے ہوئے قطرے، جوکہ زمین کو اس طرح سیراب کرتے ہیں کہ جیسے کسان اپنی کھیتی میں پھوٹتے ہوئے دانے اور ہرے بھرے سبزے کو دیکھ کر وجد میں آجاتے ہیں اور پھر چند لمحوں کے بعد وہ سبز لہریں اور طراوت ایک حرکت و جنبش سے خشکی میں تبدیل ہو جاتی ہیں، لطافت جاتی رہتی ہے۔ ہری بھری

۱۔ سورہ مریم، آیت ۶۲۔

۲۔ سورہ حدید، آیت ۲۔

Presented by Ziaraat.Com

فصل خشک ہو کر خشک تنکو کے مانند ہو کر خاکستر ہو جاتی ہے۔ یہی زندگانی دنیا کی مثال ہے کہ انسان کا علم، اس کی قدرت، حیات اور تمام سرمایہ اپنی ترقی کی اعلیٰ منزل پر ہوتا ہے استعداد اپنے آخری مرحلہ پر جلوہ گر ہوتی ہے اور جیسے آتشکدہ میں آگ، سرد نقطوں کو پر جوش و حرارت میں تبدیل کر دیتی ہے اور انسان ناگہاں بلندی سے نشیب کی طرف آکر اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ ضعیفی اور سستی انسان کو ہر طرف سے خوف دلانے لگتی ہے تا کہ اس کو اس عالم سے گزار کر موت کے آستانے پر کھڑا کر دے۔

لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ زندگی کا یہ آخری مرحلہ نہیں ہے اور زندگی اسی نقطہ پر تمام نہیں ہوگی بلکہ "وَفِی الآخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیدٌ وَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الحَیٰوۃُ الدُّنْیَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ"[۱] عالم حقیقی یعنی آخرت میں لوگ دو گروہ میں تقسیم ہو جائیں گے۔

ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا کہ جنہوں نے ظاہری امور پر قناعت کی ہوگی اور اسی دنیائے غرور اور اس کی زینت و لذائذ سے قدم آگے نہیں بڑھایا ہوگا اور ابدی آب حیات سے سیراب نہیں ہوئے ہوں گے۔ وہ اپنے پروردگار سے ملحق نہ ہوئے ہوں گے اور جمال خداوندی کا نظارہ نہیں کیا ہوا ہوگا بالآخر جو کچھ بھی ان کے لئے اس دنیا میں تھا سراب سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا، فانی

۱۔ سورہ حدید، آیت ۲۰۔

لذّتیں ختم ہو گئیں اور انہوں نے دائمی لذّات کو بھی کسب نہیں کیا لہٰذا آخرت میں ان کا نتیجہ محرومیت ہے۔

اعتباری وفرضی لذّتوں میں غرق ہونا اور مقام عدالت و عبودیت خداوند سے تجاوز کرنا، عقل و فطرت وشرع سے سرپیچی کرنا اور نفس امّارہ پر تکیہ کرنے کا نتیجہ قیامت کے دن شدید عذاب کا باعث ہوگا۔

دوسرا وہ گروہ ہوگا کہ جس نے دنیا کے ظاہری امور کو عالم ابدی کا ذریعہ بنایا اور خود کو فانی واعتباراتی چیزوں کے نذر نہیں کیا اور فرضیات کا حصہ قرار نہیں دیا اور اپنے پورے وجود کی طاقت کو زود گزر لذّتوں کے حوالے نہیں کیا اور نہ ہی سراب پر اکتفاء کیا اور اس زندگی کے بالمقابل دنیا کے باطن پر نظر کی اور دنیا کی ثمر بخش زندگی سے ابدی زندگی حاصل کی اور خداوند متعال سے رابطہ برقرار رکھا اور اس کے جمال ازلی اور نور سرمدی کے دیدار سے بہرہ مند ہوئے جس کا نتیجہ مقام عظمت و منزل صدق پر پائیداری اور استقامت کے ساتھ فائز ہونا اور درحقیقت رضائے الٰہی کا حصول اور اس کے صفات حسنی اور اسماء علیا پر کامیابی اور مقام مغفرت سے فیض حاصل کرنا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

آخرت دنیا کا باطن ہے، اس پر علامہ طباطبائی کا قرآن کریم سے لطیف استفادہ

استاد محترم علامہ طباطبائی مد ظلہ العالی اپنے رسالہ "الانسان فی الدنیا" میں جو کہ ابھی طبع نہیں ہوا ہے اور دیگر چھ رسالوں کا ایک مجموعہ ہے اور آپ کے نفیس آثار جو کہ طبع نہیں ہوئے ہیں ان میں سے ایک ہے، فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اس آیہ مبارکہ "وَ فِی الآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیدٌ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللهِ وَ رِضوَانٌ" کلمہ "لعب" پر عطف ہو اس عطف کی بنا پر آیت کا معنی اس طرح ہوگا۔ " اِنَّمَا الْحَیَوٰةُ الدُّنْیَا فِی الآخِرَةِعَذَابٌ شَدِیدٌوَمَغْفِرَةٌمِّنَ اللهِ وَرِضوَانٌ" یعنی یہی ظاہری زندگی جو پانچ چیزوں سے تشکیل پائی ہے ایک باطن رکھتی ہے جو کہ عذاب شدید یا مغفرت یا رضائے الٰہی کی شکل میں ہے اور وہ اسی طرح سے نظر آئے گی لہٰذا عالم آخرت دنیا کا باطن ہے اور دنیا آخرت کا ظاہر۔ اس معنی کی دلیل خداوند متعال اس کے بعد والی آیت ہے کہ جس میں بلا فاصلہ ارشاد فرمارہا ہے: "سابِقُواإِلی مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا کَعَرْضِ السمَاءِ وَ الأَرْضِ أُعِدَّت لِلَّذِینَ ءَامَنُوا بِاللهِ وَ رُسلِهِ "[۱]۔

۱۔ سورہ حدید، آیت ۲۱۔

اپنے پروردگار کی طرف مغفرت کے لئے سبقت کرو اور جنت کی طرف بڑھو کہ جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے۔ وہ جنت جو کہ ان افراد کے لئے آمادہ کی گئی ہے جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں۔

پس مغفرت اور جنت کی طرف سبقت ایک ایسا امر ہے کہ جو اسی دنیا ہی میں ہر ایک کو دیا گیا ہے اور اس کا حصول اسی دنیا میں ممکن بھی ہے۔ لہٰذا انسان دنیا کے باطن پر نظر کرے اور اسی اعتبار سے اپنی سعی و کوشش کو منظّم و مرتب کرے۔

بندگان الٰہی اور دنیا پرست لوگوں کے کردار میں فرق

تمام دنیوی امور کہ جن پر پوری بشریت اپنے نظام حیات کو چلا رہی ہے مانند: معاملات، تجارت، زراعت، صناعت، نکاح و طلاق وغیرہ۔ یہ امور مومن اور کافر کے درمیان مشترک ہیں۔ لیکن مومن ان سے حقیقی نتیجہ لیتا ہے چونکہ اس کی نظر اصل پر ہوتی ہے اور کافر ان سے اعتباری نتیجہ لیتا ہے کیونکہ اس کی نظر صرف ظاہر پر ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام بیلچہ لے کر خود اپنے ہاتھوں سے بیج تیّار کرکے کھیتی کیا کرتے تھے کھجور کے درخت تیار کرکے نخلستان لگایا کرتے تھے زمین میں کنویں کھودتے تھے، نہریں کھود کر اس میں پانی جاری کیا کرتے تھے۔ کافر بھی یہ کام انجام دیتے ہیں مگر دونوں میں فرق کیا ہے؟ فرق دونوں

Presented by Ziaraat.Com

میں یہ ہے کہ کافر غافل ہے، وہ بیدار ہیں، کافر اسے لذت دنیا اور حب نفس، مال وثروت اور اولاد کی زیادتی اور فخر کے لئے انجام دیتا ہے اور وہ فقراء اور مساکین کی مدد اور رضائے الٰہی اور اپنی نجابت روح کی بناپر انجام دیتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کس لئے نہریں جاری کرتے تھے؟ کس لئے وعظ و نصیحت کرتے تھے؟ کس وجہ سے تلوار لے کر گرمی وسردی کے موسم میں ہزاروں مشکلات کا مقابلہ کرتے تھے؟ کیا مال کی زیادتی کے لئے یا حبّ ریاست واقتدار اور خود نمائی کرنے کے لئے؟ ہر گز ہر گز ایسا نہیں تھا! بلکہ وہ واقع بینی سے کام کرتے تھے خدائی نگاہوں سے کام کرتے تھے کیونکہ انہیں خود کام مطلوب تھا۔ دوسرے افراد اپنے جزئی مقاصد کے لئے کام کرتے ہیں بس یہی فرق ہے ان کی راہ اور کافر کی راہ میں۔ مومن اور کافر دونوں اپنی راہ عمر کو خود طے کرتے ہیں دنیا میں رہ کر لذات دنیا حاصل کرتے ہیں تجارت کرتے ہیں کھیتی باڑی کرتے ہیں شادی کرتے ہیں، بچے پیدا کرتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ مومن اصل ایمان اور روح وجلوہ الٰہی اور لقاء کی بناپر انجام دیتے ہیں اور کافر خواہش نفس اور لذات فانی، شہوات اور فریب دینے والی زینت کی وجہ سے انجام دیتے ہیں کافر ظاہر پر نظر رکھتا ہے اور مومن باطن پر نظر رکھتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دنیا کے غرور و زینت ہونے کے معنی اور اس کا اثر

مومن کی راہ حقیقی اور واقعی ہے، کافر کی راہ زینت و غرور ہے۔ زینت وہ چیز ہے کہ جو انسان کو حق سے باطل کی طرف موڑ دیتی ہے اور باطل کو حق کا چہرہ اور برائی کو جمال و زیبائی کی صورت میں پیش کرتی ہے۔ جو شخص خود کو زینت سے آراستہ کرتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ خود کو نیک اور خوبصورت بنا کر پیش کرنا چاہتا ہے۔ جب عورت آرایش و زینت کرتی ہے تو اپنے چہرے اور بالوں کو سجاتی اور سنوارتی ہے۔ ہاتھوں میں دستبند، گردن میں گلوبند اور کانوں میں گوشوارے پہنتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یا وہ اپنے عیوب کو خوبصورتی میں ظاہر کر رہی ہے یا اپنے حسن میں اضافہ کر رہی ہے۔ کیونکہ اس کے پاس واقعی حسن نہیں ہے اور زینت میں حسن پایا جاتا ہے۔ زینت آرائی بدصورتی اور نازیبائی کو حسن اور زیبائی میں تبدیل کر دیتی ہے جس کے نتیجہ میں دیکھنے والے اسی بدصورتی کو خوبصورتی اور حسن سمجھتے ہیں۔

اگر عورت کا ہاتھ اتنا حسن و زیبائی رکھتا ہو کہ دستبند اور انگشتری سے بے نیاز ہو تو عورت نہ اپنے ہاتھ میں دستبند باندھے اور نہ ہاتھ میں انگوٹھی پہنے اور گوشواروں و گلوبند سے خود کو آراستہ نہ کرے بلکہ ایسی صورت میں یہ مجازی زینت، حسن حقیقی جو کہ خداوند متعال نے اسے عطا کیا ہے، اس کے مانع ہوگا اور اس کے حسن واقعی کا نظارہ نہیں ہوگا اور اس سے زینت کا عنوان ختم

Presented by Ziaraat.Com

ہو جائے گا۔ پس اس قسم کی تمام زینتوں کو استعمال کرنا دیکھنے والوں کی نظر کو حقیقت امر سے اعتباری چیزوں اور مجازی نسبتوں کی طرف موڑنا ہے۔ حقیقت میں زینت یعنی فریب دھوکا وسیع جال کہ جس میں افکار کو مجازی زیبائی کی طرف موڑ دیا جائے۔ یہی غرور کا معنی ہے۔ دنیا زینت اور غرور کا گھر ہے یعنی انسان کو فریب دیتی ہے۔ فانی چیزوں کو انسان کے لئے واقعی حقایق بنا کر پیش کرتی ہے اور ان کو حاصل کرنے کے لئے انسان ہوس کے جال میں پھنس کر غرور و زینت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے ان خام خیالی چیزوں کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے اور قبیح صورتوں اور فنا و زوال و نیستی سے عشق کر لیتا ہے جس کے نتیجہ میں سرمایہ وجودی اور ہستی کو اپنے ہی ہاتھوں مفت بیچ دیتا ہے۔

لیکن سچے افراد کبھی دنیا کی زیبائی کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ دنیا کی حقیقتوں کو واقع بینی سے دیکھتے ہیں، امور اعتباری اور فانی لذّات کی نسبت بقاء اور دوام سے کام نہیں لیتے اور خود کو فریب نہیں دیتے اور ایسی آراستہ بوڑھی عورت کہ جس نے ہزاروں مکرو فریب سے سیکڑوں شوہروں کو آغوش میں لے کر موت کے گھاٹ اتار دیا ہو، کے ساتھ عقد نکاح نہیں کرتے۔

Presented by Ziaraat.Com

" إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاًوَ إِنَّا لَجَعِلُونَ مَا عَلَيهَا صعِيداً جُرُزا "[۱]۔

بیشک ہم نے روئے زمین کی ہر چیز کو زمین کی زینت قرار دیا ہے تاکہ لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے اور ہم آخرکار روئے زمین کی ہر چیز کو چٹیل میدان بنانے والے ہیں۔

روئے زمین پر پانی، درخت و ہریالی، پہاڑوں کے دلفریب مناظر، ابلتے ہوئے چشمے، پرندے و مرغابیاں، چارپایہ جانور، مرد و عورتیں، عزیز و اقارب اور دوست و برادر یہ تمام زینت ہیں خداوند متعال نے ان تمام کو بغیر کسی رنگ و بو اور صورت کے زینت قرار دیا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کرے کہ انہوں نے اس سرمایہ حیات سے کیا نفع حاصل کیا ہے اور کس طرح قید زندگی سے نکل کر پاک و خالص ہوئے ہیں کیونکہ یہ تمام ستاروں کے مانند چمکنے والی صورتیں جل کر خاک میں تبدیل ہو جائیں گی اور یہ جمال و خوبصورتی عجیب کراہیت آمیز مناظر میں تبدیل ہو جائے گی اور سرسبز و شاداب زمین خشک ولم یزرع بیابان میں بدل جائے گی۔

خداوند متعال ان چیزوں کے ذریعہ انسانوں کا امتحان لیتا ہے کہ کون شخص اس فریبی جلوہ اور اس وسیع فریب جال میں نہیں پھنستا ہے اور قوانینِ

۱۔ سورہ کہف، آیت ۷ و ۸۔

عقل و فطرت،اخلاق فاضلہ و عمل صالح اور ایمان سے تجاوز نہیں کرتا اور انفاق وایثار جوکہ حقیقت کی طرف متوجہ ہونے کا سبب ہے،سے دریغ نہیں کرتا اور دنیاکے رنگ وبو سے دل نہیں لگاتا ہے جس کے فنا ہونے سے دل بھی تباہ وبرباد ہوکر دیار ہلاکت میں دفن ہوجائے گا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ کے ایک سو پچپنویں خطبہ میں فرماتے ہیں: فَمَنْ شَغَلَ نَفْسَهُ بِغَيْرِ نَفْسِهِ تَحَيَّرَ فِى الظُّلُمَاتِ، وَ ارْتَبَكَ فِى الْهَلَكَاتِ، وَمَدَّتْ بِهِ شَيَاطِيْنُه فِى طُغْيَانِه، وَزَيَّنَتْ لَهُ سَيِّىَ اَعْمَالِهِ؛ فَالْجَنَّةُ غَايَةُ السَّابِقِيْنَ، وَ النَّارُ غَايَةُ الْمُفَرِّطِيْنَ[۱]۔

جو شخص اس دنیا میں اصلاح نفس سے غافل اور دوسری چیزوں میں مشغول رہتا ہے وہ عمیق تاریکی میں غرق ہوچکا ہے اور حیرت زدہ ہلاکت کی وادی میں اس طرح دھنس جائے گا کہ اس سے چھٹکارا ناممکن ہوگا شیطان اور اس کے پیروکار ہمیشہ اسے سرکشی اور طغیان کی طرف کھینچیں گے اور اس کے برے کردار کو اس کے سامنے فریبی صورت میں جلوہ دیں گے جنت ان افراد کے لئے ہے جو طغیان اور زینت دنیا سے گریز کرکے اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہیں۔ گویا انہوں نے سب پر سبقت حاصل کرلی ہے اور دوزخ کوتاہ فکر و نظر اور مقصرین افراد کی ملکیت ہے۔

۱۔"شرح نہج البلاغہ"، عبدہ، مطبعہ عیسی البابی الحلبیّ مصر، ج۱، ص۲۸۶۔

Presented by Ziaraat.Com

دنیا کے بارے میں نہج البلاغہ کا خطبہ

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

اَلدُّنْیَا دَارُ غُرُوْرٍ وَفَنَآء، وَمُلْتَقَی سَاعَة وَ وَدَاعٍ، وَالنَّاسُ مُتَصَرِّفُوْنَ فِیْهَا بَیْنَ وِرد وَ صَدْرٍ، وَ صَآئرُوْنَ خَبَراً بَعْدَ اَثَرٍ. غَایَةُ کُلِّ مُتَحَرِّک سُکُوْنٌ، وَنهَایَةُ کُلِّ مُتَکَوِّن اَنْ لَا یَکُوْنَ؛ فَاذَا کَانَ ذٰلکَ کَذٰلکَ، فَلِمَ التَّهَالُکُ عَلَی هَالک؟ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا الدُّنْیَا تُطْلَبُ لِثَلَاثَ: لِلْعِزِّ وَالغِنَی وَالرَّاحَةِ؛ فَمَنْ قَنِعَ عَزَّ، وَمَنْ زَهِدَ اسْتَغْنَی، وَمَنْ قَلَّ سَعْیُهُ اسْتَرَاحَ.

دنیا؛ فنا و غرور کا گھر اور ملاقات کی جگہ ہے ایک گھنٹہ ایک دوسرے سے ملاقات پھر وداع و مفارقت۔ لوگ پے در پے اس دنیا میں آرہے ہیں اور جارہے ہیں دنیا کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں ایک طرف سے وارد ہو رہے ہیں اور دوسری طرف سے نکل رہے ہیں اور دنیا میں نام و نشان کے بعد خبر میں تبدیل ہوتے جارہے ہیں، کیا مطلب؟ یعنی اب ان کے وجود کا کوئی بھی اثر باقی نہیں رہا ہے۔ ان کی قدرت و طاقت، علم، زندگانی دنیا اور ان کے تمام صفات وآثار ختم ہوگئے ایک دن نام و نشان تھا مگر آج بطور تذکرہ، خبر بنے ہوئے ہیں۔ مرنے کے بعد انسان کا شناسنامہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے جناب فلاں صاحب سے مرحوم فلاں رحمۃ اللہ ہو جاتا ہے۔ آج کہا جاتا ہے خدا انہیں شفا عنایت کرے ان کی شفا یابی کے لئے دعا کریں مگر کل کہا جائے گا خدا ان پر رحمت نازل کرے ان کے لئے سورہ فاتحہ پڑھیں یہی حقیقت امر ہے یا نہیں؟

Presented by Ziaraat.Com

ہمارے آباؤاجداد کہاں ہیں؟ ایک دن اثر تھے مگر اب فقط خبر ہو چکے ہیں اور کیا اہم اثر کہ دنیا کو لرزا دیا کرتے تھے ان کی انانیت کی فریاد آسمان کے کانوں کو بہرہ کردیتی تھی یہ سب ان کے دور میں اثر تھے اس مسجد میں آتے تھے اس مقام پر بیٹھتے تھے اور نصیحتوں کو سنا کرتے تھے یہ تمام اثرات تھے مگر آج سب خبر ہو چکے ہیں اسی طرح ہم سب بھی آج اثر ہیں بات کرتے ہیں اور سنتے ہیں کام انجام دے رہے ہیں مگر کل خبر بن جائیں گے یہ کوئی قرعہ کشی نہیں ہے کہ جو فقط ایک شخص سے مخصوص ہو بلکہ ایسا اونٹ ہے کہ جو ہر گھر کی چوکھٹ پر بیٹھتا ہے اور سب کا اپنے وقت پر استقبال کرتا ہے۔

باالآخر ہر متحرک کو سکون ہے اور ہر موجود جو کہ لباس کون وحیات پہنے ہوئے ہے وہ لایکون ہے کیونکہ ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ انسان کس دلیل اور عقلی مجوز کی بنیاد پر فانی اور خراب چیزوں کے حصول میں اپنے کو ہلاکت میں ڈالے اور اس امور فانی تک پہونچنے کے لئے خود کشی اور ہلاکت کی طرف سبقت کرے؟

دنیا؛ عزت وآرام وکمال کے لیے ہے

لوگوں کو جان لینا چاہیئے ! کہ دنیا تین چیزوں کے لئے قابل رغبت و طلب قرار پاتی ہے۔ عزت، بے نیازی اور آرام۔ اگر کوئی قناعت اختیار کرے وہ ہمیشہ عزیز رہے گا اور اگر کوئی دنیوی امور سے بے رغبتی اور اس کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

اظہار تمایل نہ کرے ہمیشہ اس سے بے نیاز رہے گا اور اگر کوئی دنیا کے حصول کے لئے اپنی سعی و کوشش کو ختم کردے تو ہمیشہ راحت و آرام میں رہے گا۔

دین؛ خداوند متعال کی طرف سے اس لئے آیا کہ انسان کو آگاہ کرے کہ اے انسان تو بے کار اور عبث خلق نہیں ہوا ہے تو تمام موجودات سے جدا ہے تو اس عالم سے متصل اور اپنے پروردگار سے مرتبط ہے اور اس عالم کا ایک جز ہے یہاں ایک ہدف کے تحت آیا ہے اور ایک خاص وجہ سے زندگی گذار رہا ہے اور یہاں سے دوسری جگہ جانا ہے؛ رَحم اللهُ امْرَءاً عَلِمَ مِنْ اَیْن وَ فِی اَیْنَ و اِلی اَیْن "خدا رحمت کرے اس شخص پر کہ جو یہ جانتا ہے کہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں رہ رہا ہے اور کہاں جانا ہے"۔

روایت میں ہے کہ جب بھی امیر المومنین علیہ السلام سورہ قیامت کی اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے: أَیَحْسَبُ الانسَانُ أن یُترَکَ سُدیً[1]- کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس کو بے کار اور یوں ہی چھوڑ دیا گیا ہے؟! آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو جاتا تھا اور اس آیت کی تکرار فرماتے تھے[2]۔

۱۔ سورہ قیامت، آیت ۳۶۔

۲۔ الغدیر، ج۶، ص ۱۷۲۔ کنز العمال، ج ۳، ص ۳۹۔ ایک داستان کے ضمن میں۔ اور "مصباح الظلام" جردائی ج، ص، ۵۶ میں نقل ہوا ہے نیز شیخ محمد تقی شوستری نے اس داستان کو تمام مطالب کے ساتھ کتاب "التشریف بالمنن فی التعریف بالفتن" سید علی ابن طاوؤس سے جو کہ نجف اشرف میں "ملاحم و فتن" کے نام سے طبع ہوئی ہے، کتاب "قضاء امیر المومنین علی علیہ السلام" میں نقل کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پروردگار کی تمام غیبی رحمت اور اس کا فیض اس شخص کے شامل حال ہے کہ جو خود کو اس عالم ہستی اور جائے ولادت میں عبث اور بے کار نہیں سمجھتا بلکہ وہ یہ جانتا ہے کہ خدا کی طرف سے اس دنیا میں خاص پروگرام کے تحت بھیجا گیا ہے۔ اس کو انجام دے اور اس دنیا سے خوشحال خدا کی طرف واپس جائے۔ شوق ومحبت کے ساتھ خدا کے پاس مقام رضوان کی طرف رحلت کرے۔ اگر انسان اس مطلب کو اچھی طرح درک کرلے اور حقیقت میں اس کا کردار بھی اسی بنیاد اور فکر پر استوار ہو جائے تو موت اس کے لئے اس قدر آسان ہو جائے گی کہ جیسے بال کو دہی سے نکالنا آسان ہوتا ہے۔

موت کی سختی اور آسانی میں دنیا سے دلبستگی کا اثر

جب عزائیل بندۂ مومن کی روح قبض کرنے آتا ہے اور اس کو عزیز و اقارب سے محبت کی بنا پر ترک کرنا اور اس عالم کی طرف حرکت کرنا بھاری دیکھتا ہے اور مومن موت کے قبول کرنے میں کچھ تامل کرتا ہے تو وہ ملک مقرب خدا کی طرف واپس پلٹ جاتا ہے اور مومن کی کیفیت کو بیان کرتا ہے تو خداوند متعال اس کو حکم دیتا ہے کہ اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** لکھ اور اس کو دکھا دے۔ عزائیل اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر بسم اللہ تحریر کرتا ہے اور مومن کو دکھا دیتا ہے۔ مومن اس کو دیکھ کر

Presented by Ziaraat.Com

اچانک خود کو دوسرے عالم یعنی جنت میں پاتا ہے اور اس کو قبض روح کا احساس نہیں ہوتا یہ مومن کا حال ہے۔

لیکن کافر کی موت سے اللہ اپنے حفظ وامان میں رکھے کہ جس نے اپنی عمر دنیا کے ذخائر و زینت کے لئے تباہ و برباد کر دی اپنے وقت کو جاہ و حشم کے لئے گزارا، رحیم پرودگار کو گلدستہ نسیان کے سپرد کر دیا اور اس کے دشمن کہ جو اس کو عالم اعتباری کی طرف راغب کرتا ہے اس سے عمر کا نقد سودہ کرلیا۔ اس حال میں ہر ایک چیز جس سے اس کو دلبستگی ہو گی اس کے لئے آہنی زنجیر بن جائے گی جو اس کے دل کو مضبوطی سے باندھ کر اپنی طرف کھینچے گی اب اسّی ہزار زنجیروں میں جکڑا ہوا انسان کس طرح آسانی سے رحلت کر سکتا ہے۔ اگر اس کے جسم کو ریزہ ریزہ بھی کر دیا جائے تو بھی وہ اپنے اختیار سے جانے کو حاضر نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے قرآن اس سے خطاب کر رہا ہے: خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ثُمَّ الجَحِيمَ صلُّوهُ[۱] اور دہشت کے عالم میں اس کو تاریکی اور غربت کدہ کی طرف لے جایا جائے گا۔

۱۔ سورہ الحاقہ، آیت ۳۰ و ۳۱۔

Presented by Ziaraat.Com

ماہ شعبان کے آخری جمعہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری جمعہ کے اپنے خطبہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت میں فرمایا کہ اے لوگوں یہ آنے والا رمضان المبارک، رحمت وبرکت اور مغفرت واجابت دعا کا مہینہ ہے، نماز وروزہ، تلاوت قرآن، صدقہ وصلہ رحم اور ایثار گری کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ فرائض کے ادا کرنے اور انفاق کرنے اور گناہوں کی بخشش کا مہینہ ہے۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا احترام و اکرام کا مہینہ ہے؛ آپ نے ایک مفصل بیان فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مومن فقط ماہ مبارک رمضان میں ان آداب اسلامی کی رعایت ہی نہ کرے کہ جن کو فقہاء نے توضیح المسائل میں ذکر کیا ہے بلکہ انسان کو پوری رحمت الٰہی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خاضع و خاشع ہونا چاہیئے اور ہمیشہ ذکر خدا میں مشغول رہنا چاہیئے ہر وہ کام جو خدا سے قربت کا سبب بنے اس میں سبقت کرنا چاہیئے اور ہر وہ چیز جو اس کو خدا سے دور کرے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے جو خدا نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرے اور جس سے نہی فرمائی ہے اس سے اجتناب کرے، جس چیز کا دیکھنا حرام ہے اپنی آنکھوں کو بند رکھے اور جن باتوں کو سننے سے منع کیا ہے ان پر کان نہ دھرے۔ خلاصہ یہ کہ آپ نے اپنے اس خطبہ میں اس سیدھے راستے کی

Presented by Ziaraat.Com

تشریح فرمائی جس کا خدا اور انسان کے درمیان کم فاصلہ ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام جو کہ اس روایت کو بیان فرماتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں خطبہ کے آخر میں اٹھا اور عرض کیا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِی هَذَا الشَّهْرِ؟ فَقَالَ: يَا اَبَا الْحَسَنِ! اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِی هَذَا الشَّهْرِ الْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ.

"اے رسول خداؐ اس مہینہ میں سب سے بہترین اعمال کیا ہیں؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ای ابو الحسن اس مہینہ میں بہترین اعمال گناہوں سے پرہیز کرنا ہے۔" ثُمَّ بَکَی، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكَ يَا رَسُوْلُ اللهِ؟فَقَالَ: اَبْکِی لِمَا يُسْتَحَلُّ مِنْکَ فِی هَذَا الشَّهْرِ؛ كَاَنِّی بِکَ وَ اَنْتَ تُصَلّی لِرَبِّکَ وَ قَدْ انْبَعَثَ اَشْقَى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاَخِرِيْنَ، وَ شَقِيْقُ عَاقِرِ نَاقَةِ ثَمُوْدَ؛ فَضَرَبَکَ ضَرْبَةً عَلَى قَرْنِکَ فَخُضِبَتْ مِنْهَا لِحْيَتُکَ."

"پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ کیا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس عظیم حادثہ پر گریہ کر رہا ہوں کہ جو اس مہینہ میں تیرے اوپر آئے گا اور وہ تیری شہادت ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نماز کی حالت میں اپنے پروردگار سے مناجات کر رہا ہے ایسی حالت میں اولین وآخرین کا شقی۔ ہم ردیف قاتل ناقۂ صالح اپنے مقام سے اٹھا اور تیرے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ جس کے خون سے تیری داڑھی رنگین ہو گئی۔"

Presented by Ziaraat.Com

"فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! فِيْ سَلَامَةٍ مِنْ دِيْنِي؟ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ: فِيْ سَلَامَةٍ مِنْ دِيْنِكَ." میں نے عرض کیا: اے نبی خدا کیا اس حالت میں میرا دین سلامت رہے گا؟ آپ نے فرمایا کہ خدا کا درود وسلام اس پر اور اس کی آل پر ہو۔ ہاں تیرا دین سلامت رہے گا۔"

ثُمَّ قَالَ: يَا عَلِيُّ! مَنْ قَتَلَكَ فَقَدْ قَتَلَنِيْ، وَمَنْ اَبْغَضَكَ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ؛ لِاَنَّكَ مِنِّيْ كَنَفْسِي، وَطِيْنَتُكَ مِنْ طِيْنَتِيْ، وَاَنْتَ وَصِيِّي وَخَلِيْفَتِيْ فِي اُمَّتِيْ[1]۔

۱۔ اس حدیث شریف کو صدوقؒ نے کتاب "عیون اخبار الرضا" چاپ سنگی میں صفحہ ۱۹۲ پر اور "امالی" چاپ سنگی میں صفحہ ۵۷و۵۸ پر تتمہ کے ساتھ روایت کی ہے اور "وسائل الشیعہ" ج ۷، ص ۲۲۷ پر "عیون" سے لفظ الورعُ عن محارم اللہ تک روایت کی ہے اور چونکہ اس کا تتمہ عبادت در اجتھاد اور اعمال مستحبہ سے مربوط نہیں ہے لہٰذا حدیث کو تقطیع کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔ لیکن سید ابن طاووس نے کتاب "اقبال" کے شروع میں تمام حدیث کو محمد بن ابی القاسم طبری کی سند سے اور کتاب "بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰؑ" میں اپنی سند سے اور حسن بن علی بن فضال سے اور حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ اور ان کے جد سے لے کر امیر المومنینؑ تک سے، روایت کی ہے اور اسی طرح شیخ بہاؤالدین عاملی نے اپنی کتاب "اربعین" کی حدیث نہم میں اور مرحوم صدوق محمد بن علی بن الحسین ابن بابویہ قمی اور مرحوم فیض کاشانی نے کتاب "وافی" باب فضیلت شہر رمضان میں اور "عرض المجالس" صدوق کہ جس کا دوسرا نام "امالی" ہے اس میں احمد بن الحسن القطّان سے انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ھمدانی سے انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ جس کا تتمہ یہ ہے۔ اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى خَلَقَنِي وَ اِيَّاكَ، وَاصْطَفَانِي وَاِيَّاكَ، فَاخْتَارَنِي لِلنُّبُوَّةِ؛ وَاخْتَارَكَ لِلْاِمَامَةِ؛ فَمَنْ اَنْكَرَ اِمَامَتَكَ فَقَدْ اَنْكَرَ نُبُوَّتِيْ۔ يَا عَلِيُّ! اَنْتَ وَصِيِّي وَ اَبُو وُلْدِي، وَزَوْجُ ابْنَتِي، وَخَلِيفَتِي عَلَى اُمَّتِي فِي حَيَاتِي وَ بَعْدَ مَوْتِي، اَمْرُكَ اَمْرِي،

Presented by Ziaraat.Com

"پھر اس کے بعد رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ! جس نے تجھے قتل کیا حقیقت میں اس نے مجھے قتل کیا ہے اور جس نے تجھ سے دشمنی رکھی در حقیقت اس نے مجھ سے دشمنی رکھی ہے۔ کیونکہ تجھ سے میری نسبت جان کی مانند ہے اور تیری طینت و فطرت میری طینت و فطرت ہے اور تو میری امت میں میرا وصی و جانشین ہے۔"

وَنَهْيُکَ نَهْيِى. اُقْسِمُ بِالَّذِىْ بَعَثَنِى بِالنُّبُوَّةِ وَجَعَلَنِى خَيْرَ الْبَرِيَّةِ؛ اِنَّکَ لَحُجَّةُ اللهِ عَلَى خَلْقِه، وَاَمِيْنُه عَلَى سِرِّه، وَخَلِيْفَتُهُ عَلَى عِبَادِه. انتهى.

اس تتمہ کو محدث سید ہاشم بحرانی نے کتاب "غایۃ المرام" کے صفحہ ۲۹ پر ابن بابویہ سے اپنے اسناد کے ساتھ اصبغ بن نباتہ سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے ذکر فرمایا ہے اور شیخ قندوزی حنفی نے "ینابیع المودہ" چاپ استامبول میں صفحہ ۵۳ پر کتاب "مناقب" سے روایت کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسری مجلس

عارضی زندگی اور حیات جاویدانی

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلحَمدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّد وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ وَلَعنَةُ اللهِ عَلَى اَعدَائِهِم اَجمَعِينَ مِنَ الآنِ اِلَى قِيَامِ يَومِ الدِّينِ وَلاَ حَولَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ العَلِيِّ العَظِيمِ۔[1]

دنیا، آخرت کا ظاہر اور آخرت، دنیا کا باطن ہے

قَالَ اللهُ الحَكِيمُ فِى كِتَابِهِ الكَرِيمِ:

يَعْلَمُونَ ظٰهِراً مِّنَ الحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ عَنِ الآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ * أَوَ لَمْ يَتَفَكَّرُوا فِى أَنفُسِهِم مَّا خَلَقَ اللهُ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلاَّ بِالْحَقِّ وَ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَإِنَّ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ[2]۔

۱۔ یہ مطالب دوسری رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کو بیان کئے گئے ہیں۔

۲۔ سورہ روم، آت ۷ و ۸۔

Presented by Ziaraat.Com

خداوند متعال ان دو آیات میں ارشاد فرمارہا ہے: "یہ لوگ صرف زندگانی دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت کی طرف سے بالکل غافل ہیں۔ کیا ان لوگوں نے اپنے آپ میں فکر نہیں کی ہے کہ خدا نے آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی تمام مخلوقات کو ایک معین مدت کے لیے برحق پیدا کیا ہے، لیکن لوگوں کی اکثریت اپنے پروردگار کی ملاقات سے انکار کرنے والی ہے۔"

جیسا کہ پہلی آیت میں زندگانی دنیا کے ظاہر کو آخرت کے بالمقابل قرار دیا گیا ہے اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ آخرت، دنیا کا باطن اور دنیا کی حقیقت ہے۔ زندگانی دنیا ایک ظاہر رکھتی ہے اور ایک باطن اور آیت میں قرینہ تقابل سے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں اور ایک دوسرے کی قسیم بھی ہیں۔

اور جس طرح پہلی مجلس میں یہ بات عرض کی گئی ہے کہ آیت کے اس جزء "فِي الآخرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللهِ وَرِضوَانٌ" کو لفظ "لعب" پر عطف کرنا ممکن ہے۔ یعنی زندگانی دنیا، آخرت میں عذاب شدید، مغفرت اور رضوان خدا ہے۔ اس کا ظاہر وہی پانچ مراحل: لعب، لہو، زینت، تفاخر اور کثرت مال و اولاد ہے اور اس کا باطن جو کہ آخرت ہے عذاب شدید، مغفرت اور رضای الٰہی ہے۔ لہٰذا یہ سورہ روم کی آیت گذشتہ معنی میں سورہ حدید کی اس آیت کی تائید کررہی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور اس معنی پر شاہد یہ کہ اس کے بعد والی آیت اس پر عطف ہے، کہ جس میں ارشاد ہے: أَوَ لَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم مَّا خَلَقَ اللهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا إِلاَّ بِالْحَقِّ وَ أَجَلٍ مُّسَمًّى -اس مطلب کو بیان کیا جارہا ہے: چونکہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو بھی چیزیں ہیں ان کی خلقت بر بناء حق ہے اور ان کی مدت معلوم اور معین ہے۔ یہ دنیا کی وہ حقیقت ہے کہ جس سے لوگ غافل ہیں اور ظاہری دنیا پر اکتفا کرتے ہیں اور لقائے الٰہی اور آخرت سے چشم پوشی کئے ہوئے ہیں۔

بہر حال اس آیت اور اسی طرح کی دوسری بہت سی آیات جن میں اس طرح کی تعبیرات بیان ہوئی ہیں، سمجھا جاسکتا ہے کہ زمین وآسمان اور اس کے درمیان جتنی بھی چیزیں خلق ہوئی ہیں ان کا وقت معین اور مدت مشخص ہے جب وہ وقت اور زمان پہونچ جائے گا یہ سب ختم ہو جائیں گے۔

لیکن آسمان و زمین اور اس کے درمیان جو مخلوق ہے اس کے علاوہ موجودات کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کی زندگی کی مدت بھی محدود ہے کیا وہ بھی فنا اور نابود ہو جائیں گے یا نہیں؟ قرآن مجید میں واضح اور صریح کوئی ایسی آیت نہیں پائی جاتی ہے کہ جو ان کی ابتدا اور انتہا کی خصوصیات و کیفیات کو مفصل

Presented by Ziaraat.Com

بیان کرے۔ گرچہ اجمالاً چند آیات سے ان کی بقاء اور دوام کا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔مانند: "مَاعِندَکمْ یَنفَدُوَمَاعِندَاللہِ بَاقٍ"[۱]

جو کچھ بھی تمہارے پاس موجود ہے وہ نابود اور ختم ہونے والا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

وَ إِن مِّن شیْءٍ إِلاَّ عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَ مَا نُنَزِّلُهُ إِلاَّ بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ.[۲]

اور کوئی شی ایسی نہیں ہے جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم ہر شی کو ایک معین مقدار میں نازل کرتے ہیں۔یہ دونوں آیتیں ہمیں سمجھا رہی ہیں کہ دنیا کی موجودات کی حقایق اور عالم مادیات کے خزانے خداوند متعال کے نزدیک موجود ہیں کہ جو ہمیشہ باقی رہیں گے اور کبھی انہیں فنا ونابودی نہیں ہوگی۔ گرچہ خود اس آیت سے بھی جو کہ ہماری گفتگو کا عنوان ہے ان حقایق کو درک کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ آیت میں خداوند متعال کے اس جملے: کہ ہم نےآسمان وزمین اوراس کے درمیان جو بھی چیزیں ہیں خلق نہیں کیں مگر بر حق اور ایک معین مدت وزمان کے لئے ، سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ خود حق اور وقت معین کسی دوسرے حق اور وقت معین کے ماتحت نہیں ہے اور دوسری نہ مدت ہے

۱۔ سورہ نحل،آیت ۹۶۔

۲۔ سورہ حجر،آیت ۲۱۔

Presented by Ziaraat.Com

نہ زمانہ اگر ایسا ہو تو تسلسل لازم آئے گا وہ مدت معین سے مافوق ہیں اور تدریجاً زمانہ کو گزارنے والے ہیں۔

انشاء اللہ یہ بحث بعض آنے والی بحثوں میں اس عنوان " جو موجودات خداوند متعال کے نزدیک ہمیشہ ہیں" کے تحت آئے گی۔ لیکن ہماری اس وقت بحث آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو بھی چیز ہے من جملہ انسان، کے بارے میں ہے۔ اور چونکہ خداوند متعال ارشاد فرما رہا ہے کہ ہم نے ان کو وقت معین اور زمان معلوم کے تحت خلق کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب میں انسان کی حیات کی بھی مدت معلوم و محدود ہے اور وہ اس مقدار معین جو ان کے لئے تعین ہوئی ہے اس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے ہیں۔

قرآن کریم میں زندگی کا آخر اور موت کا معین ہونا

انسان اور دنیا کی ساری موجودات کا کمال اس چیز میں ہے کہ وہ اسی زمان معلوم و وقت محدود جو ان کے لئے معین ہوا ہے، اپنے آپ کو کامل کریں۔ وہ اس محدود دائرے اور زمان سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی موت پر سبقت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو بڑھا سکتے ہیں اور نہ ہی اسے تاخیر میں ڈال سکتے ہیں کبھی بھی مادی موجودات اس قانون و نظام کلی سے خارج ہو کر اپنی زوال و فنا پذیر زندگی اور موت کے معین وقت کو بقاء و دوام اور

Presented by Ziaraat.Com

استمرار ابدی میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ یہ حقیقت قرآن مجید کی واضح آیات سے ماخوذ ہے۔

اور خصوصاانسان کے بارے میں ارشاد ہو رہا ہے:

وَ لِكلّ أُمَّة أَجَلٌ فَإِذا جَاءَ أَجَلُهُمْ لا يَستَأْخِرُونَ ساعَةً وَ لا يَستَقْدِمُونَ[۱] ہر قوم کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت آ جائے گا اور موت اس کے نزدیک آپہونچے گی تو ایک گھڑی کے لئے بھی نہ پیچھے ٹل سکتا ہے اور نہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ یعنی یا خود وقت سے پہلے مر جائیں یا وقت معین کے بعد موت کو درک کریں ایسا نہیں ہو سکتااور اسی کے مانند یہ بھی آیت ہے: مَّاتَسبِقُ مِنْ أُمَّةأَجَلَهَاوَمَايَستَئْخِرُونَ[۲] کوئی امت نہ اپنے وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

موت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کا شمار مشکل مسائل میں ہوتا ہے۔ لوگوں نے زحمتیں اٹھائیں۔ رنج و غم جھیلے کہ اس دنیا میں ہمیشہ زندگی بسر کریں، موت کو درکنار کرکے اس مشکل کو ختم کردیں مگر کوئی اس میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے قدرت مندترین سلاطین و بادشاہوں، بزرگوں، علماء و دانشمندوں، حکماء و فلاسفہ اور مفکرین نے برسوں قوت مادی و معنوی اور فکری کوشش کے باوجود اپنی تمام تر طاقت و ہمت خرچ کرڈالی کہ اس سخت

۱۔ سورہ اعراف، آیت ۳۴۔

۲۔ سورہ حجر، آیت ۵۔

Presented by Ziaraat.Com

ترین مسئلہ کو حل کر سکیں تاکہ انسان ہمیشہ اس دنیا میں زندہ رہ سکے اور وحشتناک موت کے انتظار میں زندگی بسر نہ کرے، مگر کوئی کچھ نہ کر سکا۔

مشرق کے فلسفی اور مکتب مشائین کے رائج کرنے والے شیخ الرئیس ابو علی سینا کے چند معروف و مشہور اشعار قابل ذکر ہیں وہ فرماتے ہیں:

از قعرِگل سیاه تا اوج زحل
کردم همه مشکلات گیتی را حل
بیرون جستم ز قید هر مکرو حیل
هر بند گشاده شد مگر بند اجل[۱]

(میں نے کالی مٹی کی گہری کھائی سے ستارہ زحل کی بلندی تک، کائنات کی تمام مشکلات کو حل کر دیا۔ اور ہر مکر و حیلے کی ہر طرح کی قید سے خود کو آزاد کر لیا اور ہر گرہ کو کھول دیا سوائے موت کی گتھی کے)

۱۔اس رباعی کو "لغت نامہ دھخدا" میں ابو علی سینا کے ان فارسی اشعار کو مادۂ ابو علی سینا کے ضمن میں صفحہ ۶۵۴ پر تحریر کیا گیا ہے اور نیز "جشن نامہ ابن سینا" کی پہلی جلد مولف ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا، میں صفحہ ۱۱۴ پر ان اشعار کا ذکر ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۷ پر یہ بھی لکھا ہے کہ اس رباعی کو خط نستعلیق کے ساتھ سنگ مرمر پر کندہ کرا کے ابن سینا کے مقبرہ پر بالائے سر کی طرف نصب کیا گیا ہے۔ لیکن کتاب "رباعیات حکیم خیام" میں ڈاکٹر فرید رخ روزن کے مقدمہ کے ساتھ جو کہ برلین سے طبع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۹۷ پر یہ رباعی نقل ہوئی ہے:

ازجرم حضیض خاک تا اوج زحل — کردم همه مشکلات گردن را حل
بیرون جستم زبند هر مکر و حیل — هر بند گشاده شد مگر بند اجل

Presented by Ziaraat.Com

نیز حکیم خیام جو کہ مشکل اور دشوارترین چیزوں کے انکشاف کا دعویٰ کرنے والے اور خود کو پیچیدہ علوم کی گھتیاں سلجھانے والا تصور کرتے ہیں، کہتے ہیں:

خیام که خیمه های حکمت می دوخت
درکوزۂ غم فتاد و ناگاه بسوخت
مقراض اجل طناب عمرش ببرد
دلال امل به رایگانش بفروخت [1]

(خیام کہ جو حکمت کے خیمہ سیتا تھا، غم کے ایک کوزہ میں پڑا اچانک جل رہا تھا۔ موت کی قینچی اس کی عمر کی رسی کو کاٹ رہی تھی، اس کی آرزوں کا دلال اس کو مفت فروخت کر رہا تھا)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جن ایّام میں ضربت کھائی ہے اسی دوران آپؑ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اَیُّهَا النَّاسُ! كُلُّ امْرِیٍ لَاقٍ مَا یَفِرُّ مِنْهُ فِی فِرَارِه، وَالْاَجَلُ مَسَاقُ النَّفْسِ اِلَیْه ، وَ الْهَرَبُ مِنْهُ مُوَافَاتُهُ. كَمْ اطَّرَدَتَ الْاَیَّامُ اَبْحَثُهَا عَنْ مَكْنُوْنِ هَذَا الْاَمْرِ، فَاَبَى اَللّٰهُ اِلَّا اِخْفَاءَهُ؛ هَیْهَاتَ! عِلْمٌ مَخْزُوْنٌ [2]۔

"اے لوگوں! تمام انسان اس چیز سے ملاقات کریں گے جس سے ہمیشہ فرار کرتے رہے ہیں کہ جس کو موت کہا جاتا ہے۔ اجل وہی زمانہ ہے کہ

---

۱ - " دیوان رباعیات خیام " طبع برلین ۱۳۰۴ شمسی، ص ۲۰۔

۲۔ " نہج البلاغہ "، خطبہ ۱۴۷، چاپ مصر، شرح عبدہ، ج ۱، ص ۲۶۸، اور آپؑ کے جملہ اول سے لفظ "مُوافَاتہ" تک بحارالانوار، ج ۶، کتاب عدل و معاد، ص ۱۲۶ میں بھی ذکر ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جس میں نفس، انسان کو موت کی طرف لے جاتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس سے فرار اختیار کرنا گویا اس سے ملاقات کرنا اور اس تک پہونچنا ہے۔ کتنے دنوں سے میں اس حقیقت کی جستجو اور تلاش میں تھا کہ یہ حادثہ ظاہر ہو مگر خداوند متعال نے اسے اپنے ارادے سے مخفی و پوشیدہ رکھا۔ ھیھات! یہ وہ علم ہے جو خزانہ علم الٰہی میں مخفی ہے"۔

موت سے فرار، بعینہٖ موت کا حصول ہے

عجیب ہے کہ انسان موت سے بھاگنے کے باوجود بھی کس طرح خود کو اس کے نزدیک کرتا ہے۔ سڑک سے تیزی کے ساتھ گزرتا ہے تاکہ گاڑی سے نہ ٹکرا جائے مگر وہی تیزی سے گزرنا اس کے اکسیڈنٹ کا سبب بنتا ہے اور مر جاتا ہے ظاہراً موت سے فرار ہے مگر حقیقت میں موت کا استقبال ہے، بعض اوقات انسان ڈاکٹر کی طرف مراجعہ کرتا ہے تاکہ اس کا مرض دور ہو جائے مگر ڈاکٹر کی معمولی سی غلطی کے سبب مر جاتا ہے۔ ہاسپیٹل جاتا ہے تاکہ آپریشن ہو جائے اور دنیا میں کچھ زیادہ دنوں تک زندگی گزارے مگر سرجن کے زیر علاج جان دے دیتا ہے۔ ایسی دنیا میں مثالیں بہت زیادہ موجود ہی نہیں بلکہ اسقدر ہیں کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ لحہ لحہ اور سارا وقت جو انسان گزار رہا ہے ہر لحظہ اس کی کوشش یہ ہے کہ وہ خود کو موت سے نجات دے اور اپنے وجود کی حفاظت کرے اور جو اس کی زندگی کو بچانے کے لئے مفید ہے

Presented by Ziaraat.Com

اس کو انجام دے اور جو اسکی زندگی و حیات کو قطع و زوال کرنے کا سبب ہے اس کو اپنے سے دور کردے۔

یہ غریزہ تمام انسانوں میں موجود ہے لیکن اس غریزے کے باوجود انسان صد در صد اپنی بقاء کی تلاش میں مصروف رہتا ہے حتی عالم خواب میں بھی اس کے اندر حس بقاء اسی طرح جاری ہے مگر حقیقت میں ہر لمحہ خود کو موت کے نزدیک کرتا جارہا ہے اور ایسی سرگرمیوں کے ساتھ کہ جو زمانے کے ہمراہ گزرنے والی ہیں اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ارادے و اختیار سے باہر نکل جاتی ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی خود کو آگے بڑھا رہا ہے اور ہر لمحہ اپنی موت کے استقبال میں اس کے نزدیک ہوتا جارہا ہے۔ یہی وہ مقام ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "وَالهَرَبُ منه مُوافَاتُه"؛" اس (موت) سے فرار در حقیقت اس کا وصول اور اس سے ملاقات ہے۔"

ملک الموت سے خوف زدہ انسان کی حضرت سلیمان کے ساتھ داستان

کہاجاتا ہے کہ ایک روز صبح سویرے ایک شخص وحشت زدہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پہونچا حضرت سلیمانؑ نے دیکھا کہ خوف کی شدت سے اس کا چہرہ زرد اور اس کے لب نیلے ہو چکے ہیں آپ نے اس سے سوال کیا: اے مرد مومن! تیری یہ حالت اس طرح کیوں ہوئی؟ تیرے

Presented by Ziaraat.Com

خوف کا سبب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: عزرائیل نے میری طرف غضب و کینہ بھری نظروں سے دیکھا اور جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں میری دہشت سے یہ حالت ہو گئی ہے۔ حضرت سلیمان نے اس سے پوچھا بتا تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبیؑ ہوا پر آپ کا اختیار ہے؟ اس کو حکم دیں کہ مجھے یہاں سے ہندوستان لے جائے۔ شاید وہاں عزرائیل سے رہائی نصیب ہو جائے! حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم دیا تاکہ اسے جلد از جلد ہندوستان کی طرف لے جائے۔

دوسرے دن جب حضرت سلیمانؑ اپنے دربار میں ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوئے اور عزرائیل بھی آپ کے دیدار کے لئے آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: اے عزرائیل تو نے کیوں اس بندہ مومن کی طرف غضب و کینہ توز نظر ڈالی کہ وہ مرد مسکین، اپنے گھر سے وحشت زدہ خالی ہاتھ بھاگا اور دوسرے ملک فرار ہو گیا؟

عزرائیل نے عرض کیا: میں نے اس کی طرف غضبناک نگاہ نہیں کی بلکہ اس کو میری طرف سے بدگمانی ہوئی تھی۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ خداوند متعال نے مجھے حکم دیا کہ میں فلاں وقت میں اس کی روح ہندوستان میں قبض کروں جب میں نے اس کو اس وقت کے قریب یہاں پایا تو تعجب میں پڑ گیا اور حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی وہ میری اس حیرت انگیز حالت کو دیکھ

Presented by Ziaraat.Com

کر ڈر گیا اور اس نے سمجھا کہ میں اس کی طرف بری نظروں سے دیکھ رہا ہوں درحالیکہ ایسا ہرگز نہیں تھا میں خود ہی مضطرب تھا اور خود سے کہہ رہا تھا کہ اگر یہ سو پر بھی رکھتا ہو تب بھی اتنے کم وقت میں ہندوستان نہیں پہونچ سکتا اب کس طرح خدا کے اس حکم کی تعمیل کروں؟ مگر میں نے دل میں سوچا کہ جس کام کا مجھے حکم ہے میں اس کو انجام دوں میرا وظیفہ کچھ اور نہیں ہے خداوند متعال کے حکم پر ہندوستان پہونچا تو اس مرد کو وہاں پایا اور اس کی روح قبض کر لی[۱]۔

اَیُّهَا النَّاسُ! کُلُّ امرِیءٍ لَاقٍ مَا یَفِرُّمِنهُ فِی فِرارِہ. خود موت سے فرار اس کا استقبال کرنا اور اس کو اپنی آغوش میں لینا ہے اور فرار عین استقبال ہے اور کبھی بھی موت سے فرار پر قدرت نہیں رکھتا کیونکہ ہر طرح سے فرار کرنا موت کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہے۔

"اجل "کے دو معنی ہیں: ایک مدت اور معین زمانہ؛ جیسے فلاں شخص کی مدت پچاس برس ہے یعنی اس کی عمر کی مقدار اتنی ہے **لِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ** یعنی ہر گروہ کے لئے ایک خاص مہلت اور زمانہ ہے۔

اور دوسرے، وقت کے پہنچنے کے معنی میں ہے: "اجل دین" یعنی اس وقت کا پہونچنا کہ جس میں قرض کی ادائیگی ضروری ہے- **فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ**

۱۔ دفتر اول "مثنوی" چاپ میر خانی، ص ۲۶.

Presented by Ziaraat.Com

یعنی جب ان کی زندگی کے پورا ہونے کی مدت آپہونچے۔ سورہ سبا میں آیا ہے: قُل لَّکم مِّیعَادُ یَوْمٍ لا تَستَئخِرُونَ عَنْهُ ساعَةً وَ لا تَستَقْدِمُونَ [1] اس مقام پر میعاد کا معنی وہ زمان و مدت ہے کہ جس میں وعدہ وفا کرنے کو کہا گیا ہو۔

"اے پیغمبرؐ کہہ دیجئے کہ تمہارے ایک دن کا وعدہ مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔" جب وہ وقت پہونچ جائے گا تو عمر گذر چکی ہوگی اور اجل آچکی ہوگی۔

قران کریم میں دو طرح کی موت کا مطلب: موت اور معین موت

اس مقام پر قرآن مجید میں ایک نکتہ قابل دقت ہے کہ خداوند متعال نے قرآن مجید کی ایک آیت میں ارشاد فرمایا ہے: هُوَالَّذِی خَلَقَکُم مِّن طِینٍ ثُمَّ قَضٰی أَجَلاًوَ اَجَلٌ مُسَمًّی عِندَهُ. [2] "وہ خدا جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر ایک مدت کا فیصلہ کیا ہے اور مقررہ مدت اس کے پاس ہے۔"

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دو "اجل" ہیں ایک اجل وہ ہے کہ جس کو خداوند متعال نے ہمارے لئے معین فرمایا ہے اور ایک اجل، اجل مسمّی ہے جو کہ خدا کے پاس ہے۔ کیونکہ ہم دوسری آیت کے اعتبار سے جانتے ہیں۔

۱۔ سورہ سبا، آیت ۳۰۔

۲۔ سورہ انعام، آیت ۲۔

Presented by Ziaraat.Com

مَاعِندَكمْ يَنفَدُوَمَاعِندَاللهِ بَاقٍ[1] کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ فانی اور ختم ہونے والا ہےاور جو خداوند متعال کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اس بناپر ہماری عمر کی مدت جو کہ ہماری اجل ہے گزر رہی ہے لیکن اجل مسمّی باقی ہے اور باقی رہے گی۔اس پر غور کرنا چاہئے کہ ہم کس طرح دو اجل رکھتے ہیں؟ دونوں میں فرق کیا ہے کیوں ان میں سے ایک فانی اور دوسری باقی ہے؟ اس موضوع کو سمجھنے کے لئے ہم سورہ یونس کی اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

"إنَّمَا مَثَلُ الْحَيَا ة الدُّنْيَا كَمَاء أنزَلْنَهُ منَ السمَاء فَاخْتَلَط بِهِ نَبَاتُ الأَرْضِ ممَّا يَأكلُ النَّاسَ وَ الأنْعاَمُ حَتى إذَا أخَذَتَ الأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَت وَ ظنَّ أهْلُهَا أنهُم قَدِرُونَ عَلَيهَا أتَاهَا أمْرُنَا لَيْلاً أوْ نهَاراً فَجَعَلْنَهَا حَصِيداً كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالأمْسِ كَذَلِك نُفَصلُ الآيَتِ لِقَوْمِ يَتَفَكرُونَ"[2]۔

"زندگانی دنیا کی مثال اس بارش کی ہے جسے ہم آسمان سے نازل کرتے ہیں۔ پھر اس سے ملکر زمین سے وہ نباتات برآمد ہوتے ہیں کہ جن کو انسان اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین سبزہ زار سے اپنے کو آراستہ کرلیتی ہے اور مالک یہ خیال کرنا شروع کردیتے ہیں کہ ہم ہی اس زمین کے صاحب اختیار ہیں اور ان کی تمام قدرت و طاقت روی زمین پر متمرکز ہوچکی ہے اور

۱۔ سورہ نحل، آیت ۹۶۔

۲۔ سورہ یونس، آیت ۲۴۔

Presented by Ziaraat.Com

کوئی ایسا سبب نہیں ہے جو ان نعمات اور تمام خرم و شادابی کو ان سے چھین لے تو اچانک ہمارا حکم رات یا دن کے وقت پہونچتا ہے اور اس طرح ان کو نابود کرتا ہے کہ گویا بالکل کٹا ہوا کھیت ہو جائے اور اس میں کل تک کچھ تھا ہی نہیں۔ اے پیغمبرؐ ہم اس طرح اپنی آیتوں کو مفصل طریقہ سے بیان کرتے ہیں اس قوم کے لئے جو صاحب فکر و نظر ہے"۔

خداوند متعال اس آیت میں ارشاد فرما رہا ہے کہ انسان کی زندگی وحیات، دنیا میں اسی طرح ہے کہ نطفہ صلبِ پدر سے ماں کے رحم میں منتقل ہوتا ہے اور کمال حرارت کے ساتھ اپنے دوران تکامل کو رحم مادر میں طے کرتا ہے پھر دنیا میں کامل ہو کر قدم رکھتا ہے اور علم وقدرت، جاہ و حشم، اولاد اور مختلف اعتباری چیزوں کے حصول کی طرف دوڑتا ہے تاکہ ہر اعتبار سے با قدرت ہو جائے اور اس کے اندر علم و تجربہ، قوت تشخیص اور ادراک و معرفت پیدا ہو جائے اور ان تمام اقسام کے ساتھ سرگرمیوں میں مشغول ہو کر زمین پر قادر ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت زندگانی دنیا اپنے نقطۂ عروج پر پہونچتی ہے اور انسان کے ذہن میں یہ تصور بھی نہیں ہوتا کہ موت اس تک پہونچ جائے گی، ناگہاں موت اسے اپنے پنجوں میں دبوچ لیتی ہے؛ عزرائیل اس کے پاس آتا ہے اور اس کی کتاب حیات کو پھاڑ کر اس کے آثار و خصوصیات کو اس طرح تیز ہوا کی نذر کرتا ہے اور اس طرح اس کی

زندگی کا بستر بوریا باندھتا ہے کہ گویا اس طرح کا کوئی شخص تھا ہی نہیں اور اس نے اصلا روی زمین پر زندگی بسر نہیں کی ہے۔

اس آیت میں خداوند متعال ارشاد فرمارہا ہے: اَتٰهَا اَمْرُنَا لَيْلاً اَوْ نَهَاراً؛ ہمارا امر رات یا دن کے وقت پہونچتا ہے اور زندگی کی سانسوں کو منقطع کردیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں زندگی کا ختم ہوجانا خدا کا امر ہےاور امر خدا اسی کا حق ہے اور اسی کے پاس ہے اسی کو اجل مسمّی کہتے ہیں۔ پس عمر کا گزر جانا اور اجل کا آنا، اجل مسمّی اور امر الٰہی پر متوقف ہے۔ وہ جس وقت بھی آجائے گی اس اجل کا خاتمہ کردے گی اور انسان کے لئے کسی بھی طرح کی کوئی مہلت نہیں ہے۔

دنیوی موت اور معین موت حقیقت میں ایک ہی ہیں دو اعتبار سے

یہاں سے دونوں اجل کی کیفیت واضح و روشن ہوجاتی ہے۔ اجل دنیوی یہی مدت معین ہے جو کہ انسان کے دوران عمر کو تشکیل دیتی ہے اور زمانے کے ساتھ مراحل کو طے کرتی ہے اور اس کا وجود تدریجاً ختم ہوجاتا ہے اور انسان کی وفات کے ساتھ اس کا وقت بھی ختم ہوجاتا ہے۔ اجل مسمّی اللہ کے نزدیک ہے اور اس کا امر ہے جو کہ اس عالم میں نہیں ہے وہ کبھی فنا و نابود نہیں ہوگی بلکہ ہمیشہ اپنے خدا کے نزدیک موجود ہے اور اسی اجل کے اعتبار سے

Presented by Ziaraat.Com

دنیوی اجل بھی اپنے مراحل کو طے کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ہم نے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر تعقیبات پڑھی وہ وقت گزر گیا اور ہمیں اس زمانہ فعلی کے حوالے کر دیا کہ جس میں ہم گفتگو میں مشغول ہیں یہ وقت بھی گزر جائے گا اور اسی طرح لحہ لحہ وقت تدریجاً ہمیں آگے بڑھا رہا ہے گھنٹے، دن، مہینے اور سال ہمیں اجل کے اس آخری مرحلہ کے سپرد کر رہے ہیں کہ جس کو میعاد و میقات کہا جاتا ہے لیکن اجل مسمّیٰ جو کہ خداوند متعال کے نزدیک ثابت ہے اور زمانے کے ساتھ ختم نہیں ہوتی وہ انسان کی اول سے آخر تک کی عمر ہے کہ جو عالم معنی و ملکوت میں معین ہو چکی ہے اور وہاں سے ختم ہونے والی نہیں ہے اور اسی کے اعتبار سے دنیوی عمر کی مدت معین ہوتی ہے۔ وہ اجل اس دنیا سے وسیع تر عالم میں ہے اور تمام مادی موجودات عالم ملکوت کے اعتبار سے اس دنیا میں نازل ہو کر خود کو مادی جامہ پہناتی ہیں۔ وہ عالم اسوہ اور حقیقت ہے اور یہ عالم مثال و نمونہ اور مجازی عالم ہے اور اگر ہم اسی گذشتہ عمر کہ جس کو آہستہ آہستہ ایک نقطہ پر منتہی دیکھ رہے ہیں۔ عقل و ادراک سے بالاتر نگاہ کریں یا عالم ملکوت کو محسوس اور مشاہدہ کریں تو وہاں اجل مسمّیٰ کو ثابت اور موجود پائیں گے اور اس کو کبھی فنا و نابود نہیں دیکھیں گے اسی معنی پر قرآن مجید

Presented by Ziaraat.Com

کی یہ آیت شاہد اور دلیل ہے۔ مَن كانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللهِ لآتٍ وَ هُوَ السميعُ الْعَلِيمُ [۱]۔

"جو بھی اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے وہ مدت یقیناً آنے والی ہے اور خداوند متعال سے ملاقات کا شرف حاصل ہوگا"۔ اجل خدا وہی اجل مسمّی اور امر الٰہی ہے۔ یعنی جو لوگ پروردگار عالم سے ملاقات کی امید رکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ عالم ملکوت میں پہنچیں اور اجل مسمّی کی خصوصیات مبداء اور منتہی تک مشاہدہ کریں یا چاہے اختیاری موت کے ذریعہ یا اضطراری موت کے ذریعہ اور اجل دنیوی سے گزر کر عالم ملکوت تک پہنچ جائیں۔

خداوند متعال سے ملاقات عالم ملکوت کے مراحل طے کئے بغیر اور ادراک ثابتہ من جملہ اجل مسمّیٰ کے بغیر محال ہے اور دوسرے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ اجل مسمّی اور اجل دنیوی ایک حقیقت اور امر واحد ہے اس امر کو دو جہت سے دیکھا جاتا ہے ایک جہت عالم طبیعت و مادّہ ہے جو کہ گزرنے والی عمر ہے اور اس کی دوسری جہت عالم ملکوت ہے جو اسماء اور صفات الٰہی سے گزر کر خدا کی ذات میں فنا ہونا ہے اور اجل مسمّی جو کہ عالم ملکوت ہے لقاء الٰہی سے امید کی راہ منزل قرار پائے گی۔ قرآن مجید میں بہت سی آیات موجود

۱۔ سورہ عنکبوت، آیت ۵۔

Presented by Ziaraat.Com

ہیں کہ جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام موجودات اور انسان کی بازگشت خدا کی طرف ہے۔

"أَلاإِلَى اللّٰهِ تَصِيرُالأُمُورُ[1]" آگاہ ہو جاؤ کہ تمام امور کی بازگشت خدا کی طرف ہوتی ہے۔

"وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ[2]" اور بازگشت خدا کی طرف ہے۔

"وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الأَمْرُكُلُّهُ[3]" اور اسکی طرف تمام امور کی بازگشت ہے۔

"وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الأُمُورُ[4]" اور تمام امور اور موجودات کی بازگشت کی طرف ہے۔

"ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ[5]" پھر تم اپنے پروردگار کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔

"إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى[6]" بے شک اے پیغمبرؐ تمام کی بازگشت پروردگار کی طرف ہو گی۔

۱۔ سورہ شوری، آیت ۵۳۔

۲۔ سورہ فاطر، آیت ۱۸۔ وسورہ نور، آیت ۴۲۔

۳۔ سورہ ھود، آیت ۱۲۳۔

۴۔ سورہ فاطر، آیت ۴۔ وسورہ حدید، آیت ۵۔

۵۔ سورہ سجدہ، آیت ۱۱۔ وسورہ جاثیہ، آیت ۱۵۔

۶۔ سورہ علق، آیت ۸۔

Presented by Ziaraat.Com

"إِلَى اللهِ مَرْجِعُكُمْ[۱]" تم سب کی بازگشت اللہ کی طرف ہے۔

"ثُمَّ إِلَى رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ[۲]" پس تم سب کی بازگشت تمہارے رب کی طرف ہے۔

"إِنَّالِلّٰهِ وَإِنَّاإِلَيْهِ رَجِعُونَ[۳]" بے شک ہم خدا کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے۔

"يَأَيُّهَاالانسانُ إِنَّكَ كادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحاًفَمُلَقِيهِ[۴]" "اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف جانے کی کوشش کر رہا ہے اور ایک دن اس کا سامنا کرے گا۔"

نفس انسان کی بازگشت اور اجل دنیوی واجل مسمّی کے پہونچنے اور عالم مادہ وطبیعت سے عالم مثال کی طرف انتقال کے نام کو موت کہتے ہیں۔ موت کوئی محسوس کرنے والی شی نہیں ہے کہ جس کو حواس ظاہری کے ذریعہ حِس کیا جاسکے بلکہ موت عالم حِسّ سے ما فوق عالم ہے کہ جس کو برزخ ومثال کہتے ہیں، لہٰذا اس کو حواس سے درک نہیں کیا جاسکتا عالم طبیعت ومادہ سے حرکت

۱۔ سورہ مائدہ، آیت ۴۸، و ۱۰۵۔ و سورہ ھود، آیت ۴۔

۲۔ سورہ انعام، آیت ۱۶۴۔ و سورہ زمر، آیت ۷۔

۳۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۵۶۔

۴۔ سورہ انشقاق، آیت ۶۔

Presented by Ziaraat.Com

کا نام موت ہے حواس جن کا تعلق خود طبیعت و مادہ سے ہے ،ان کے ذریعہ کس طرح موت کاادراک ممکن ہے؟

موت سے خوف کے سلسلے میں ابن سینا کا کلام

شیخ الرئیس ابو علی سینا اپنی کتاب "الشفاء من خوفِ الموت" میں موت کی حقیقت اور اس سے خوف کے اسباب کے بارے میں کچھ مطالب بیان فرماتے ہیں کہ جن کا ہم عین ترجمہ اس مقام پر نقل کر رہے ہیں۔

"جو شخص موت سے جاہل ہے اور اس کی حقیقت کو نہیں جانتا میں اس کے لئے بیان کرتا ہوں اور واضح کرتا ہوں کہ موت اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے کہ انسان کا نفس جن آلات و وسائل کو استعمال کر رہا تھا اس نے ان کو ترک کر دیا ہے اور وہ آلات ووسائل اس کے وہی اعضاء وجوارح ہیں کہ جن کو بدن کا نام دیا جاتا ہے جس طرح کام کرنے والا ایک کاریگر اوزاروں کو استعمال کرکے ایک طرف رکھ دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کا نفس غیر جسمی جوہر ہے اور عرض نہیں ہے اور فساد وخراب کاری کو قبول نہیں کرتا ہے جیسے ہی یہ جوہر بدن سے جدا ہوگا اپنے اصل وریشہ پر باقی رہے گا اور تاریکی وآلودگی سے پاک ہو کر عالم طبیعت میں اپنی سعادت تام پر فائز ہو جائے گا اور پھر کبھی اس کو عدم وفنا اور زوال نہیں ہے کیونکہ جوہر بما ھو جوہر فنا نہیں ہوتا اور اس کی ذات باطل نہیں ہوتی اور جو چیز باطل اور فنا ہوتی ہے وہ وہی خارجی چیزیں

Presented by Ziaraat.Com

اور نسبتیں اور وہ امور ہیں کہ جن کا اجسام سے رابطہ ہے۔ لیکن جوہر روحانی کبھی استحالہ اور دگر گونی کو قبول نہیں کرتا اور اپنی ذات میں متغیر نہیں ہوتا وہ فقط کمالات اور اپنی صورت تامہ کے مراحل طے کرتا ہے پس اس کے معدوم اور متلاشی ہونے کا کس طرح تصور ہو سکتا ہے؟

جو موت سے ڈرتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بازگشت کس کی طرف ہے یا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ جیسے ہی اس کا بدن ختم ہو گا اور اس کے اعضاء وجوارح نابود ہو جائیں گے اس کی ذات بھی ختم ہو جائے گی اور اس کا نفس اور اس کی حقیقت بھی فنا ہو جائے گی وہ اپنی بقاء کی نسبت جاہل ہے اور معاد کی کیفیت سے ناآشنا ہے لہٰذا در واقع یہ موت سے نہیں ڈرتا ہے بلکہ اس سے جاہل ہے کہ جس کے بارے میں اس کے لئے علم حاصل کرنا ضروری تھا لہٰذا خوف کا سبب، وہی جہل ہے اور یہی جہل ہے کہ جس نے علماء کو طلب علم اور اس کی دشوار راہوں اور اس کے حصول نے لذت جسم اور راحت بدن کو ترک کرنے پر مجبور کر دیا ہے"[1]۔

۱۔ رسائل، شیخ الرئیس بو علی سینا، ص ۳۴۰۔ رسالہ "الشفاء من خوف الموت"۔ اور بنا بنقل از کتاب "جشن نامہ ابن سینا"، ج ۱، ص ۲۱۹۔ ابن سینا کے مقبرہ کے اوپر تانبہ کے خول کے چاروں طرف یہی اصلی عربی کی عبارت کندہ ہے (یہ مقبرہ شہر ہمدان میں واقع ہے)

Presented by Ziaraat.Com

موت کا اشتیاق، قرآن کریم کی نظر میں مومن کی علامت ہے

اس واقعیت کے مطابق موت، مومن اور عارف کے لئے اضطراب اور وحشت کا سبب نہیں ہوتی بلکہ ان لوگوں کے لئے باعث وحشت ہوا کرتی ہے کہ جو مادی دنیا اور شہوات میں غرق ہونے کی وجہ سے نفس مجرد سے دور ہو گئے ہیں اور قرب الٰہی سے عدم انس کی بناپر خود کو معرفت خدا سے دور رکھا، ان کو جہالت ہمیشہ اضطراب وخوف میں گرفتار رکھے گی۔

لیکن مومن کہ جس نے راہ حق سے قدم آگے نہیں بڑھایا اور اپنے کردار و اخلاق کو اللہ اور حق کی راہ میں جاری رکھا اور اس دنیائے غرور کی طرف مڑ کر نہیں دیکھا اور دنیا سے دوری اختیار کرکے اپنی رغبت وخواہش نفس کو دارِبقاء اور آخرت کی طرف گامزن رکھا اور غرق ملاقات خداوندی رہا وہ موت کا عاشق ہے۔ عاشق مجرد ہے کیونکہ محب خدا ہے، مومن ہر روز یہ آرزو کرتا ہے کہ لباس بدن کو اتار دے اور نور مجرد سے آراستہ ہو جائے بلکہ کوشش کرتا ہے کہ ہر روز اس کے مجازی زندگی کا ایک درجہ کم ہو جائے اور عالم معنی و حقیقت کے ایک درجہ کا ادراک کرکے خدا سے نزدیک تر ہوتا چلا جائے تاکہ دنیا کے تمام فانی امور اس کے نزدیک سراب اور نیستی کے مانند ہو کر دفن ہو جائیں اور عالم انوار وحقیقت کی تجلّی اس کے وجود پر تاباں ہو جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

مومن موت کا مشتاق ہے اور کافر موت سے خائف

خداوند متعال یہودیوں سے خطاب کرکے فرما رہا ہے: قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الآخِرَةُ عِندَاللهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كنتُمْ صدِقِينَ * وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدَا بِمَا قَدَّمَت أَيْدِيهِم وَاللهُ عَلِيمُ بِالظلِمِينَ[۱] "اے پیغمبرؐ! قوم یہود (جو کہ خدا کی قربت کا دعوی کرتے ہیں اور آخرت میں جنت کو اپنی ملکیت جانتے ہیں) سے کہہ دیجئے: اگر بہشت جاوداں خدا کے نزدیک فقط تمہارے لئے ہے اور دوسرے انسانوں کے لئے نہیں ہے، پس اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو اور ہرگز وہ ایسی تمنا نہیں کریں گے اس لیے کہ انہوں نے ظالمانہ اعمال اور کردار اپنایا ہے اور خدا ظالموں کے ظلم سے خوب واقف ہے۔"

یعنی جس نے بھی عمل صالح انجام دیا اور دوسروں کے حقوق پر تجاوز نہیں کیا اور مقام عبودیت و بندگی سے منحرف نہیں ہوا یقیناً وہ خدا سے رابطہ میں ہے اور اس کی معرفت رکھتا ہے اور یہی خدا سے انس و رابطہ، خدا سے ملاقات کا سبب بنے گا اور چونکہ دیدار الٰہی اور لقاء اللہ کے لئے موت راستہ ہے لہٰذا موت سے عشق کرنا چاہیئے کیونکہ محبوب کا عاشق ایسی راہ کا عاشق ہے جو اس کو معشوق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیز خدا نے یہ بھی فرمایا:

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۹۴-۹۵۔

Presented by Ziaraat.Com

قُلْ يَأَيهَا الَّذينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لله من دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا المَوْتَ إِن كُنتُم صدقِينَ وَلايَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتَ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظلمِينَ[۱] "اے پیغمبرؐ! آپ کہہ دیجئے کہ یہودیو! اگر تمہارا خیال ہے کہ کہ تمام انسانوں میں تم ہی اللہ کے دوست ہو، اگر اپنے دعوے میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو! اور یہ ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے پہلے اپنے اور دوسروں کے اوپر ظلم کر رکھا ہے اور اللہ ظالمین کے حالات کو خوب جانتا ہے۔"

جو انسان اس فریبی دنیا سے دلبستگی پیدا کرتا ہے اور اس عالم ہستی کو فقط شہوت و غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس اعتبار سے ملاحظہ کرتا ہے کہ اس دنیا میں فقط سامراج اور ظالم حکومتوں کا اقتدار رہے، وہ جہالت کے اندھیروں میں ڈوب کر عالم حقیقی و واقعی سے فاصلہ اختیار کرکے خدا سے دور ہو چکا ہے اور اس نے مقام عبودیت کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا ہے ایسا شخص ہرگز عاشق خدا نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور وہ خدا کا ولی بھی نہیں ہے کیونکہ ولی اپنے مولا کا عاشق ہوتا ہے وہ محب بھی نہیں ہے کیونکہ محب اپنے محبوب کی زیارت اور اس سے ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔

یہودی جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آدمؑ کی افضل اور عظیم اولاد ہیں اور ہمیں روز قیامت جہنم کی آگ فقط چالیس دن تک جلائے گی کیونکہ ہم نے

۱۔ سورہ جمعہ، آیت ۶۔۷۔

Presented by Ziaraat.Com

دنیا میں چالیس دن حضرت موسیٰ کے وصی ہارون کے حکم سے سرپیچی کرکے گوسالہ کی پرستش کی ہے، یہ لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ آثار محبت پیکر وجود اور عمل سے ظاہر ہو جاتے ہیں اور انسان کا کردار اس کی ذات وصفات اور طرز تفکر کی معرفت کا ذریعہ ہے۔

یہودی دنیا پرست ہیں اور مال ودولت کی جمع آوری کے مشتاق ہیں لہٰذا ہر اس راہ کے عاشق ہیں کہ جو ان کو ان کے معشوق (مال ودولت) تک پہونچادے گرچہ محترم نفس ہی کیوں نہ قتل ہو جائے اور کسی کا مال ہی کیوں نہ برباد ہو جائے انہوں نے اس فریبی دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دل لگا لیا ہے اور آخرت اور دار بقاء کو بھول گئے ہیں۔

یافتم من مرگ خود، خود زندگی است

زندگیم سر بسر پایندگی است

میں نے اپنی موت میں اپنی زندگی پائی ہے گویا میری زندگی ہمیشہ و جاویدانی ہے۔

اقتلونی اقتلونی یا ثقات

انّ فِی قتلی حیوة فِی حیوة[۱]

۱۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دوبیت بابا افضل کاشانی کے ہیں اور اصل میں اس طرح ہیں:

آزمودم مرگ من در زندگی است چون روم زین زندگی پایندگی است

اقتلونی اقتلونی یا ثقات انّ فِی قتلی حیوة فِی حیوة

اور یہ اشعار "مثنوی" چاپ سنگی میرزا محمودی کے صفحہ ۲۹۴ پر موجود ہیں۔

مجھ کو قتل کردو، مجھ کو قتل کردو اے دوستو! اس لیے کہ میرے قتل میں میری جاویدانی زندگی ہے۔

موت جناب ابراہیم خلیل علیہ السلام کے نزدیک

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت نقل ہے کہ جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کا ارادہ کیا تو ملک الموت کو آپ کے پاس بھیجا تاکہ آپ کی روح قبض کرے۔ ملک الموت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور ابراہیمؑ کو سلام کیا: **السلامُ علیک یا ابراھیم.** "اے ابراہیمؑ آپ پر میرا سلام ہو۔"

ابراہیمؑ نے جواب دیا: **وعلیک السلام یا مَلَک المَوْتِ؟اداعٍ اَمْ ناعٍ؟** اے موت کے فرشتہ میرا بھی تجھ پر سلام ہو۔ پھر فرمایا اے ملک الموت کیا اس لئے آیا ہے کہ مجھے میرے رب کی طرف دعوت دے تو میں اپنے ارادہ واختیار سے اس کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں یا میرے مرنے کی خبر لایا ہے تو ایسی صورت میں اضطراب کے ساتھ موت کے جام کو نوش کروں گا؟

عزرائیل نے کہا: اے ابراہیمؑ! میں آیا ہوں تاکہ آپ کو بااختیار آپ کے رب کے پاس لے جاؤں پس آپ بھی خدا کے حکم کی تعمیل فرمائیں اور اپنے رب کی دعوت قبول کرتے ہوئے موت کو تسلیم کرلیں آپ کا رب آپ کو دعوت دیتا ہے!

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیمؑ نے کہا: فهل رايت خليلاً يُميتُ خليلَه؟ "کیا تو نے دیکھا ہے کہ دوست اور مہربان محبوب، اپنے دوست اور چاہنے والے کو موت دے؟ "خداوند متعال کس طرح راضی ہو گیا کہ اپنے خلیل ابراہیمؑ کو موت کی دعوت دے؟

عزرائیل خداوند متعال کی طرف واپس پلٹا اور خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دونوں دوستوں کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پیش خدا عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! جو کچھ تیرے مہربان عزیز دوست نے کہا ہے وہ تیرے علم میں ہے؟ خداوند متعال نے عزرائیل سے فرمایا واپس جا اور اس سے کہہ: هل رايتَ حبيباً يُكْرَهُ لِقاءَ حبيبه؟ "کیا تو نے کہیں دیکھا ہے کہ عزیز دوست اپنے محبوب کی زیارت اور اس کے دیدار سے گریزاں ہو اور اس کی ملاقات سے کراہیت کرے اور اس کی زیارت پر خوشحالی کا اظہار نہ کرے۔"

انَّ الحبيبَ يُحِبُّ لِقاءَ حبِيبه. " یقیناً حبیب اپنے محبوب سے ملاقات کی تمنا رکھتا ہے۔"[1]

۱۔ بحار الانوار، جلد ۶، ص ۱۲۷ پر امالی شیخ صدوق سے نقل ہے کہ انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ ابن ظبیان سے کہ انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپ نے یکے بعد دیگر اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا ہے اور بحار الانوار، ج ۱۲، ص ۷۸ میں امالی اور علل الشرائع سے اسی اسناد کے ساتھ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی موت سے محبت و اشتیاق

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: **وَاللهِ لَابنُ ابی طالبِ انسُ بالموتِ مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْیِ اُمِّهِ**[۱]-

"خدا کی قسم ابو طالب کا فرزند موت سے اس سے کہیں زیادہ مانوس ہے کہ جتنا بچہ اپنی ماں کے پستان سے مانوس ہوتا ہے"۔

آپؑ کا یہ فقرہ اس خطبہ کا ایک جز ہے جو کہ آپؑ نے رسول خداؐ کی رحلت کے بعد اس وقت ارشاد فرمایا کہ جب زبیر و ابو سفیان اور مہاجرین کے کچھ لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو کر آپؑ کو قیام کرنے کے لئے باشدت تحریک کر رہے تھے[۲]۔

آپؑ ان میں سے اکثر افراد کی نیت اور ان کے مقصد جو کہ فقط ظاہری حکومت اور ریاست طلبی تھا، باخبر تھے، آپؑ نے ان کی تمام باتوں کو رد کر دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ابھی میرے لئے الٰہی حکومت قائم کرنے کا مناسب زمینہ فراہم نہیں ہوا ہے اور نہ ہی راہ ہموار ہے۔ اور یہ اس لقمہ کے مانند ہے جو گلے میں پھنس جائے یا اس پھل کے مانند ہے کہ جو اپنے وقت سے پہلے پک جائے اور اس کو درخت سے توڑ لیا جائے میں تاج مفاخرت کو سر

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۵؛ چاپ مصر عبدہ کے حاشیہ کے ساتھ، جلد ۱، ص ۴۱۔

۲۔ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، جلد ۱، ص ۲۱۸ و ۲۱۹۔

Presented by Ziaraat.Com

کی زینت بنانے اور فریبی دنیا کے لئے حکومت نہیں کروں گا اور اقتدار کے حرص وطمع میں حاکم نہیں بنوں گا یا یہ میرا سکوت اور تقیہ موت کے خوف کی بنا پر نہیں ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے اس جملہ کو سخت لہجہ میں فرمایا: بَلِ اَنْدَمَجْتُ عَلَى مَكْنُونِ عِلْمٍ لَوْ بُحْتُ بِه لا ضطَرَ بْتُمْ اضْطِرَاب الاَرْشيَه فِى الطَّوى البَعِيْدةِ.[۱] "البتہ میرے سینہ کی تہوں میں ایک ایسا پوشیدہ علم ہے جو مجھے مجبور کئے ہوئے ہے ورنہ اسے ظاہر کردوں تو تم اس طرح لرزنے لگو گے جس طرح گہرے کنویں میں رسی تھر تھراتی اور لرزتی ہے۔"

امیر المومنین علیہ السلام کا خداوند متعال سے عشق اور ان کی محبت، مشتاق موت بنا دیتی ہے اور آپؑ کو خداوند متعال سے ملاقات کی تمنا اس طرح موت سے مانوس کر دیتی ہے کہ جس قدر بچہ اپنی ماں کے پستان سے مانوس ہوتا ہے اور جس وقت ابن ملجم مرادی نے آپؑ کے سر مبارک پر تلوار کا وار کیا تو آپؑ نے آواز دی: بسم الله وبالله وعَلى مِلّةِ رسولِ الله؛ فُزْتُ وَ رَبِّ الكعبة؛ رب کعبہ کی قسم! آج میں کامیاب ہوگیا اور اپنے مقصد گوہر تک پہونچ گیا۔

۱۔ طَوىّ وطَويَّه کنویں کے معنی میں ہے۔ اور ممکن ہے اس عبارت فی الطّوَى البعيدَة میں عَلَى کے کے وزن پر ہو اور مشک کے معنی میں ہو؛ ایسی صورت میں البعیدہ صفت ہے اور اپنے موصوف کے متعلق ہے ۔ اى فِى الطّوى البعيدة مَحلّها ومقرّها؛ یعنی وہ مشکیں گہرے کنویں میں مستقر ہیں کہ جن کو اصطلاح عرب میں بعيدة القَعر والمحلّ کہا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امیر المومنین علیہ السلام کی ابن ملجم کے ہاتھوں خبر شہادت اور اشقی الآخرین کا مطلب

ابن اثیر جزری کتاب " اسد الغابہ "میں اپنی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن صھیب نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِه وَسَلَّمَ:مَنْ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ؟ قُلْتُ: عَاقِرُ النَّاقَةِ. قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ:فَمَنْ اَشْقَی الْاٰخِرِیْنَ؟قُلْتُ:لَا عِلْمَ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللهِ. قَالَ الَّذِیْ یَضْرِبُکَ عَلَی هَذَا، وَاَشَارَ بِیَدِهِ اِلَی یَافُوْخِهِ. وَکَانَ یَقُوْلُ: وَدَدْتُ اَنَّهُ قَدِ انْبَعَثَ اَشْقَاکُمْ فَخَضَبَ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، یَعْنِیْ لِحْیَتَهُ مِنْ دَمِ رَاسِه[۱]۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سوال کیا: یا علیؑ گذشتہ لوگوں میں شقی ترین کون ہے؟ میں نے عرض کیا قوم ثمود کا وہ شخص کہ جس نے ناقۂ صالح کے پیر کاٹے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے سچ فرمایا: مگر بتاؤ کہ آنے والی قوم میں شقی ترین کون ہے؟میں نے عرض کیا:اے اللہ کے رسولؐ (آپؐ سے بہتر کون جانتا ہے) میں نہیں جانتا!

۱۔ "اسد الغابہ "حالات امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام، ج ۴، ص ۳۴ و ۳۵ اور اس روایت کو کتاب "الصّواعق المحرقة" کے صفحہ ۷۴ پر بھی ذکر کیا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

رسول خدا ﷺ نے حضرت علیؑ کے سر کے اگلے حصہ کی طرف جو کہ بچپن میں اتنا نرم و نازک ہوتا ہے کہ ہاتھ رکھنے سے دبتا ہے۔ اشارہ کر کے فرمایا جو شخص اس مقام پر تلوار سے ضرب لگائے گا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے ہاتھ کو ریش مبارک پر پھیر کر سر کی طرف اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں تم میں سے شقی ترین شخص اٹھے اور میرے سر کو داڑھی تک خون سے خضاب کر دے!"

اور ابن اثیر اپنے سلسلہ سند کے ساتھ ابو الطُّفیل سے روایت کرتا ہے کہ: انَّ علیاً جَمَعَ النَّاسَ لِلْبَیْعَة ، فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلْجَمِ الْمُرَادیُّ فَرَدَّہَ مَرَّتَیْنِ، ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ: مَا یَحْبِسُ اَشْقَاھَا؟ فَوَاللهِ لَیَخْضِبَنَّ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ. ثُمَّ تَمَثَّلَ:

اشْدُدْ حَیَازِیمَکَ لِلْمَوْت فَانَّ الْمَوْتَ لَاقِیکَا
وَلَا تَجْزَعْ مِنَ الْقَتْلِ اِذَا حَلَّ بِوَادِیْکَا[۱]

ابو الطُّفیل کہتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لئے جمع کیا دوبارہ ملجم مرادی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ کی بیعت کرے مگر آپؑ نے دونوں بار بیعت سے انکار کر دیا اور پھر فرمایا کس طرح امت محمدؐ کے شقی ترین شخص کو روکا جائے؟ خدا کی قسم یہ میری داڑھی

۱۔ "اسد الغابہ"، ج ۴، ص ۳۵۔

Presented by Ziaraat.Com

میرے سر کے خون سے خضاب کرے گا۔ اس کے بعد آپؑ نے اس شعر کو پڑھا: اے علیؑ! اپنے کمر بند کو موت کے لئے محکم کرلے کیونکہ موت تجھ تک پہنچ کر رہے گی اور اس دن سے خوف زدہ مت ہو کہ جب تجھ کو قتل کیا جائے۔

مالک اشتر کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ حضرت علی علیہ السلام کو دیکھتا تھا کہ حالت نماز میں آپؑ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ روح جسم سے ملاء اعلیٰ چلی جاتی ہو اور اپنے خدا سے ملاقات کر رہی ہو اور میں نے کبھی نہیں دیکھا شدید جنگ کے دوران آپ کے ثبات قدم میں لغزش آئی ہو اور موت سے خوف کھایا ہو گویا موت آپ کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام کے ضربت لگنے کے بعد میں آپؑ کی خدمت میں پہنچا اور آپ کی حالت دیکھ کر خود کو آپؑ کے قدموں میں گرادیا اور گریہ کرنا شروع کردیا۔ آپؑ نے فرمایا: ای اصبغ! اٹھو کیوں گریہ کر رہے ہو؟ میرے سامنے جنت کے راستے کھلے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہاں میں جانتا ہوں کہ آپؑ خدا سے ملاقات کا عشق رکھتے ہیں اور جنت کا راستہ آپ کے سامنے ہے میں آپؑ سے جدائی و مفارقت اور اپنی قسمت پر گریہ کرہا ہوں[1]۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۲۰۴۔

Presented by Ziaraat.Com

نور چشم حضرت علی و زہرا سلام اللہ علیہا سید الشہداء امام حسین علیہ السلام جو کہ خدا کے فریضہ اور اس کی ملاقات کے عاشق تھے زندگی کے آخری لمحات میں اپنے خدا سے راز و نیاز کرتے ہوئے فرما رہے تھے: اِلٰهِیْ رِضًی بِقَضَاکَ، تَسْلِیْماً لِاَمْرِکَ،لَا مَعْبُوْدَ سِوَاکَ؛ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ!

تَرَکْتُ الْخَلْقَ طُرّاً فِي هَوَاكَا وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ اَرَاكَا
فَلَوْ قَطَّعْتَنِيْ فِي الْحُبِّ اِرْباً لَمَا حَنَّ الْفُؤادُ اِلَى سِوَاكَا

(پروردگارا! میں تیری قضاء و قدر میں راضی، تیرے امر کے سامنے تسلیم ہوں، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں؛ اے محتاجوں کی مدد کرنے والے۔ پروردگارا! میں نے تیری خواہش میں سب مخلوق کو چھوڑ دیا اور تجھ سے ملاقات کی خاطر اپنی اہل و عیال کو ترک کر دیا، اگر تیری محبت میں میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیے جائیں تو بھی تیرے علاوہ کسی کی سمت میرا دل کوچ نہیں کرے گا۔)

Presented by Ziaraat.Com

تیسری مجلس

موت سے خوف کا سبب

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد وَآلِہِ الطَّاھِرِینَ وَلَعنَۃُ اللهِ عَلٰی اَعدَائِھِم اَجمَعِینَ مِنَ الآنِ اِلٰی قِیَامِ یَومِ الدِّینِ وَلاَ حَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللهِ العَلِیِّ العَظِیمِ[1]۔

قَالَ اللهُ الحَکِیمُ فِی کِتَابِہِ الکَرِیمِ:

"اِنَّ الَّذِینَ لاَیَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ اطمَأَنُّوا بِھَا وَالَّذِینَ ھُمْ عَنْ ءَایَتِنَا غٰفِلُونَ * أُولٰئِکَ مَأْوٰھُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوا یَکْسِبُونَ"[2]

خداوند متعال قرآن کریم کے دسویں سورہ، سورہ یونس کی ساتویں اور آٹھویں دو آیتوں میں ارشاد فرما رہا ہے:

۱۔ یہ مطالب ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کے تیسرے دن بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ سورہ یونس، آیت ۷۔ ۸۔

Presented by Ziaraat.Com

"یقیناً جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ہیں اور زندگانی دنیا پر ہی راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں یہ سب وہ ہیں جن کے اعمال کی بنا پر ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔"

ہماری گذشتہ گفتگو یہاں پر ختم ہوئی تھی کہ انسان کے دنیا میں آنے اور عالم مادہ سے تعلق پیدا کرنے کے بعد، آخرت اور عالم برزخ و قیامت میں نفس انسانی کے منتقل ہونے کو موت کہتے ہیں کیونکہ انسان کا نفس نہ مادی ہے اور نہ ہی اس میں مادی آثار پائے جاتے ہیں بلکہ وہ جوہر مجرد اور لطیف ہے۔

اب چاہے یہ کہا جائے کہ: در حقیقت روح کی خلقت عالم مجرد میں ہوئی اور بدن عالم مادہ میں وجود میں آیا، خداوند متعال نے روح کو عالم مجرد سے نیچے اتار کر بدن کے ڈھانچے میں قرار دیا؛ یہ روح، بدن کے اعضاء و جوارح سے بعنوان آلہ کار خدمت لیتی ہے اور موت کے وقت ایک کاریگر کی مانند اپنے اوزار کو ترک کر دیتی ہے۔اسی نظریہ کو شیخ الرئیس بو علی سینا نے اپنے "قصیدہ عنّیہ" میں بیان فرمایا ہے گرچہ اپنے دیگر آثار کتب میں مباحث نفس کو دوسرے نظریہ کے اعتبار سے بیان کیا ہے[۱]۔

۱۔ شیخ الرئیس بو علی سینا نے اپنے دوسرے آثار کتب مانند "شفا" و "نجات" میں نفس کے بدن سے ایک ایک ساتھ رہنے کو انتخاب کیا ہے لیکن گذشتہ مذکور اشعار میں ان کا نظریہ حکماء اشراق سے نزدیک ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کیفیت حدوث نفس کے متعلق ابن سینا اور صدر المتالہین کے دو متفاوت نظریہ

جیسا کہ شیخ اپنے مشہور و معروف اشعار میں جو کہ آپ کے باب نفس کے عظیم اشعار میں شمار ہوتے ہیں، فرماتے ہیں:

۱۔هَبَطَتْ الیک من المحلّ الارفع
وَرْقَاءُ ذَاتُ تَعَزُّزٍ وَ تَمَنُّع
۲.مَحْجُوْبَة عَنْ کُلِّ مُقْلَة عَارِف
وَهْیَ الَّتی سَفَرَتْ وَلَمْ تَتَبَرْقَع
۳.وَصَلَتْ عَلَی کُرْه الَیْکَ وَ رُبَّمَا
کَرِهَتْ فراقکَ فَهْیَ ذَاتُ تَفَجّع
۴.اَنِفَتْ وَمَا انسَتْ فَلَمّا وَاصَلَتْ
الِفَتْ مُجَاوَرَةَ الْخَرَابِ الْبَلْقَع

یہاں تک فرماتے ہیں:

۱۸. وَ تَعودُ عَالمَةً بِکُلِّ خَفیَّة
فی الْعَالَمینَ فَخَرْقُها لَمْ یُرْقَع
۱۹.وَهْیَ الَّتی قَطَعَ الزَّمَانُ طَریقَها
حَتّی لَقَدْ غَرَبَتْ بِغَیْرِ الْمَطْلَع
۲۰. فَکَاَنَّها بَرْقٌ تَالَّقَ بِالْحِمَی

Presented by Ziaraat.Com

ثُمَّ انْطَوَى فَكَأَنَّهُ لَمْ يَلْمَعِ[1]

نفس انسان کی خلقت کے متعلق ابن سینا کا عقیدہ

شیخ نے اپنے ان اشعار میں روح انسانی اور نفس ناطقہ کو ایک ہوشیار کبوتر سے تشبیہ دی ہے کہ جو بلند پرواز، نسل دار اور بلندترین مقام پر پرواز

---

۱. ان تمام اشعار کو کتاب "لغت نامہ دھخدا" مادۂ ابو علی سینا کے ضمن میں صفحہ ۶۵۳ پر ذکر کیا گیا ہے۔ اور نیز کتاب " جشن نامہ ابن سینا" مولف ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا نے جلد ۱، میں صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ پر بھی ذکر کیا ہے۔ اور صفحہ ۱۱۶ میں تحریر ہے کہ:

اس قصیدہ کی مختلف شروحات ہمارے پاس موجود ہیں مانند شرح شاگرد شیخ ؛ عبد الواحد بن محمد الجوزجانی، شرح عفیف الدین التِلِمسانی (متوفی ۶۹۵ ھ) بنام "الکشف والبیان فی علم معرفۃ الانسان"، شرح سلیمان المحوزی البحرانی، شرح داود الانطاکی، شرح سدید الدین المنّانی، شرح محیی الدین بن العربی، شرح میر سید شریف جرجانی اور متاخرین کی متعدد شروحات۔

نیز یہ بھی تحریر ہے: "یہ قصیدہ متعدد کتب مانند "طبقات الاطبّاء "ابن ابی اصَیبعۃ، جلد ۲، ص ۱۰ و ۱۱ میں اور "نامہ دانشوران" و "کشکول شیخ بھائیؒ" چاپ مصر صفحہ ۱۸۶ میں طبع ہوا ہے۔ اور برون کاراڈروکس (Baron carrade raux) نے اس کو ایک ایشیائی مجلّہ کے شمارہ نمبر ۹ کی جلد نمبر ۴، ص ۱۵۷ و ۱۷۳ میں طبع کیا ہے اور فرینچ زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور ان اشعار کا ترکی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اور فارسی زبان میں ترجمہ آنے والی سطور میں نقل کیا جائے گا۔

اور عربی اشعار کے ذکر کے بعد فارسی اشعار کی شرح پیش کی ہے لیکن شارح معلوم نہیں ہے کہ کون شخص ہے۔ اس لئے کہ شرح کے آخر میں یہ تحریر ہے کہ عَلى يَدِ اضعف عِبَادِ الله، اقلّ الطّلبة غلامحسينِ الطّيبِ، فِى شَهر شعبانِ المعظّم مِن شُهور تسعٍ و تسعين وَ مأتَين بَعد الالف مِن الهِجرَة. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو شارح یہی طبیب غلام حسین ہیں یا ممکن ہے کوئی دوسرا شخص ہو اور غلام حسین نے اس شرح کی کتابت کی ہو کہ جنھوں نے عربی اشعار اور رسالۂ حیّ بن یقظان اور اس کی تفسیر ابی منصور بن زیلہ سے جمع آوری کرکے ایک کتاب کی شکل دی ہے۔"

Presented by Ziaraat.Com

میں مشغول ہو اور اپنے بلند آشیانہ سے بدن کے پنجرے کی طرف نزول کرے۔

اور اس کی تعریف و توصیف میں بیان کرتے ہیں کہ:

۱۔ روح بلند پرواز نے جو کہ پائیدار منزلت کی حامل ہے اور بلند مقام پر فائز ہے اس نے بالاترین مقام و مرتبہ سے بدن کی طرف نزول کیا ہے۔

۲۔ تمام عرفاء کی نگاہوں سے وہ روح لطیف مخفی و پنہان ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس نے اپنے چہرے کو نقاب سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے بلکہ ہمیشہ اپنے رخ سے پردہ کو اٹھائے رکھا ہے اور خود کو عام طور پر آشکار اور نگاہوں کے سامنے ظاہر رکھا ہے۔

۳۔ یہ روح لطیف اور نفس ناطقہ جو اس خاکی بدن سے متصل ہے اپنی رضا و رغبت سے نہیں ہے بلکہ کراہیت اور عدم رضایت سے آئی ہے اور اس سے عجیب تر یہ ہے کہ بدن سے ملنے کے بعد اس سے جدائی پر راضی بھی نہیں ہوتی اور بدن کو چھوڑنے پر آمادہ بھی نہیں ہے اور اس سے جدائی کی صورت میں صف عزا بچھا کر گریہ وزاری کر کے غم واندوہ کا باب کھولدیتی ہے۔

۴۔ نفس ناطقہ دائما اپنے مقام پر مشغول تھا اور عالم مادہ سے اس کا کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور ذاتی طور پر اس نے عالم مادہ سے انس پیدا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

کیا ہے بلکہ جیسے ہی انسان کے بدن سے متصل ہوا اس ویران خرابہ اور خشک ولم یزرع بیابان سے مجاورت و ہمنشینی کی وجہ سے الفت و محبت کر بیٹھا۔

یہاں تک فرماتے ہیں:

۱۸۔ یہ نفس ناطقہ اس کائنات کے ہر پوشیدہ اور پنہاں امر کا علم لے کر اور قصر آفرینش کے تمام راز سے باخبر ہو کر اپنے اصل مقام (جہاں سے آیا ہے) کی طرف پلٹ جائے گا۔ لہٰذا نہ فقط وہ اپنی عارضی پستی سے پاکیزہ اور ذلت و حقارت سے بری ہو گیا بلکہ جیسے ہی نور علم و معرفت سے متصل ہوا اور راز آفرینش میں غوطہ زن ہوا تو اس طرح مقام بلندی پر پہونچا اور اس کے نفس کی اس طرح اصلاح ہوئی گویا اصلاً اس نے نزول ہی نہیں کیا تھا اور نفس کا دامن کسی طرح کی پستی و ذلت سے داغدار نہیں ہوا تھا۔

۱۹۔ اور یہ وہی روح لطیف ہے کہ جس کی راہ کو گزرتے ہوئے زمانے نے کاٹ دیا اور یہ اتنی تیزی کے ساتھ آئی اور گزر گئی جس طرح اس عالم میں اس کے درجات و مقامات کمالیہ طلوع سے پہلے ہی غروب ہو کر مغرب میں پنہاں ہو جائیں۔

۲۰۔ بدن انسانی میں نفس کی مثال اور عالم مادہ سے رابطہ و تعلق بجلی کی مانند ہے کہ جو ناگہاں چمکے اور پردے کو روشن کرکے اتنی تیزی سے خاموش ہو جائے گویا اصلاً نہ نور ساطع ہوا ہے اور نہ بجلی چمکی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ بو علی سینا کا نظریہ خلقت اور روح کی کیفیت بدن سے رابطہ و تعلق برقرار کرنے اور جدا ہونے کے بارے میں ہے۔

نفس انسان کی خلقت کے متعلق ملا صدرا کا عقیدہ

یا یہ کہا جائے کہ: نفس ناطقہ کی خلقت جسمانی تھی اور جوہری حرکت کے اثر اور مراتب ومدارج کمالات طے کرکے روحانی ہو کر مجرد کی صورت اختیار کرلی ہے۔ جس طرح مرحوم صدر المتألھین شیرازی اسی نظریہ کے قائل ہیں اور آپ فرماتے ہیں: اَلنّفْسُ جِسْمانیّةالحدوثِ وروحانیّةُ فِی البقاء۔

اور اسی نظریہ کو مرحوم حاجی ملا ہادی سبزواری نے بھی اختیار کیا ہے اور وہ کتاب "غرر الفرائد" میں فرماتے ہیں:

اَلنّفْسُ فِی الحدوثِ جِسْمانیّةٌ
وَ فِی البَقَاءِ تَکُونُ رُوحَانِیَّةٌ

البتہ اگر نفس کو متحرک اور ہلاکت و نابودی کے نظریہ سے دیکھیں تو ان مراحل کا حامل ہے نہ کہ مرحلہ وقوف وفعلیت میں۔ اس مطلب کی توضیح کے لئے، نفس کو تشبیہ دی ہے کہ وہ اپنے درجات و مراتب کی تکمیل میں، کوئلے کی حرارت کے درجات کی طرح ہے کہ اگر کوئلہ آگ کے نزدیک قرار پائے تو پہلے مرحلہ میں گرم ہوتا ہے اور دوسرے مرحلہ میں سرخ اور تیسرے

Presented by Ziaraat.Com

مرحلہ میں شعلہ اور چوتھے مرحلہ میں روشن ہو جاتا ہے اور نور دینے لگتا ہے اور اسی بنیاد پر شاعر عطّار نے یہ دو مصرعے کہے ہیں:

تن زجان نبود جدا عضوی از وست

جان زکل نبود جدا جزوی از وست[۱]

(بدن روح سے جدا نہیں نے بلکہ اسی کا حصہ ہے، روح مٹی سے جدا نہیں ہے بلکہ اسی کا حصہ ہے)

بہر حال دونوں نظریوں کے اعتبار سے روح کے بدن سے جدا ہونے اور مادی وظاہری آثار سے ترک تعلق کا نام موت ہے یعنی اس جوہر مجرد کا کہ جس کو روح کہا جاتا ہے قید خانہ بدن کو ترک کرکے اپنے مقام رفعت کی طرف پلٹ جانا۔

مرحوم شیخ صدوقؒ اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے رسول اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مَا خُلِقْتُمْ لِلْفَنَآءِ بَلْ خُلِقْتُمْ لِلْبَقَآءِ؛وَ اِنَّمَا تَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلی دَارٍ[۲]۔

۱۔ مرحوم سبزواری نے "شرح منظومہ" کے حاشیہ "غرر نفس ناطقہ" میں صفحہ ۲۶۱ چاپ ناصری پر ذکر کیا ہے۔

۲۔ رسالہ "الانسان بعد الدنیا" علامہ طباطبائی، ص۲۔ اور اس حدیث کا صلی متن شیخ صدوقؒ کے رسالہ "عقائد" میں موجود ہے جیسا کہ علامہ مجلسیؒ نے "بحار الانوار"، ج۱۴، ص۴۰۹ پر تحریر فرمایا ہے کہ: قَالَ الصَّدُوْقُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فِی رِسَالَةِ ((الْعَقَائِد)): قَوْلُ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِه وَسَلَّمَ: مَا خُلِقْتُمْ لِلْفَنَآءِ بَلْ خُلِقْتُمْ لِلْبَقَآءِ؛وَ اِنَّمَا تَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلی دَارٍ۔

Presented by Ziaraat.Com

"اے اولاد آدم تمہیں نابود اور معدوم ہونے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہمیشہ باقی رہنے کے لئے وجود عطا کیا گیا ہے اور تم موت کے ذریعہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف کوچ کرتے ہو۔"

اور "علل الشرائع" میں سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کے ضمن میں روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: " فَهٰكَذَا الانْسَانُ خُلِقَ مِنْ شَانِ الدُّنْيَا وَ شَانِ الْاٰخِرَة. فَاذَا جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُما صَارَتْ حَيَاتُهُ فِى الْاَرْضِ، لاَنَّهُ نَزَلَ مِنْ شَانِ السَّمَآءِ الى الدُّنْيَا۔ فَاذَا فَرَّقَ اللهُ بَيْنَهُما صَارَتْ تِلْكَ الْفُرْقَةُ الْمَوْتَ، تُرَدُّ شَانُ الْاُخْرَى الَى السَّمَآءِ. فَالْحَيٰوةُ فِى الْاَرْضِ وَالْمَوْتُ فِى السَّمَآءِ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ يُفَرَّقُ بَيْنَ الْاَرْوَاحِ وَالْجَسَدِ فَرُدَّتِ الرُّوْحُ وَالنُّوْرُ اِلَى الْاُولَى وَتُرِكَ الْجَسَدُ لِاَنَّهُ مِنْ شَانِ الدُّنْيَا"الحديث[۱]-

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے اور ان دو چیزوں سے ملکر وجود میں آیا ہے ایک امر دنیوی اور دوسرے امر اخروی۔ جب خداوند متعال ان دو امر کو جمع کرتا ہے تو دنیامیں انسان کی خلقت ہوتی ہے کیونکہ حکم الٰہی سے روح؛ آسمان سے زمین پر نازل ہو جاتی ہے اور جس وقت خداوند متعال ان دونوں کے درمیان تفرقہ اور جدائی ڈالتا ہے تو اس جدائی کی حقیقت کا نام موت ہے یعنی روح جو کہ امر اخروی ہے آسمان کی طرف پلٹ جاتی ہے لہٰذا اس اعتبار سے

۱۔ "علل الشرائع" طبع نجف (سنہ ۱۳۸۵) ص۱۰۷، در باب ۹۶، : علّة الطّبائع والشهوات والمحبّات.

زندگی زمین پر ہے اور موت آسمان پر؛ اجسام و ارواح کے درمیان جدائی کی وجہ سے روح اپنے اصلی مقام اور پہلی قدرت کی طرف پلٹ جاتی ہے اور جسم کہ جس کی حقیقت مادی اور دنیوی ہے زمین پر رہ جاتا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں موت کو حق سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی موت ایک حقیقت ہے نہ کہ کوئی حادثہ یا تخیّل و تصور انسانی۔

وَجَاءَت سكْرَةُالْمَوْتِ بِالحَقّ ذٰلك مَاكُنت منْهُ تحيدُ[۱]

"سکرات موت کا آنا حق ہے اور یہ وہی امر ہے کہ جس سے تو دوری اختیار کرتا تھا۔"

انسان پر فرشتوں کے مسلط ہونے کی کیفیت

اور اس کے بعد اور پہلے والی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الانسنَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسوسِ به نَفْسهُ وَ نحْنُ أَقْرَب إِلَيْه منْ حَبْل الْوَريدإِذْ يتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيمينِ وَ عَنِ الشمَالِ قَعيدٌ مَّا يَلْفظ من قَوْلٍ إِلا لَدَيْه رَقيبٌ عَتيدٌ وَ جَاءَت سكْرَةُ الْمَوْت بِالحَقّ ذٰلك مَا كُنت منْهُ تحيدُ وَ نُفخَ فى الصورِ ذٰلك يَوْمُ الْوَعيد وَ جَاءَت كلُّ نَفْسٍ مَّعهَا سائقٌ وَ شهِيدٌ لَّقَدْ كُنت فى غَفْلَة مِّنْ هَذا فَكَشفْنَا عنك غطاءَك فَبَصرُك الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔[۲]

۱۔ سورہ ق آیت ۱۹۔

۲۔ سورہ ق، آیت ۱۶ تا ۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

"اور با تحقیق ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ اس کا نفس کیا کیا وسوسے پیدا کرتا ہے اور ہم اس سے رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں۔جبکہ دو لکھنے والے فرشتے جو داہنے اور بائیں بیٹھے ہیں اس کی حرکتوں کو لکھ لیتے ہیں وہ کوئی نیک و بدکام انجام نہیں دیتا ہے مگروہ ضبط کر لیتے ہیں وہ کوئی بات منھ سے نہیں نکالتا ہے مگر وہ دونوں فرشتے نگہبان اس کے پاس موجود رہتے ہیں اور موت کی بیہوشی یقیناً طاری ہو گی کہ یہی وہ چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا اور پھر صور پھونکا جائے گا اور خداوند متعال کی بارگاہ میں تمام مخلوقات کو حاضر کیا جائے گا کہ یہ وہی وعدہ کا دن ہے اور ہر نفس کو اس انداز سے آنا ہو گا کہ اس کے ساتھ ہنکانے والے اور گواہی دینے والے فرشتے بھی ہوں گے۔ یقیناً تم اس کی طرف سے غفلت میں تھے اور ہم نے غفلت کے پردے کو تمہاری نگاہوں سے اٹھادیا ہے اور بصیرت کے حجاب کو کنارے کر دیا ہے اور اب تمہاری نگاہ بہت تیز ہو گئی ہے،اور تمہاری بصیرت موت کے بعد کے مراحل و منازل کو درک کر رہی ہے اور اس کی حقیقت تک پہونچ جائے گی۔"

لہٰذا یہ انسان کی ہوشیاری و فطانت میں سے ہے کہ وہ موت کے حقیقی معنی و مفہوم کو درک کرے اور خود کو اس کے لئے آمادہ کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس روایت کا مطلب "سب سے ہوشیار مومن وہ ہے کہ جو موت سے باخبر ہو"

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب "العدل والمعاد" میں بزرگ و عظیم محدث حسین بن سعید کی دو کتابوں سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنے اسناد کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ: **قَالَ:سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ: اَىَّ الْمُوْمِنِيْنَ اَكْيَسُ؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ ذِكْراً لِلْمَوْتِ وَ اَشَدُّهُمْ اسْتِعْدَاداً لَهُ**[۱]۔

"حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ مومنین میں سے کون شخص فہم و فراست میں سب سے زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص جو موت کا زیادہ ذکر کرے اور خود کو موت کے لئے بہتر انداز میں آمادہ کرے۔"

اور اسی طرح کتاب "روضۃ الواعظین" میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[۲] اور "امالی" میں شیخ صدوقؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[۳] سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:
اَكْيَسُ النّاسِ مَنْ كَانَ اَشَدَّذِكْراً لِلْمَوْتِ.

۱۔ بحار الانوار، ج ٦، ص ۱۲٦۔

۲۔ بحار الانوار، ج ٦، ص ۱۳۵۔

۳۔ بحار الانوار، ج ٦، ص ۱۳۰۔

Presented by Ziaraat.Com

"لوگوں میں سب سے بہترین، زیرک ترین اور باشعورترین وہ افراد ہیں جو موت کو یاد کرنے میں قوی ہیں۔"

اگر موت کا مطلب امر معلوم و مشہود اور روح کا بدن سے منقطع ہونا اور سلسلہ فعالیت کا ختم ہونا ہے تو انسانوں میں کسی بھی طبقات کے افراد کے لئے موت قابل تردید ہی نہیں بلکہ واضح و روشن اور بدیہی ہے۔

پس وہ کون سی موت ہے جس کا ذکر موثر ہے اور جس کے لئے آمادہ ہونا مفید ہے اور اس پر یقین رکھنا انسان کے فضائل و کمالات کے اضافہ کا سبب ہے خصوصاً خداوند متعال اور اس کی عدالت کے گرویدہ ہونے کا باعث ہے؟

واضح اور روشن ہے کہ اس سے مراد وہی منازل اور مراحل ہیں کہ جو انسان موت کے بعد طے کرتا ہے اور وہاں انسان کا کردار و عمل مجسم ہو کر اس کے پاس پہونچتا ہے۔ یہی وہ مقام و منازل ہیں جو شک و تردید کا سبب قرار پاتے ہیں اور اسی وجہ سے انبیاء واولیاء کو سخت ذمہ داری اور دشوار تبلیغ سے دچار ہونا پڑا اور حکماء وفلاسفہ نفس مجرد اور بقاء نفس کے ثبوت کے لئے براہین ودلائل پیش کرتے ہیں اور اس کو ثابت کرکے مرحلہ یقین تک پہنچاتے ہیں۔

اس شک و تردید کا سبب یہ ہے کہ انسان ان تمام منازل و مراحل اور مجسم شدہ اعمال کو اسی دنیا میں محسوس کرنا چاہتا ہے اور مادی قوت و اعضاء وجوارح کے ذریعہ سے ان منازل کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرتا ہے جب

Presented by Ziaraat.Com

کہ یہ چیز محال ہے لہٰذا انسان شک و تردید میں پڑ جاتا ہے۔ اس کے محال اور ناممکن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ فرض اور حقیقت یہ ہے کہ یہ منازل و مراحل موت کے بعد پیش آنے ہیں نہ کہ موت سے پہلے۔ اگر موت سے پہلے ہی یہ مراحل و منازل پیش آجائیں تو قیامت کا مفہوم ختم ہو جائے گا اور پھر یہ منازل، موت کے بعد والے منازل نہیں کہلائیں گے بلکہ ان کا دنیا ہی کے منازل میں شمار ہوگا جیسا کہ انسان کے لیے روز مرہ کے امور، تاریخ اور حوادث زندگی میں پیش آتے ہیں۔

موت کے بعد کے حالات سے باخبر ہونا صرف عالم تجرد میں ممکن نہیں ہے

اور دیگر یہ کہ ادلۂ یقینیہ کے مطابق نفس کے مجرد ہونے، نفس ناطقہ کے باقی رہنے اور جس چیز کا ادراک انسان مرنے کے بعد کرے گا اس کا ادراک ظاہری حواس اور مادی قوت کے ذریعہ ناممکن ہے۔ جس طرح انسان دنیا اور عالم بدن میں ان حواس کے ذریعہ کام لیتا ہے اس طرح بدن کے نابود ہونے اور نفس کے مجرد ہونے کے بعد بھی کام لے سکے اور ان کے ذریعہ اس عالم کو درک کر سکے یہ ناممکن ہے۔ مثلاً کس طرح ممکن ہے کہ یہ تصور کیا جائے کہ جس چیز کا ادراک مرنے کے بعد اور بدن کے نابود ہونے کے بعد قوی مجردہ کے ذریعہ ہوتا ہے ان کا حواس ظاہری اور مادی قوت کے ذریعہ کیا جائے اور

Presented by Ziaraat.Com

وجدان ان کو بطور مشہود و مملوس مشاہدہ کرے؟۔ لہٰذا انسان کوشش کرتا ہے کہ موت کے بعد کے اسرار ور موز (یعنی وہ راز کہ جن کی حقیقت کو مرنے کے بعد دریافت کرنا چاہئے تھا) کو زندگی وحیات (یعنی موت سے قبل) درک کرلے جب کہ یہ ہر گزنہ ان کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ان کا ادراک کرسکتا ہے اس لیے کہ اگر انسان اس عالم کے حالات کو اس دنیا میں اپنے حواس ظاہری و مادی قوتوں سے درک کرلے تو وہ عالم تجرد نہیں رہے گا، نہ وہ موت ہوگی اور نہ وہ قیامت، لہٰذا انسان ان کو درک نہ کرنے کی وجہ سے شک وتردید میں رہتا ہے۔اسی طرح خداوند عالم کی ذات میں شک اور تردید کرنے میں بھی یہی علت وسبب پایا جاتا ہے، اس لیے کہ انسان یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالی کے بلند وبالا وجود کو ظاہری حواس کے ذریعہ درک کرے جبکہ فرض مسألہ یہ ہے کہ وہ وجود مقدس قابل محسوس نہیں ہے پس کس طرح حواس کے ذریعہ لمس کیا جاسکتا ہے؟

یا انسان یہ چاہتا ہے کہ خداوند متعال کی ذات کو قوت فکر اور تخیلات کے ذریعہ درک کرے جبکہ فرض مسألہ یہ ہے کہ وہ وجود سبحانہ، خالق ازلی غیر متناہی ولا محدود ہے پس کس طرح ممکن ہے کہ یہ تصور کیا جائے کہ اس کی ذات مقدس ذہن میں سما جائے یا انسان کی فکری طاقت اس کو تسخیر کرکے ذہن کی زنجیروں میں قید وبند کرلے؟ یہ فرض مسئلہ کے بر خلاف ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جس طرح اجمالی طور پر خداوند متعال کے وجود کا معتقد ہونا ضروری ہے اور اس کی حقیقی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی مگر موت کے بعد اور اس کی ذات میں فنا ہونے کے بعد، اسی طرح عوالم کے وجود کا بھی اجمالی اعتقاد ضروری ہے جس کے ادراک کا موت کے بعد قلب اور وجدان گواہی دیتا ہے کہ اس کی حقیقی معرفت اور کیفیت و خصوصیات کا علم، موت کے بعد ہوگا۔ موت سے پہلے اس کے ادراک کی کوئی صورت نہیں ہے۔ کیونکہ موت کا معنی عالم طبیعت سے گزر کر عالم مجرد جو کہ عالم طبیعت سے بالاتر ہے، کوچ کرنا ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جبکہ جسم کی حرکت ختم نہ ہو جائے اور ظاہری و باطنی حواس کام کرنا بند نہ کردیں لہٰذا مادی نگاہ اور مادی حرکات سے ادراک ناممکن ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان مادی ذرائع سے موت اور اس عالم کا ادراک کریں لہٰذا یہ معنی غیر قابل قبول ہے اور متحقق ہونے والا نہیں ہے لہٰذا انسان شک و تردید میں پڑ جاتا ہے کہ موت کے بعد کیا ہوگا۔ کیا موت کے بعد حساب و کتاب بھی ہے یا انسان اسی مادی مجموعہ کا نام ہے اور موت کے بعد فنا و نابود ہو جائے گا۔ اور نفس کا وجود بھی مٹ جائے گا۔ کان لم یکن شیئاً مذکورا۔

Presented by Ziaraat.Com

موت ایک ایسا یقینی مسئلہ ہے کہ جس کے بارے میں شک کی طرح برتاؤ ہوتا ہے

شیخ صدوقؒ نے کتاب خصال میں اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد برقی سے انہوں نے ابن ابی عُمیر سے انہوں نے حمزہ بن حمران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

لَمْ يَخلُق اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَقِيْناً لَا شَكَّ فِيْهِ اَشْبَه بِشَكٍّ لَا يَقِيْنَ فِيْهِ مِنَ الْمَوْتِ[1]۔

"خداوند متعال نے کسی بھی امر مسلم و یقینی کو پیدا نہیں کیا کہ جس میں کسی طرح کا کوئی بھی شک و شبہ نہ پایا جائے کہ وہ ایسے شک سے شباہت رکھتا ہو کہ جس میں موت کی طرح یقین ہو۔"

۱۔ "خصال" طبع ۱۳۸۹ھ ص ۱۴؛ اور یہ روایت کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" طبع نجف، جلد ۱، باب نوادر نوادر از کتاب اموات، ص ۱۱۲۴ میں مذکور ہے اور "تاریخ یعقوبی" طبع دار صادر بیروت ۱۳۷۹ھ میں بھی جلد ۲، ص ۱۰۰ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات اور خطبوں میں نقل کیا گیا ہے: خَطَبَ (رَسُولُ اللّٰه) عَلى نَاقَته فَقال: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! كَاَنَّ الْمَوْتَ عَلَى غَيْرِنَا كُتِبَ، وَكَاَنَّ الْحَقَّ عَلَى غَيْرِنَا وَجَبَ، وَكَاَنَّ الَّذِيْنَ يُشَيِّعُوْنَ مِنَ الْاَمْوَاتِ سَفْرٌ عَمَّا قَلِيْلٍ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ. نُبَوِّئُهم اَجْدَاثَهُمْ وَ نَاكُلُ تُرَاثَهُمْ كَاَنَّا مُخَلَّدُوْنَ بَعْدَهُمْ، قَدْ نَسِيْنَا كُلَّ وَاعِظَةٍ، وَءَامَنَّا كُلَّ جَائِحَةٍ. طوبى لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُه عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ، وَاَنْفَقَ مِنْ مالٍ قَداكْتَسَبَهُ مِنْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَ رَحِمَ وَ صَاحَبَ اَهْلَ الذُّلِّ وَالْمَسْكَنَةِ، وَ خَالَطَ اَهْلَ الْفِقْهِ وَالْحِكْمَةِ. طُوْبَى لِمَنْ اَذَلَّ نَفْسَهُ، وَ حَسُنَتْ خَلِيْقَتُهُ وَ صَلُحَتْ سَرِيْرَتُهُ، وَ عَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهُ، وَ وَسِعَتْه السُّنَّةُ وَ لَمْ يُبْعِدْها اِلَى الْبِدْعَة.

Presented by Ziaraat.Com

اور مذکورہ روایت کی طرح اور کچھ زیادہ وضاحت کے ساتھ مرحوم سید ابن طاوؤس نے کتاب "فلاح المسائل" میں کتاب "اشعثیّات" سے محمد بن محمد ابن اشعث سے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے[۱]۔

موت ایک امر حق و یقین کا نام ہے کہ جس میں کسی طرح کا شبہ اور کسی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے لیکن وہ ہی ایسا امر مشکوک بھی ہے کہ بہت سے افراد اس کو ایسی مشکوک اور شبہ انگیز نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا اس کی کوئی حقیقت و واقعیت ہی نہیں ہے۔

موت کے مانند کوئی شئی نہیں ہے جبکہ تمام افراد اپنے بھائیوں، بہنوں، ماں، باپ، اولاد، دوستوں، ہمسایوں، ہمنشینوں اور ہم عمر افراد کو اپنی نگاہوں کے سامنے مرتا ہوا دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح انہوں نے دنیا کے رنج وزحمات اٹھائے مگر ان کے لئے متاع دنیا میں سے ذرہ برابر کچھ باقی نہیں رہا ہے سب کو چھوڑ کر تنہا خود خاک میں مل گئے ہیں مگر پھر بھی ان کا کردار ان کے اعمال انہیں افراد کے مانند ہیں اور یہ بھی انہیں کی طرح اسی دیار میں چلے جائیں گے یہ اس فکر میں ہیں کہ خداوند متعال نے موت کو ان کے لئے خلق

۱۔ بحار الانوار، ج ۶، ص ۱۳۷۔

Presented by Ziaraat.Com

نہیں فرمایا ہے بلکہ موت فقط انہیں افراد سے مخصوص تھی جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں۔

زندہ افراد کے لئے گویا موت نہیں ہے اور جو افراد مر چکے ہیں اپنی زندگی میں وہ بھی یہی سوچتے تھے کہ ہمارے لئے موت نہیں ہے اور کہتے تھے کہ موت انہیں لوگوں کے لئے تھی جو مر چکے ہیں لیکن یہ غلط فہمی کے شکار ہیں موت سے ان کو بھی فرار نہیں ہے۔

موت ایسا یقین ہے کہ جو شک سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے اس قدر مشابہ ہے گویا اصلاً دنیا میں موت واقع ہی نہیں ہوئی ہے اور جو افراد بھی اس دنیا سے گزر چکے ہیں ان کے لئے موت مشکوک ہی ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے صد در صد اس کے برعکس ہے۔ تمام موتیں یقینی تھیں اور کسی بھی فرد کی موت مشکوک نہیں رہی ہے۔

مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ موت ایسا اونٹ ہے جو ہر گھر کی چوکھٹ پر بیٹھے گا اب دیکھنا یہ چاہیئے کہ کس سبب کی بنا پر لوگوں کے ذہن میں موت کا برعکس تصور پایا جاتا ہے اور یقین و شک نے اپنی جگہ کو ایک دوسرے کے سپرد کر دیا ہے۔

زندگی دنیا کے دو رخ ہیں کہ جن کو علم قرآن کی زبان میں ظاہر اور باطن سے تعبیر کیا جاتا ہے دنیا کا ظاہر، اس کی شادابی اور زیبائی سے دلبستگی پیدا

Presented by Ziaraat.Com

کرنا اور شہوات ولذات میں خود کو غرق کرنا ہے گرچہ صحت و سلامتی کے ہمراہ ہی کیوں نہ ہو، لیکن اس کے باطن میں اخلاق، پاکیزہ نیت، شفاف چشم، پاکیزہ گفتار، خدمت، ایثار، خدا کی بندگی اور علم و تقویٰ و معرفت ہے۔

لوگوں کا موت سے فرار کرنے کا حقیقی سبب

جو لوگ دنیا میں زندگی بسر کرکے دنیا کے ظاہر سے دلبستگی پیدا کر لیتے ہیں اور کبھی ان کو باطن سے سروکار نہیں رہتا اور اپنے وجدان سے کہ درحقیقت جس کا تعلق خداوند متعال سے ہے، قوت نہیں لیتے اور ادراک ظاہر و باطن کو بروئے کار نہیں لاتے بلکہ سرسری اور بغیر کسی حساب وکتاب اور ذمہ داری کے سمجھے بغیر، بدون ہدف زندگی بسر کرتے ہیں، ان کے دل میں ہمیشہ دنیا کی محبت اور اس کے آثار اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ گویا ان کے ذہن میں دنیا کے علاوہ کسی محبوب کا تصور نہیں آتا۔ ایسے افراد کے لئے موت بہت زیادہ سخت ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے جو عمر دنیا کی نذر کی ہے وہ ان کے وجود کا سرمایہ تھی مگر انہوں نے اپنی عمر کے ہر لحہ کو دنیوی امور مانند مال و جاہ و حشم کی جمع آوری میں صرف کر دیا اور اپنی ہستی کو لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے کے لئے زحمات میں ڈالا، اولاد کی خاطر رنج اٹھائے اور مشکلات کا سامنا کیا، سرمایہ کو جمع کیا اور اسی پر تکیہ و اعتماد کیا، گرمی اور سردی میں اپنی عمر کے ایّام، گھنٹے اور دقایق کو ان امور کے حصول کے لئے خرچ کر ڈالا خلاصہ یہ کہ تمام

Presented by Ziaraat.Com

دوران عمر جو کہ سالوں، مہینوں، روز وشب گھنٹوں و منٹوں اور لحظات پر مشتمل ہے ان امور کے حصول میں صرف کردیا لہٰذا مجبوراً ان میں سے ہر ایک سے محبت اور دلبستگی پیدا ہو چکی ہے اور ان میں سے ہر ایک امر زنجیر کے مانند دل اور اس کی چاہت کو اپنے اندر جکڑ لیتا ہے۔

اب ایسا شخص کہ جس نے اپنے دل کو ہزاروں زنجیروں سے وابستہ رکھا ہو ان میں سے ہر ایک زنجیر اس کے دل کو اپنی طرف کھینچ رہی ہو، دوست واحباب اپنی طرف، اولاد و بیوی اور خاندان اپنی سمت، طولانی آرزوئیں اپنی طرف کہ جن کو اس نے اپنے وہمی خیالات سے پروان چڑھایا ہے ایسا شخص دنیا سے دار آخرت کی طرف کس طرح جائے گا؟

یعنی زاد سفر کو باندھے اور اس دنیا کو وداع کہے جس میں دوبارہ پلٹایا نہیں جائے گا ایک لمحہ کے لئے بھی دوبارہ اس دنیا کا چہرہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا اور یہ تمام تخیلات کی بلڈنگیں اور محبوب چیزیں زیر خاک دفن ہو جائیں گی اور حتی جس بدن سے وہ عشق ولگاؤ رکھتا تھا اور جسم پر ذرّہ برابر خراش کے آنے سے ڈاکٹر سے متوسل ہوتا تھا، اپنے اسی بدن کو اپنی نگاہوں سے زیر خاک ہوتا ہوا دیکھے گا اور اسے زمین میں سانپ اور کیڑوں کی نذر کر دے گا اور اس کا مدفن زمین میں رہنے والے حشرات کی آمد ورفت کا محل قرار پائے گا۔ اس کے بدن کے سوراخ سانپ اور بچھوؤں کی آمد ورفت کی راہ بنیں گے اور سنگین

Presented by Ziaraat.Com

خاک اس کے جسم پر ڈالی جائے گی اور وہ قبر میں خاک و خاکستر میں تبدیل ہو جائے گا۔ان تمام چیزوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے مجسم دیکھتا ہے۔

اور دوسری طرف اس نے عقل و شعور سے کام نہیں لیا راہ آخرت کو روشن نہیں کیا؛ احکام و شریعت سے آگاہی حاصل نہیں کی، باطنی علوم اور تجرد نفس کے ساتھ ہمیشہ جنگ وجدال رکھا، راہ عدالت سے منحرف رہا اور اپنے اور تمام افراد کے حقوق کی نسبت جو کہ خداوند متعال کے نزدیک محترم تھے، تجاوز کیا اور مقام بندگی خدا سے خارج رہا، اس نے اپنے سر کو اس کے مقابل تسلیم نہیں کیا کہ جس نے دنیا کے تمام عجیب اور حیرت انگیز مناظر کو ظاہر کیا ہے۔ اس نے نہ ایثار کا مظاہرہ کیا اور نہ غریب ومساکین کو سہارا دیا اور نہ ہی عمل صالح کے ساتھ اپنی جان کو عالم حیات سے زندہ کیا اور تاریک و سخت راہوں کے لئے چراغ اور روشنی کا اہتمام بھی نہیں کیا ایسی حالت اور کیفیت میں یہ شخص دنیا سے جانا چاہتا ہے! ان مشکلات کے ساتھ کہ جنہوں نے ہر طرف سے اس کا احاطہ کر رکھا ہے اور اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے، حیرت زدہ، خسارت زدہ اور گھاٹے و حسرت اور ندامت جو کہ اس کے پورے وجود کو ڈھانپے ہوئے ہے، اس دنیا سے کوچ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی رحلت کا وقت آ پہنچا ہے اور اب جبران کا وقت بھی نہیں ہے۔

اور اگر خصوصاً دنیا کے ان فانی امور تک رنج و زحمات سے پہنچا ہو اور ان کو مشقت سے حاصل کیا ہو تو ان سے محبت زیادہ ہو گی جس کے نتیجہ میں

Presented by Ziaraat.Com

ان سے دل ہٹانا مشکل ترین مسئلہ ہے کیونکہ جس قدر جس چیز کے حصول کے لئے کوشش اور زحمات زیادہ ہوتی ہیں اسی مقدار میں اس شئی سے محبت اور دلبستگی شدید تر ہوتی ہے اور اس سے دل ہٹانا مشکل تر ہوتا ہے۔

اگر ان مذکورہ صفات رکھنے والے شخص سے کہا جائے کہ ایک سال یا مثلاً دس سال بعد تمہیں موت آنے والی ہے اس کی نظروں سے دنیا تاریک ہو جائے گی۔ گویا اس سے یہ کہنا اس پر تمام عذاب کا وارد کرنا اور اس کے سر پر پہاڑ توڑ دینا ہے۔

مومن خداوند عالم سے رابطہ کی وجہ سے موت سے نہیں ڈرتا

لیکن اس مومن سے کہا جائے کہ جس نے اپنے خدا سے تعلق پیدا کیا ہے اور تہذیب نفس اور تزکیہ اخلاق کے ذریعہ خود کو عظیم مقام تک پہونچایا ہے اور اس ظاہری اور پست دنیا سے گزر کر باطن دنیا کی طرف ہجرت کی ہے اور موجودات عالم تجرد و علت اور عبودیت خدا سے رابطہ پیدا کیا ہے اور حکم الٰہی کی اطاعت و پیروی میں نفس امارہ کو گذشت، ایثار و انفاق، جہاد، نماز وروزہ، مخلوق کے ساتھ عدل وانصاف اور فقراء ومساکین وغیرہ کو سہارا دینے میں کوتاہی نہ کرنے میں صیقل کیا ہے، اس سے کہا جائے کہ تو ایک دن یا مثلاً ایک گھنٹہ بعد مر جائے گا تو اس کا جواب یہ ہوگا! الحمد للہ اس دنیا سے ملک

Presented by Ziaraat.Com

جاویدانی کی طرف کوچ کرتا ہوں اور حرم میں داخل ہو کر احرام باندھتا ہوں اور اپنی جان کو محبوب ازلی کی خدمت میں فدیہ قرار دیتا ہوں۔

این جان عاریت که به حافظ سپرده دوست
روزی رخش ببینم و تسلیم وی کنم

(خالق حقیقی نے حافظ کو یہ جان عاریت کے طور پر دی ہے ایک روز میں اس کے چہرے کو دیکھوں گا اور یہ جان اس کو تسلیم کر دوں گا)

❋ ❋ ❋

روزها حرف من اینست و همه شب سخنم
که چرا غافل از احوال دل خویشتنم
از کجا آمده ام، آمدنم بهرچه بود
به کجا می روم آخر ننمائی وطنم
مرغ باغ ملکوتم نیم از عالم خاک
دو سه روزی قفسی ساخته اند از بدنم
خنک آن روز که پرواز کنم تا بر دوست
به هوای سر کویش پر وبالی بزنم
من به خود نامدم اینجا که به خود باز روم
آنکه آورده مرا باز برد در وطنم[1]

(شب و روز میری گفتگو یہی ہے کہ کیوں میں اپنے دل کے احوال سے غافل ہوں، میں کہاں سے آیا ہوں اور میرے آنے کا مقصد کیا تھا، میں کہاں

۱۔ میر خانی کی "مثنوی" کے چوتھے چیپٹر کا آخری حصہ، ص ۴۲۰۔

Presented by Ziaraat.Com

جارہا ہوں کیوں مجھ کو میرا اصلی وطن نہیں دکھایا جاتا، میرے ملکوتی باغ کے پرندے کا آدھا حصہ اس عالم خاک سے ہے کہ جس کو بند کرنے کے لیے میرے بدن سے دو تین دن کے لیے پنجرہ بنایا ہے، وہ دن کتنا اچھا ہوگا کہ میں اپنے حقیقی مالک کی جانب پرواز کروں گا تاکہ اس کے کوچہ کی ہوا میں اپنے پروں سے پرواز کروں گا، میں یہاں پر خود نہیں آیا ہوں کہ خود ہی چلا جاؤں جو مجھے یہاں لایا ہے وہ خود ہی میرے وطن مجھ کو واپس لے کر جائے گا)

وہ ایک ایسا وسیع و عریض اور عظیم عالم ہے کہ جہاں غصہ اور خستگی نہیں ہے اور ذہنی امراض، خوف دشمن اور ڈرانا دھمکانا نہیں ہے بلکہ وہاں عالم حیات ہے زندگی خالص ہے، مرکز نشر حیات ہے، جمال مطلق ہے، پاک اور مجرد موجودات کے نور کی روشنی، فرشتوں، انبیاء اور ائمہ واولیاء خدا کی پاک اراوح ہیں وہاں خداوند کی عظمت کا خزانہ اور نور محض اور عرفان خالص ہے۔

لٰہذا مومن کے لئے پریشانی کا مقام نہیں ہے بلکہ مومن ایسی موت کا دل سے استقبال کرتا ہے اور اس کو آگے بڑھ کر گلے لگاتا ہے۔

اگر بالفرض کسی شخص نے دنیا میں بہترین آسائش اور عظمت کے ساتھ زندگی بسر کی ہو اور اس کے لئے تمام قسم کا جمال اور شرعی لذّات میسّر بھی رہی ہوں پھر بھی اس سے کہا جائے کہ تجھے موت آنے والی ہے تو بھی وہ

Presented by Ziaraat.Com

خوشحال ہو کر یہی کہتا ہوا نظر آتا ہے: وَالآخِرَةُ خَيرٌ وَأَبْقَى[1] " بیشک آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔"

عالم بقاء و عرفان ہے وہ بغیر حساب حقایق کے کشف و ادراک کا مقام ہے۔ لہٰذا مومن موت کی خبر سنتے ہی جلد حرکت کرتا ہے اور آسانی سے اس سفر کو طے کرلیتا ہے اور اگر کافر کہ جس نے عالم معنی سے رابطہ کو منقطع کررکھا ہے اس کے سامنے تمام قسم کے مصائب و بلائیں، رنج و مرض اور فقر و تنگدستی بیان کرکے کہا جائے کہ ایک روز موت تمہارے دامن گیر ضرور ہوگی تو وہ بھی اس کو قبول کرنے پر راضی نہیں ہوگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس جگہ جارہا ہے جس کا دائرہ اس کے لئے تنگ تر، سخت تر، تاریک تر ہے اور اس کی طبیعت سے سازگار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اس عالم میں محض غریب کی مانند رہے گا۔

مومن، موت کا مشتاق ہے

مومن کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہوتا ہے اور کافر کا باطن اس کے ظاہر سے آلودہ تر ہوتا ہے۔

مومن اپنے دل میں لقاء خدا کی آرزو و تمنا رکھتا ہے اور اس کے لئے راستہ بھی ہموار ہے کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ اس کی زندگی کی تمام زحمات

۱۔ سورہ اعلیٰ، آیت ۱۷۔

Presented by Ziaraat.Com

خداوند متعال کی راہ میں ضایع اور باطل نہیں ہوں گی اور وہ یہ جانتا ہے کہ جیسے اس مرحلے سے باہر قدم رکھے گا اس کا تمام سرمایہ اس کے سامنے آمادہ اور پیش ہو جائے گا۔ اس کا اجر و ثواب، جنت و رضوان اور اپنے محبوب سے ملاقات کا اشتیاق اور اس کے حضور حاضر ہونا اور جو کچھ بھی اس کے لئے دنیا میں مخفی تھا وہاں ظاہر و آشکار ہو جائے گا۔ اور پردے و حجابات جو کہ فی الجملہ مرحلہ تجرد پر پہونچنے سے مانع تھے، ختم ہو جائیں گے اور موت کو گلے لگا کر کامیابی اور خوشحالی سے حضرت حق کے جمال کی زیارت سے مشرف ہوگا اور وہاں ابدی وصال و ملاقات ہوگی لہٰذا یہ موت مومن کے لئے شب زفاف و وصال کے مانند ہے۔

حافظ کہتے ہیں:

روز هجران و شب فُرقت یار آخر شد
زدم این فال وگذشت اختر وکار آخر شد
آن همه ناز و تنعّم که خزان میفرمود
عاقبت در قدم باد بهار آخر شد
صبح امّید که شد معتکف پردهٔ غیب
گو برون آی که کار شب تار آخر شد
شکر ایزد که به اقبال کُله گوشه گل
نخوت باد دی و شوکت خار آخر شد[۱]

۱۔ دیوان حافظ طبع (سنہ ۱۳۱۸) ص ۱۰۴، غزل ۲۳۳۔

Presented by Ziaraat.Com

(میرے یار کا روز ہجر و شب فرقت آخر کار تمام ہوئی میں نے یہ فال کھولی اور ستارہ نکلا کہ وقت آخر ہے، موسم خزاں میں وہ تمام ناز نعمتیں جو مجھ کو حاصل تھیں آخر کار موسم بہار کی ہواؤں نے سب ختم کر دیں، صبح امید پردہ غیب میں معتکف ہو گئی گویا کہ تاریکی شب کا اختتام ہوا، خدا کا شکر ہے کہ پھول کے کنارے باد صبا چلی اور خار کی نخوت و تبکر کا ختم ہو گیا)

جناب مومن کی داستان اور ان کی مشہد کے راستے میں ایک بندہ الٰہی سے ملاقات

شیراز کے رہنے والے میرے ایک دوست کہ جن کا نام الحاج مومن تھا تقریباً پندرہ برس ان کو اس دنیا سے گزرے ہوئے ہوگئے ہیں۔ بہت ہی پاکیزہ ضمیر، روشن دل، باایمان اور با تقویٰ انسان تھے بندہ حقیر نے ان سے عقد اخوّت پڑھ رکھا تھا اور موصوف کی دعاؤں اور شفاعت کا امیدوار ہوں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے بارہا حضرت حجۃ بن الحسن العسکری عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اور بہت سے مطالب آپؑ سے نقل بھی کرتے تھے اور بعض کو چھپا بھی لیا کرتے تھے من جملہ کہتے ہیں کہ: ایک روز شیراز کے امام جماعت نے مجھ سے کہا: آؤ حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زیارت کو ساتھ چلتے ہیں ہم نے ایک گاڑی بک کی اور کچھ تاجر افراد بھی ہمارے ساتھ مل گئے ہم سب گاڑی میں سوار ہوئے اور

Presented by Ziaraat.Com

شہر قم پہونچے وہاں کچھ شب حضرت معصومہ قم علیہا السلام کی زیارت کے لئے ٹھہرے۔

وہاں میرے لئے عجیب حالات پیش آئے اور میں نے بہت سے حقایق کو درک کیا۔ ایک روز عصر کے وقت حضرت معصومہؑ کے صحن مبارک میں میں نے ایک بزرگ شخص سے ملاقات کی اس بزرگ نے مجھ سے کچھ وعدے کئے۔ وہاں سے ہم نے تہران اور پھر مشہد مقدس کی طرف حرکت کی جیسے ہی نیشاپور سے گزرے ہم نے دیکھا کہ ایک عام آدمی سڑک کے کنارے مشہد کی طرف جارہا ہے اور اس کی کمر پر کچھ وزن بھی رکھا ہوا ہے ہم نے آپس میں طے کیا کہ اس شخص کو گاڑی میں کیوں نہ سوار کرلیا جائے اسی غرض سے ٹیکسی کو روکا اور چند افراد گاڑی سے نیچے اترے من جملہ میں بھی ساتھ میں اترا اور اس شخص کو گاڑی میں سوار ہونے کی دعوت دی وہ قبول کرنے سے انکار کرنے لگا مگر کافی اصرار کے بعد ایک شرط پر راضی ہوا کہ میرے پہلو میں بیٹھے اور جو بھی وہ مجھ سے کہے میں اس کی کسی بات کی مخالفت کئے بغیر قبول کروں۔

بالآخر سوار ہوا اور میرے پہلو میں بیٹھ گیا اور سارے راستے میرے بارے میں باتیں کرتا رہا اور میرے ساتھ پیش آنے والے بہت سے واقعات کی خبر دی اور میری زندگی کے تمام حالات سے ایک کرکے مجھے باخبر کرتا رہا اور

Presented by Ziaraat.Com

میں نے بھی اس کے پند و نصائح سے بہت لذت حاصل کی اور میں نے اس شخص کی ملاقات کو پروردگار کی طرف سے ہدیہ اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی جانب سے مہمان کی شکل میں تحفہ جانا۔

قدمگاہ امامؑ کے نزدیک اس مقام پر پہونچے کہ جہاں کرائے پر خیمے لگائے جاتے تھے ہم سب گاڑی سے نیچے اترے۔ کھانے کا وقت ہو چکا تھا میں نے چاہا کہ جاؤں اور جب شیراز سے یہاں تک ایک دستر خوان پر کھانا کھایا ہے انہیں کے ساتھ کھاؤں۔ مگر اس شخص نے مجھے وہاں جانے سے روکا اور کہا آؤ ہم ساتھ ملکر کھانا کھاتے ہیں۔ مجھے کافی شرم بھی محسوس ہوئی کہ جن افراد کے ساتھ اب تک کھاتا چلا آیا ہوں ان کو اس مقام پر ترک کرنا پڑ رہا ہے اور ان کی رفاقت سے دست بردار ہو رہا ہوں۔

لیکن کیونکہ میں ان کی شرط قبول کر چکا تھا کہ وہ جو کچھ کہیں گے اس سے سر پیچی نہ کروں گا لہٰذا مجبوراً میں اس شخص کے ساتھ ایک گوشہ میں گیا اور بیٹھ گیا۔

اس نے اپنے تھیلے سے ایک رومال نکالا۔ جب اسے کھولا اور تازی روٹی اور سبز کشمش نکلی ہم نے اس کو تناول کیا بہت لذیذ تھی ہم اس کو کھا کر شکم سیر ہو گئے۔

کھانے کے بعد مجھ سے کہا کہ اب اگر چاہتے ہو کہ اپنے دوستوں سے ملاقات کرو تو تمہیں جانے کی اجازت ہے میں نے ان کی ہم نشینی کو ترک کیا

Presented by Ziaraat.Com

اور دوستوں کی طرف گیا وہاں جا کر کیا دیکھا کہ جس کاسہ میں سب کھانا کھا رہے ہیں وہ خون اور گندگی سے پر ہے اور وہ اس میں سے لقمہ اٹھاتے ہیں اور کھا لیتے ہیں اور ان کے منھ اس غلاظت سے آلودہ ہو رہے ہیں اور اس طرح کھانے میں مشغول ہیں گویا وہ خود بھی نہیں جانتے کہ ہم کیا کھا رہے ہیں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا کیونکہ مجھے شرائط کی زنجیروں نے قید کر رکھا تھا کہ میں تمام احوال کو دیکھ کر خاموش رہوں۔

میں پلٹ کر اس شخص کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے مجھے دیکھتے ہی بیٹھنے کو کہا اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ تمہارے دوست کیا کھا رہے ہیں؟ تمہاری بھی شیراز سے لے کر یہاں تک یہی غذا رہی ہے مگر تم بھی نہیں جانتے کہ حرام اور شبہ انگیز غذا اسی طرح ہوتی ہے۔ ہوٹلوں کے کھانے سے پرہیز کرو، بازار کے کھانے مکروہ ہیں۔ میں نے کہا انشاء اللہ خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔

پھر مجھ سے کہا کہ اے حاج مومن! میرے مرنے کا وقت آپہونچا ہے میں یہاں سے اس پہاڑ کے اس ٹیلے پر جا رہا ہوں اور وہاں جا کر میرے حیات کا چراغ خاموش ہو جائے گا یہ رومال لو اور اس میں کچھ پیسے ہیں انہیں میرے غسل اور کفن ودفن وغیرہ پر خرچ کر دینا اور جہاں آقای سید ہاشم بہتر سمجھیں وہیں پر دفن کر دینا (آقای سید ہاشم وہی امام جماعت تھے کہ جن کے ساتھ ہم مشہد آرہے تھے)

Presented by Ziaraat.Com

میں نے یہ سن کر تعجب سے کہا اوہ! تم مرنا چاہتے ہو؟ کہا خاموش رہو میں جا رہا ہوں اور یہ کسی سے ذکر بھی نہ کرنا۔

پھر اس کے بعد حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مرقد مطہر کی طرف رخ کر کے سلام کیا اور بہت زیادہ گریہ کیا اور کہا آقا یہاں تک آپؑ کی قدم بوسی کا شرف ملا مگر آپ کے مرقد مطہر تک آنے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ آپؑ کے نزدیک آکر آپؑ کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں۔

یہ کہہ کر اس مقام سے اس ٹیلے کی طرف گئے اور میں حیرت زدہ مدہوش دیکھ رہا تھا گویا فکر و اختیار کی باگ ڈور میرے ہاتھوں سے چھوٹ چکی ہے۔

کچھ دیر بعد میں پہاڑ پر گیا۔ یکایک دیکھا کہ پشت کے بل سوئے ہوئے ہیں اور پیر روبہ قبلہ ہیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے گویا ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہزاروں سال مرے ہوئے ہو گئے ہیں میں بلندی سے نیچے اترا اور سید ہاشم اور تمام دوستوں کی تلاش میں گیا اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا سب نے بہت زیادہ افسوس کا اظہار کیا اور مجھ سے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کہا کہ ان تمام حالات و واقعات سے ہمیں کیوں نہ آگاہ کیا؟

میں نے جواب دیا: انہوں نے مجھ سے خود منع کیا تھا اور مجھے یہ معلوم ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد بھی راضی نہیں ہیں تو اس وقت بھی نہ بتاتا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہم سب نے بے حد افسوس کیا اور سب ملکر اس ٹیلے پر پہونچے اور جنازے کو نیچے لا کر گاڑی کے اندر رکھا اور مشہد کی طرف روانہ ہو گئے۔

آقای سید ہاشم مجھ سے کہنے لگے کہ واقعاً یہ شخص اولیاء خدا میں سے تھا اور تمہیں خدا نے اس سے گفتگو کا شرف عطا کیا ہے اس کا جنازہ با احترام دفن ہونا چاہئے۔

ہم مشہد مقدس میں وارد ہوئے مشہد پہونچتے ہی آقای سید ہاشم مشہد کے ایک عالم دین کے پاس پہونچے اور ان کو تمام واقعات سے باخبر کیا وہ اپنے ساتھ کافی تعداد میں افراد کو لیکر تدفین کے لئے آئے غسل و کفن کے بعد نماز جنازہ پڑھی اور حرم مطہر کے صحن کے ایک گوشہ میں دفن کر دیا میں تمام مخارج رومال سے نکال کر دیتا تھا جیسے ہی دفن سے فارغ ہوئے تو پیسے بھی رومال میں ختم ہو گئے نہ کم رہے نہ زیادہ وہ تمام رقم دو ہزار تومان تھی۔

جناب حکیم ہیدجی کی داستان اور ایک عام آدمی کی اختیاری موت

مرحوم شیخ محمد حکیم ہیدجی طہران کے علماء میں سے تھے آپ نے تا آخر عمر مدرسہ منیریہ کے ایک حجرے میں زندگی گزاری۔ مدرسہ منیریہ امامزادہ سید ناصر الدین کے مرقد سے متصل واقع تھا جو کہ حال حاضر میں روڈ وسیع ہونے کی وجہ سے ختم ہو گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

موصوف عارف اور پاک و منزّہ، روشن ضمیر، صاف دل اور بلند فکر کے حامل تھے۔ حکیم ہیدجی تا آخر حیات درس وتدریس میں مشغول رہے علوم دینی کا جو بھی طالب علم جس کتاب کی خواہش کرتا تھا آپ اس کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے اس کتاب کی تعلیم دیتے تھے آپ نے "شرح منظومہ" سبزواری، "اسفار" ملا صدرا، "شفاء" "اشارات" حتی عربی مقدماتی دروس مانند "جامع المقدمات" کا بھی درس دیا ہے۔ آپ نے پوری زندگی درس دینے میں کوتاہی نہیں کی اور دینی دروس کا فیض عام جاری رکھا۔

عالم با تقویٰ آخوند ملا علی ہمدانی جو کہ حال حاضر میں ہمدان کے برجستہ علماء میں سے ہیں مرحوم ہیدجی کے شاگردوں میں ان کا شمار ہوتا ہے اور آپ نے ان ہی سے علم وحکمت حاصل کیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مرحوم ہیدجی مرگ اختیاری کے منکر رہے ہیں اور لوگوں کے لئے اس درجہ کمال کی ممانعت کے قائل تھے اور اپنے شاگردوں سے بحث و مباحثہ کے دوران شدید طور پر انکار کرتے تھے اور رد فرماتے تھے۔

ایک شب اپنے حجرے میں نماز عشاء پڑھنے کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر تعقیبات میں مشغول تھے کہ ناگہان ایک دیہاتی حجرے میں وارد ہوا اور سلام کرکے اپنے عصا کو ایک گوشہ میں رکھا اور آپ کی طرف رخ کرکے کہا جناب والا تمہارا ایسے کاموں سے کیا مطلب ہے؟ جناب ھیدجی نے سوال کیا آپ کی ان کاموں سے کیا مراد ہے؟ اس بوڑھے دیہاتی نے کہا: میری مراد اس سے

Presented by Ziaraat.Com

موت اختیاری اور اس کا انکار ہے کہ جس کی تم شدت سے ممانعت کرتے ہو۔
آپ نے فرمایا یہ میرا وظیفہ ہے بحث و مباحثہ اشکال و تحلیل میرا کام ہے درس دیتا ہوں مطالعہ رکھتا ہوں اس کام کے لئے میں نے زحمات اٹھائی ہیں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتا ہوں!

بوڑھے دیہاتی نے پھر سوال کیا موت اختیاری کو قبول کرتے ہو؟آپ نے شدت سے انکار کر دیا۔ وہ دیہاتی آپ کی نگاہوں کے سامنے روبقلہ ہو کر لیٹ گیا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس دنیا سے رحلت فرما گیا اور ایسا محسوس ہوا جیسے ہزاروں سال سے مرا ہوا ہو۔

آقای ہیدجی یہ دیکھ کر پریشان اور مضطرب ہو گئے خدا کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے میرے پروردگار اس رات یہ میرے سر پر کون سی بلا نازل ہو گئی؟ حکومت میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔ شاید مجھ پر یہ الزام لگا دے کہ ایک غریب شخص کو اپنے حجرے میں لے جا کر زہر دے دیا یا گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔

جلدی سے حجرے سے باہر دوڑے اور طلاب کو خبر کی۔ طلاب حجرے میں داخل ہوئے یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر سب پریشان ہو گئے اور اس حادثہ پر نگران ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

بہر حال یہ طے پایا کہ مدرسہ کا خادم تابوت لے کر آئے اور رات و رات اس کو مدرسہ سے لے جائے تاکہ صبح غسل وکفن دے کر دفن کیا جائے یہ چارہ جوی ختم ہی ہوئی تھی کہ ناگہان دیہاتی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہوا بیدار ہوگیا اور جناب ہیدجی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا اب بھی موت اختیاری کا انکار کرتے ہو آپ نے کہا بھائی ہاں میں قبول کرتا ہوں خدا کی قسم تو نے اس رات میری حالت خراب کردی اور میری جان کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔

اس دیہاتی بوڑھے نے کہا حضور ! فقط درس پڑھنے سے انسان کسی منزل تک نہیں پہونچتا ہے نیمہ شب میں خداوند متعال کی عبادت بھی ضروری ہے کسی مرتبہ تک پہونچنے کے لئے خدا سے راز ونیاز بھی ضروری ہے۔۔۔ فقط پڑھنے اور پڑھانے سے کچھ کام چلنے والا نہیں ہے؟

اس رات کے بعد سے جناب ہیدجی نے اپنی روش کو بدل دیا اور آدھا وقت مطالعہ وتدریس کے لئے قرار دیا اور آدھا تفکر و ذکر الٰہی اور عبادت خدا سے مخصوص کردیا راتوں کو بستر خواب سے اٹھتے اور راز ونیاز خداوندی میں مشغول ہوجاتے خلاصہ یہ کہ اس مقام ومنزل پر پہونچ گئے کہ دل نور خدا سے منور ہوگیا اور دل سے دنیا کے ھم وغم ختم ہوگئے اور ہر حال میں اپنے خدا سے محبت والفت پیدا کرلی جیسا کہ ان کے حالات زندگی کو فارسی اشعار کے دیوان اور ترکی زبان کے دیوان میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ نے شرح منظومہ سبزواری پر حاشیہ لگایا ہے جو کہ بہت زیادہ مفید ہے۔ آپ کے دیوان کے آخر میں آپ کا وصیت نامہ طبع کیا گیا ہے جو کہ بہت زیادہ لذت بخش ہے، حمد خدائے متعال اور شہادتین کے بعد اپنی کتب کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ: "میں اپنے دوستوں سے درخواست گزار ہوں کہ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو میرا عمامہ میرے تابوت پر نہ رکھیں میرے لئے گریہ وزاری ضروری نہیں ہے اور میرے ایصال ثواب کی مجلس کے لئے خود کو زحمات میں نہ ڈالیں کیونکہ میری زندگی ختم ہو چکی ہے اور میرے اعمال کا دروازہ بند ہو چکا ہے میرے عزیز واقارب میرے مرنے کے بعد خوش رہیں کیونکہ میں قید خانہ دنیا سے آزاد ہو کر اپنے مقام ابدی کی طرف جارہا ہوں اور اگر کوئی میرا عزیز میری جدائی پر افسوس مند ہو تو انشاء اللہ سب سے دار آخرت میں ملاقات ہوگی میرے پاس کچھ پیسے تھے جو میں نے دوستوں کے سپرد کردئے ہیں اس غرض سے کہ میری رحلت کی شب جلسہ رکھیں اور خوشی کا اظہار کریں کیونکہ وہ شب میرے محبوب سے وصال کی شب ہے۔

میرے شفیق دوست سید مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مہمانی اور ضیافت کا وعدہ کیا ہے۔ انشاء اللہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کریں گے۔"

Presented by Ziaraat.Com

مدرسہ منیریہ کے تمام طلاب کہتے ہیں کہ جس شب آپ کا انتقال ہوا آپ نے تمام طلاب کو جمع کیا اور وعظ و نصیحت کرتے رہے اور اخلاق کی طرف دعوت دیتے رہے اور بہت خوشحال تھے ہم سب تعجب میں تھے کہ یہ شخص جو کہ ہمیشہ رات کو عبادت الٰہی میں مشغول رہتا ہے اس رات اس قدر مزاح کیوں کر رہا ہے اور وعظ و نصیحت میں مشغول ہے۔ ہم ہرگز حقیقت سے باخبر نہیں تھے۔

آپ نے نماز صبح اول وقت ادا کی اور اپنے حجرے میں آرام کرنے چلے گئے چند گھنٹے بعد جب حجرے کا دروازہ کھلا تو کیا دیکھا کہ روبہ قبلہ سو رہے تھے اور اس فانی دنیا سے دار بقا کی طرف کوچ کر چکے ہیں۔

جناب ہادی ابہری کی شیخ مرتضی طالقانی سے ملاقات

میرے ایک دوست جن کا نام ہادی خان صنمی ابہری تھا بہت روشن دل، متقی و پرہیزگار اور عاشق امام حسین علیہ السلام تھے بیاسی سال عمر گزار کر پانچ سال قبل اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہماری ان کے ساتھ تقریباً اٹھارہ برس دوستی و رفاقت رہی ہے۔ میں نے ان کے ساتھ صیغۂ اخوت پڑھ رکھا تھا اور ان سے شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔ وہ نقل کرتے ہیں کہ:

Presented by Ziaraat.Com

جب میں ایک سفر پر زیارت کربلا معلیٰ سے مشرف ہوا اور چند روز نجف اشرف میں رہا تو میں نے نجف میں کسی کو اپنا ہمنشین نہیں پایا کہ جس کے ساتھ بیٹھتا اور درد دل بیان کرتا تاکہ میرے جلے دل کو تسکین ہو جاتی۔

ایک روز حرم مطہر گیا اور زیارت سے مشرف ہو کر کافی دیر حرم مطہر میں رہا مگر کسی کو نہ پایا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا: مولا میں آپؑ کا مہمان ہوں چند روز سے نجف میں بھٹک رہا ہوں آپؑ کے علاوہ کسی کو اپنا مونس و غم خوار نہیں پایا؟

میں حرم امیر المومنین علیہ السلام سے باہر نکلا اور بغیر کسی قصد کے بازار حُوَیش میں وارد ہو گیا اور سید محمد کاظم یزدی مرحوم کے مدرسہ میں جا پہونچا اور مدرسہ کے صحن میں ایک حجرے کے مقابل چبوترے پر بیٹھ گیا۔ ظہر کی نماز کا وقت آ پہنچا میں نے دیکھا کہ سامنے والی بلڈنگ کے طبقہ سے ایک خوبصورت و پاکیزہ دل عالم دین باہر نکلے اور اپنے مدرسہ کی چھت پر جا کر اذان کہی اور واپس آ کر اپنے حجرے کی طرف جانے لگے جیسے ہی حجرے میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ اچانک میری نظر ان کے چہرے پر پڑی میں نے دیکھا کہ اذان کی برکت سے ان کے دونوں رخسار نور کی طرح چمک رہے ہیں۔

وہ حجرے میں گئے اور دروازے کو بند کر لیا۔ میں نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور امیر المومنین علیہ السلام کی طرف رخ کر کے عرض کیا اے مولا چند

Presented by Ziaraat.Com

روز کے بعد ایک شخص کو پایا اس نے بھی میری طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اتنا کہنا تھا کہ فوراً عالم دین نے حجرے کا دروازہ کھولا اور میری طرف اشارہ کیا کہ اوپر چلے آؤ۔

میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس طبقہ پر پہونچ کر آپ کے حجرے میں داخل ہوگیا حجرے میں پہونچ کر دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگا کر کافی دیر گریہ وزاری کیا اور اس کے بعد ہم دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ کر چہرے دیکھتے رہے پھر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔

یہ عالم دین مرحوم شیخ مرتضی طالقانی اعلیٰ اللہ مقامہ الشریف تھے جو کہ ملکہ فاضلہ نفسانی کے حامل تھے اور اپنی آخری زندگی کے دوران تک مدرسہ میں زندگی بسر کرتے رہے اور حکیم مرحوم ہیدجی کے مانند تدریس میں مشغول تھے اور جو طالب علم جس درس کی خواہش کرتا تھا اس کو اس درس کی تعلیم دیتے تھے آپ نے ان مذکورہ ذیل کتابوں کی تدریس کی: "جامع المقدمات"، "مغنی"، "مطول"، "شرح لمعہ"، "مکاسب"، "شرح منظومہ" "اسفار"۔

اور آپ کا طریقہ تدریس یہ تھا کہ طلاب عبارت پڑھتے تھے اور آپ عبارت کے معنی اور اس کی تشریح کیا کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

شیخ مرتضی کا اپنی موت کے بارے میں خبر دینا

آپ کے مدرسہ میں پڑھنے والے طلاب بیان کرتے ہیں کہ مرحوم شیخ مرتضیٰ نے اپنی شب رحلت تمام طلاب کو اپنے حجرے میں جمع کیا اور شب تا صبح خوش خرّم رہے اور سب سے مزاح کرتے رہے اور اس طرح مزاح کرتے کہ سب کو ہنسی آجاتی تھی اور جو طالب علم جانا چاہتا تھا آپ اس سے کہتے کہ اس ایک رات کو غنیمت جانو اور کوئی ان کی موت سے باخبر بھی نہیں تھا اور نہ ہی ان کے اس اشارہ کی طرف متوجہ ہوا۔

طلوع فجر کے وقت شیخ مدرسہ کی چھت پر گئے اور اذان کہہ کر نیچے اترے اور اپنے حجرے کی طرف چلے گئے۔ ابھی آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا کہ دیکھا شیخ حجرے میں روبہ قبلہ سو رہے ہیں اور اپنے اوپر ایک کپڑا اڈھانپے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

آپ کے مدرسہ کا خادم کہتا ہے کہ جس دن کی صبح شیخ کا انتقال ہوا ہے اس سے ایک روز قبل عصر کے وقت شیخ نے مجھ سے گزرتے ہوئے کہا: اَنْتَ تَنَامُ اللَّيْلَة وَ تَقْعُدُ بِالصُّبْحِ وَ تَرَوْحُ اِلَى الْخَلْوَة وَتَجِىءُ يَمَّ الْحَوْضِ تَتَوَضَّأُ يَقُوْلُوْنَ: شَيْخ مُرْتَضَى مَاتَ

"تم آج رات سوؤ گے اور صبح کو بیدار ہوگے اور طہارت کے لئے پانی لوگے پھر حوض کے کنارے وضو کے لئے آؤ گے تو تم کو آواز آئے گی کہ شیخ مرتضیٰ کا انتقال ہو گیا ہے۔"

Presented by Ziaraat.Com

کیونکہ مدرسہ کا خادم عرب زبان تھالہٰذا مرحوم شیخ نے ان جملوں کو عربی میں کہا۔ خادم کہتا ہے کہ میں اصلاً ان جملوں کے مقصد کو نہیں سمجھ پایا اور شیخ نے ان سادہ الفاظ میں مزاح کرتے ہوئے مجھے اپنی موت کی خبر دے دی۔ جب صبح ہوئی اور میں بستر خواب سے اٹھا اور حوض کے کنارے وضو کرنے میں مشغول ہوا تو دیکھا مدرسہ کے طلاب کہہ رہے ہیں کہ شیخ رحلت فرما گئے۔

مرگ اگر مرد است گو نزد من آئی
تا در آغوشش بگیرم تنگ تنگ
من ز او جانی ستانم پربها
او از من دلقی ستاند رنگ رنگ

شیخ صدوقؒ نے کتاب معانی الاخبار میں محمد ابن ابراہیم سے انہوں نے احمد بن یونس معاذی سے انہوں نے احمد بن محمد بن سعید کوفی سے انہوں نے محمد بن اشعث سے انہوں نے موسیٰ بن اسماعیل سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل فرمائی ہے کہ:

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا ایک دوست تھا جو کہ کافی خوش رفتار اور شوخی مزاج تھا۔کافی مدت سے آپؑ کی زیارت سے شرفیاب نہیں ہوا تھاایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے احوال پرسی کی کہ کیا حال ہے؟اس نے جواب میں عرض کیا: اے فرزند رسول خداؐ! اس کے برخلاف

Presented by Ziaraat.Com

زندگی گزار رہا ہوں کہ جسے میں چاہتا ہوں اور خدا چاہتا ہے اور شیطان چاہتا ہے!

امام حسن علیہ السلام مسکرائے اور سوال کیا: یہ کس طرح؟

اس نے عرض کیا کہ خداوند متعال چاہتا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں اور ہرگز معصیت انجام نہ دوں تو میں اس طرح زندگی نہیں گزارتا اور شیطان چاہتا ہے کہ میں معصیت خدا بجالاؤں اور ہرگز اس کی عبادت نہ کروں تو میں شیطان کی اس روش پر بھی عمل نہیں کرتا اور میں چاہتا ہوں کہ ہرگز مجھے موت نہ آئے تو میں اس سے بھی قاصر ہوں۔

اس دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: **يَابنَ رَسُولِ اللهِ! مَا بَالُنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ وَلَا نُحِبُّهُ؟** "موت ہمارے لئے کیوں ناگوار ہے اور ہم اس کو کیوں پسند نہیں کرتے۔"

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: **لِاَنَّكُمْ اَخْرَبْتُمْ اٰخِرَتَكُمْ وَ عَمَّرْتُمْ دُنْيَاكُمْ، وَاَنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ النَّقْلَةَ مِنَ الْعُمْرَانِ اِلَى الْخَرَابِ.**[1]

"کیونکہ تم لوگوں نے اپنی آخرت کو برباد کرلیا ہے اور دنیا کو آباد کر رکھا ہے اسی وجہ سے تم پر گراں گزرتا ہے کہ آبادی سے خرابی و بربادی کی طرف منتقل ہو جاؤ۔"

۱۔ معانی الاخبار باب نوادر المعانی، ص ۳۸۹، روایت نمبر ۲۹۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت سید الشہداء جتنے زیادہ موت سے قریب ہو رہے تھے آپ کے چہرے کی نورانیت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا

اور نیز کتاب "معانی الاخبار" میں شیخ صدوقؒ نے احمد بن الحسن الحسینی سے انہوں نے حسن بن علی النّاصری سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت ابی جعفر جواد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت نقل کی ہے کہ: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: لَمّا اشتَدّ الْاَمْرُ بِالْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیّ بْنِ اَبِیْ طالبٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ نَظَرَ اِلَیْه مَنْ کَانَ مَعَه،فَاِذا هوَ بِخِلَافِهِمْ؛ لِاَنَّهُمْ کُلَّمَا اشْتَدَّ الْاَمْرُ تَغَیَّرَتْ اَلْوَانُهُمْ وارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُمْ وَ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ، وَ کَانَ الْحُسَیْنُ عَلَیْه السَّلَامُ وَ بَعْضُ مَنْ مَعَهُ مِنْ خَصَائِصه تُشْرِقُ اَلْوَانُهُمْ وَ تَهْدَأُ جَوارِحُهُمْ وَ تَسْکُنُ نُفُوسُهمْ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا ! لَا یُبَالِی بِالْمَوْتِ.

فَقَالَ لَهُمُ الْحُسَیْنُ عَلَیْه السَّلَامُ: صَبراً بَنِی الْکِرَامِ ! فَمَا الْمَوْتُ اِلَّا قَنْطَرَةٌ یَعْبُرُ بِکُمْ عَنِ الْبُوسِ وَالضَّرَاءِ اِلی الْجِنَانِ الْوَاسِعَة وَا لنَّعِیْمِ الدَّائِمَة۔

فَاَیُّکُمْ یَکْرَهُ اَنْ یَنْتَقِلَ مِنْ سِجْنٍ اِلی قَصْرٍ؟وَمَا هوَ لِاَعْدَائِکُمْ اِلَّا کَمَنْ یَنْتَقِلُ مِنْ قَصْرٍ اِلَی سِجْنٍ وَ عَذَابٍ.

Presented by Ziaraat.Com

انَّ اَبِی حَدَّثَنیْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِه:انَّ الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُوْمِنِ وَ جَنَّةُ الْکَافِرِ؛وَ الْمَوْتُ جِسْرُ هٰؤُلَاءِ اِلَی جَنَّاتِهِمْ وَجِسْرُ هٰؤُلَاءِ اِلَی جَحِیْمِهِمْ، مَا کَذَبْتُ وَلَا کُذِبْتُ۔[1]

"روز عاشورہ جب امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام پر سختیوں میں اضافہ ہوا تو جو افراد آپؑ کے ہمراہ تھے ان میں سے بعض نے آپؑ کے چہرے کی طرف نظر ڈالی تو دیکھا کہ آپؑ کی حالت برعکس ہے کیونکہ ایسے سختیوں کے عالم میں چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور انسان کی بنیاد لرز جاتی ہے اور دل مصیبت کے شعلوں سے جل جاتا ہے مگر سید الشہداء علیہ السلام کی کیفیت و خصوصیت جو آپ کے ساتھی تھے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے چہرے کا رنگ نور کی شدت سے چمک رہا تھا اور اعضاء و جوارہ سکون کے عالم میں تھے اور آپؑ ٹھنڈی سانسیں لے رہے تھے۔ اس وقت بعض لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ دیکھو گویا ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کو موت سے ہر گز خوف نہیں ہے۔"

حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے فرماتے تھے: اے میرے عزیز فرزندو! اور بزرگوارو! آرام وسکون اور صبر و تحمل سے کام لو کیونکہ موت گرفتاریوں اور دنیا کی سختیوں سے عبور کرنے اور جنت کی ابدی نعمات کی طرف لے جانے کا وسیلہ ہے۔

۱۔ معانی الاخبار، باب معانی الموت، ص ۲۸۸۔

Presented by Ziaraat.Com

تم میں سے کون موت سے کراہیت کرتا ہے اور اس قید خانہ سے بہترین قصر و محل کی طرف جانے سے گریز کرتا ہے۔

جی ہاں! موت تمہارے دشمنوں کے لئے اس طرح ہے جیسے کوئی قصر سے زندان اور قید خانے کی طرف منتقل ہو۔ بے شک میرے پدر بزرگوار نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لئے روایت کی ہے کہ بے شک دنیا مومن کے لئے زندان اور کافر کے لئے جنت ہے اور موت مومنوں کو جنت اور کافروں کو جہنم میں پہونچانے کا وسیلہ ہے اور نہ ہی میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ مجھ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

چوتھی مجلس

زندگی، تکامل و تعالی کا بہترین سرمایہ

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ
بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلاَمُ عَلَی سَیِّدِنَا مُحَمَّد وَآلِہِ الطَّاھِرِینَ وَلَعنَۃُ اللهِ عَلَی اَعدَائِھِم اَجمَعِینَ مِنَ الآنَ اِلَی قِیَامِ یَومِ الدِّینِ وَلاَ حَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللهِ العَلِیِّ العَظِیمِ۔[1]

قَالَ اللهُ الحَکِیمُ فِی کِتَابِہِ الکَرِیمِ:

وَمَا کَانَ لِنَفسٍ اَن تَمُوتَ اِلاَّ بِاِذنِ اللهِ کِتَابًا مُؤَجَّلاً وَمَن یُرِد ثَوَابَ الدُّنیَانُؤتِہِ مِنھَا وَ مَن یُرِد ثَوَابَ الآخِرَۃَ نُؤتِہِ مِنھَا وَ سَنَجزِی الشَّاکِرِینَ[2]۔ الشَّاکِرِینَ[2]۔

خداوند عالم کا ارشاد گرامی ہے: کوئی نفس بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کو موت آئے مگر یہ کہ وہ خداوند عالم کے اذن سے وقت معین و زمان مشخص رکھتی ہے۔ اور جو شخص بھی دنیا کا اجر و ثواب چاہتا ہے اس کو دنیا کے نتائج عطا

۱۔ یہ مطالب چوتھی رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کو بیان ہوئے ہیں۔
۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۴۵۔

Presented by Ziaraat.Com

کردیے جائیں گے، اور جو شخص آخرت کا ثواب و اجر چاہتا ہے ہم اس کو وہی عطا کریں گے، اور بیشک شکر کرنے والوں کو جزاء عطا کی جائے گی۔

اس آیہ مبارکہ سے استفادہ ہوتا ہے کہ دنیا اختیاری مقام کا نام ہے، پروردگار عالم نے انسان کو آزاد و مختار خلق کیا ہے اور اس میں احساسات و عواطف اور قوہ عقلیہ، مختلف غرائز اور مادی و معنوی و طبیعی سے مختلف تمایلات عطا فرمائے ہیں، تاکہ انسان اپنے کامل اختیارات کے ساتھ اپنی زندگی کی راہ کو طے کرے۔

اگر انسان کا اس زمین پر زندگی کا مقصد شہوت رانی اور قوائے عقلیہ پر احساسات کا غلبہ ہو کہ جس کے نتیجہ میں دوسروں کے حقوق سے تجاوز و تجاسر ہو تو اس کا ماحصل اور نتیجہ یہی دنیوی تمتعات و فنا ہونے والی لذتیں اور موقت و زائل ہونے والی عواطف کا غلبہ ہوگا اور بس، اور اگر انسان نے اپنی روش کو عقل کے مطابق معین کیا ہے اور ہمیشہ اس عظیم و قادر طاقت سے اپنے احساسات پر غلبہ اور ان کو معتدل رکھتے ہوئے ان سے ضرورت کے مطابق استفادہ کیا ہے تو اس کا نتیجہ بھی خداوند عالم کے نزدیک محفوظ ہے اور اسی اصل اصیل کے مطابق خداوند عالم اس کو اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

موت سے خوف کے سلسلے میں جناب ابوذر غفاری کا بیان

کتاب جامع الاخبار میں روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب ابوذر غفاری سے سوال کیا: مَا لَنَا نَكرَهُ المَوتَ ؟ قَالَ : لِاَنَّكُم عَمَرتُمُ الدُّنيَا وَ خَرَّبتُمُ الآخِرَةَ ، فَتَكرَهُونَ اَن تَنتَقِلُوا مِن عُمرانِ اِلَى خَرَابِ-

(ہم موت سے کیوں فرار کرتے ہیں؟ جناب ابوذر نے جواب دیا: اس وجہ سے کہ تم نے اپنی دنیا کو آباد کرلیا ہے اور اپنی آخرت کو تباہ و برباد کرلیا ہے لہٰذا تمہارے لیے قطعاً ناگوار گزرے گا کہ آباد و معمور محل سے خرابہ و ویرانی کی طرف جاؤ)

قِيلَ لَهُ : فَكَيفَ تَرَى قُدُومَنَا عَلَى اللهِ؟ قَالَ: اَمَّا المُحسِنُ فَكَالغَائِبِ يَقدَمُ عَلَى اَهلِه ، وَاَمَّا المُسِئُى فَكَالآبِقِ يَقدَمُ عَلَى مَولَاهُ-

ابوذر غفاری سے سوال کیا گیا: خداوندعالم کے سامنے حاضر ہوتے وقت ہمارا حال کیا ہوگا؟ ابوذر نے کہا: لوگ دو طرح کے ہیں کچھ اچھے لوگ ہیں اور کچھ برے۔

لیکن جو اچھے ہیں وہ خداوندعالم کے حضور اس طرح وارد ہوں گے کہ جیسے کوئی ایک مدت سے اپنے گھر والوں سے دور ہو اور طولانی غیبت کے بعد سفر سے پلٹا ہو۔ جب ایسا شخص اپنے گھر واپس آتا ہے اور اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقارب سے ملاقات کرتا ہے تو کس قدر سرور و نشاط اور خوشحال ہوتا ہے اسی طرح جب نیک شخص اپنے پروردگار کے حضور وارد ہوگا تو اس کو بھی

Presented by Ziaraat.Com

اسی طرح بے حد سرور و نشاط حاصل ہوگا اور خداوند عالم کی جانب سے بے انتہا انعامات و احسانات سے نوازا جائے گا اور شاہد ازلی کے جمال بے نقاب سے متمتع ہوگا۔

لیکن برے انسان کا اپنے پروردگار کے سامنے حضور بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی کسی جرم و خطا کی وجہ سے بھاگا ہوا غلام اپنے مولا کی خدمت میں دوبارہ واپس آیا ہو۔ جس وقت اس غلام کو پکڑ کر اس کے مولا کی خدمت میں لایا جاتا ہے اس کی کیا حالت ہوتی ہے اور وہ کس طرح اپنے آپ کو اپنے مولا کے غیض و غضب کے مقابل محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح جب برے کردار کا انسان کہ جس نے اپنے پروردگار کے حقوق کو پامال کیا ہو اور اس کی مخلوقات کے حقوق سے تجاوز و تعدی کی ہو وہ اپنے مہربان و لطیف و منتقم پروردگار کے حضور پیش کیا جائے گا تو اس پر بے حد شرم عارض ہوگی اور دوسری طرف اپنے لیے سزا و عذاب کو دیکھ رہا ہوگا۔

قِيلَ :فَكَيفَ تَرَى حَالَنَا عِندَاللهِ؟ قَالَ :اعرِضُوا اَعمَالَكُم عَلَى كِتَابِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اِنَّ الاَبرَارَ لَفِى نَعِيمٍ۔ وَاِنَّ الفُجَّارَ لَفِى جَحِيمٍ۔

جناب ابوذر سے کہا گیا: پس ہماری حالت خداوند عالم کے حضور کیسی ہوگی؟ تو آپ نے کہا: تم اپنے اعمال و احوال کو خداوند عالم کی کتاب پر پیش کرو تو تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں مذکور ہے: بیشک نیک و

صالح لوگ ہمیشہ ہمیشہ نعمتوں میں اور بیشک برے و فاجر افراد جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے۔

قَالَ الرَّجُلُ: فَاَینَ رَحمَۃُ اللہِ؟ قَالَ اِنَّ رَحمَۃَ اللہِ قَرِیبٌ مِنَ المُحسِنِینَ[۱]۔

اس مرد نے جناب ابوذر سے سوال کیا: تو پھر رحمت خدا کہاں ہو گی؟ جناب ابوذر نے جواب دیا بیشک رحمت خداوندی نیک و صالح افراد سے نزدیک ہے۔

اور یہ کہ انسان جس طرح چاہے تجاوز و تعدی کرے اور جو چاہے جرم و جنایت انجام دے اور پھر بھی خود کو رحمت الٰہی میں فرض کرے، اس طرح کی امید ایک جھوٹی امید ہے۔

جنت کا راستہ، نامناسب حالات میں صبر و شکیبائی میں ہے

تمام مسلمان اعم از شیعہ و سنی حضرت رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا:

اَلجَنَّۃُ مَحفُوفَۃٌ بِالمَکَارِہِ وَالصَّبرِ، فَمَن صَبَرَ عَلَی المَکَارِہِ فی الدُّنیَا دَخَلَ الجَنَّۃَ، وَ جَھَنَّمُ مَحفُوفَۃٌ بِاللَّذَّاتِ وَالشَّھوَاتِ، فَمَن اَعطَی نَفسَہُ لَذَّتَھَا وَ شَھوَتَھَا دَخَلَ النَّارَ[۲]۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۶، ص ۱۳۷، بنقل از جامع الاخبار۔

۲۔ مصباح الفلاح، ملا محمد جواد صافی گلپائگانی ص ۳۰ و ۳۱۔

Presented by Ziaraat.Com

جنت کا راستہ سختیوں اور پریشانیوں سے بھرا ہوا اور ان کے مقابل صبر میں ہے لہٰذا جو اس دنیا کی مشکلات پر راہ خدا میں صبر کرے گا اور اپنے نفس سے جہاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جہنم کا راستہ لذات و شہوات سے بھرا ہوا ہے پس جو شخص اپنے نفس کو لذت و شہوت عطا کر دے گا اور نفس امارہ کے سامنے تسلیم ہو جائے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

اس حدیث شریف سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ انسان جتنے اعمال بھی انجام دیتا ہے وہ حق و حقیقت کی بنیاد پر ہوں اور حق پر عمل کرنا تھوڑا مشکل کام ہے۔

مثلاً انسان فقیروں کو کھانا کھلانا چاہتا ہے، کسی یتیم کی مدد کرنا چاہتا ہے ؛ ان کاموں میں زحمت ہے اپنا مال خرچ اور آرام کو چھوڑنا پڑے گا، اگر کسی مریض کی عیادت کرنا ہے تو راستہ چلنا ہوگا اس کے لیے کچھ تحفہ و ہدیہ لینا ہوگا کچھ دیر اس کے پاس ٹھہرنا ہوگا، مریض کو پریشانی کی حالت میں دیکھے گا اس کا گریہ و نالہ اور شکایات کو سنے گا، اپنے نرم وملائم انداز سے اس کو تسلی دے گا اور صبر و تحمل کی دعوت دے گا، اگر مرض کے طولانی ہونے اور شدت درد کی وجہ سے مریض کا تحمل کم ہو جائے اور وہ کوئی نامناسب جملات کہے تو بہت ہی آرام وسکون کے ساتھ ان جملوں سے چشم پوشی کرے۔ اور صبر کے ساتھ اس کی عیادت کرے چاہے مدتوں سے اس سے جدا ہو یا نفرت کرتا ہو۔ لیکن یہ

Presented by Ziaraat.Com

سب کام مشکل ہیں، انسان عقل اور تقوی کی بنیاد پر اپنے نفس پر مسلط ہو تا کہ یہ سب کام انجام دے سکے۔

انسان چاہتا ہے نماز شب پڑھے، رات ہے، اچھی نیند میں ہے آرام سے سو رہا ہے، ملائم ہوا چل رہی ہے؛ نیند سے اٹھنا اور آرام و سکون کے بستر کو چھوڑنا بہت مشکل ہے۔

ماہ رمضان المبارک ہے گرم اور لمبا دن ہوتا ہے؛ روزہ رکھنا بہت مشکل ہے۔ راہ خدا میں جہاد کرنا اور وطن سے دور ہونا اپنی جان کو موت کے حوالے کرنا بہت مشکل ہے۔ حج کرنا گھر بار چھوڑنا ننگے پیر خانہ کعبہ کے چکر لگانا سرزمین مکہ میں گھومنا مشکل کام ہے۔ طواف کرنا سعی کرنا عرفات کے میدان میں جانا اور رات مشعر میں گذارنا اور اسی طرح منی کے اعمال سب مشکل کام ہیں۔ اچھے اخلاق کے ساتھ لوگوں سے پیش آنا ان سے غض نظر کرنا معاف کرنا اور جاہل انسانوں کے بد تمیزی و بے حرمتی سے در گذر کرنا مشکل کام ہے۔ اپنے نوکروں اور چھوٹوں پر رحم کرنا، فقیر و کمزور لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ایک دستر خوان پر کھانا تناول کرنا مشکل کام ہے۔ لوگوں کی گالیوں، لعن و طعن پر صبر کرنا اور جام صبر کو لبریز نہ کرنا اور جاہلوں سے نرم و آرام سے پیش آنا بہت مشکل کام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

انسانی وحیوانی زندگی؛ عالی ترین وپست ترین حیات

خلاصہ یہ کہ اگر انسان چاہتا ہے کہ اس دنیا میں شرافتمندانہ زندگی بسر کرے اور اپنے کردار کو فضیلت و پاکیزگی کے ساتھ گذارے اور پروردگار کے اوامر کے سامنے تسلیم و مقام عبودیت میں فتور نہ کرے سستی نہ کرے اور ہر مشکل وآسانی میں بندگان خدا کے ساتھ ان کا شریک رہے، شرعی ریاضت کے ذریعہ اپنے نفس کو مودب کرے، تو انسان کی ساری زندگی مشکلات سے بھر جائے گی لہٰذا خدائی انسان راہ حق میں میدان جہاد کی طرح قدم رکھے اس لیے کہ بہشت ورضوان کا راستہ طہارت و تہذیب نفس کا مقدمہ ہے اور جب تک نفس پاکیزہ اور مہذب نہ ہو بہشت کو حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

لیکن جہنم؛ شہوات وبے قید و بند لذات، جھوٹ اور غیبت، خیانت و فسق و فجور، قمار و شراب خوری، لوگوں کے اموال و ناموس پر تجاوز اور اسی طرح حق امام و پیغمبر اور حق ہمسایہ و شریک و دوست و عالم اور حق شریک حیات واولاد سے تجاوزات سے بھرا ہوا ہے۔

بے قید و بند آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، جو چاہے دیکھتی ہیں۔اور دل کے اس سوراخ سے جو بھی چاہتی ہیں تمنا کرتی ہیں اور انسان کا نفس امارہ دل کی خواہشات کی موافقت میں ہر برائی کو کہ جو آنکھ دیکھتی ہے اور دل چاہتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

آرزو کرتا ہے، تاکہ آخرکار نفس خود کو برائیوں سے بھر لے اور یہ سب جہنم کا ذریعہ ہیں۔

دوزخ کا راستہ؛ دشمنی و تعصب کا راستہ ہے بے قید و بند کا راستہ ہے عدم احساس ذمہ داری کا راستہ ہے۔

جی ہاں! جو لوگ دنیا میں صحیح طریقہ پر زندگی بسر نہیں کرتے ہیں اور انسانیت کے وظائف کی بنیاد پر عمل نہیں کرتے اور خود کو بے کار و بے حساب و کتاب سمجھے اور اپنے آپ کو اس حیرت انگیز دنیا اور اس عجیب و غریب عالم میں بے اہمیت و مہملات کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ اپنے تمام اعمال کے ذمہ دار ہیں اور ان سے ہر عمل کا حساب و کتاب ہونا ہے اور اپنے اعمال کے بدلے میں سزا پائیں گے۔ یہ ہے جہنم کے معنی۔

بری و مذموم دنیا کا مطلب

روایات میں آیا ہے کہ دنیا خداوند عالم کی جانب سے ملعون ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتوں میں سے ہے کہ آنحضرت نے جناب ابوذر غفاری سے فرمایا: **یَا اَبَاذَرٍّ اِنَّ الدُّنیَامَلعُونَۃٌ، مَلعُونٌ مَا فِیھَا**[1] "اے ابوذر ابوذر دنیا ملعون ہے اور جو کچھ بھی اس میں ہے ملعون ہے"۔

۱۔ مکارم الاخلاق، شیخ طبرسی، ص ۲۵۸، ایک مفصل وصیت کے ضمن میں یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

بہت سی روایات میں دنیا کی مذمت ہوئی ہے ؛ دنیا سے دوری کو سعادت کا سبب قرار دیا گیا ہے اور دنیا کی طرف مائل ہونے کو شقاوت کا سبب بتایا گیا ہے۔

اس دنیا کا مطلب یہی شہوات و تخیلات اور فنا ہونے والی لذائذ، انسانی حقیقی ذمہ داریوں سے غفلت و جہالت اور خداوندعالم سے غفلت کی بنیاد پر ہے۔

اس دنیا کا مطلب حیوانی احساسات کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور جانوروں کی طرح جنسی غرائز کے پیچھے دوڑنا، عقل و منطق سے دور رہنا ہے۔

یہ ہے دنیا کا مطلب، یعنی پست و حقیر زندگی، ایک عظیم و بلند زندگی کے مقابلے کہ جو انسانی فضائل و کمالات کے ساتھ ہو۔ لہٰذا قرآن کریم میں دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی کے مقابل شمار کیا گیا ہے: یَعلَمُونَ ظَاهِرا مِن الحَیوٰةِ الدُّنیَاوَ هُم عَنِ الآخِرَةِ هُم غَافِلُونَ[۱]۔

آخرت کی زندگی کہ جو دنیا کا باطن ہے، وہ بلند و بالا زندگی ہے، انسان عاقل کی زندگی ہے، لیکن دنیا کی زندگی کہ جو صرف احساسات کی زندگی ہے وہ نفسانی زندگی ہے۔

۱۔ سورہ روم، آیت ۷۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ دنیا کہ جس کی مذمت ہوئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان روئے زمین پر پروردگار منان کی نعمتوں سے استفادہ نہ کرے۔

دنیا میں زندگی بسر کرنا اور طولانی عمر صحت و سلامتی کے ساتھ جینا اور امن و سکون اور فارغ البال و دل کے آرام و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔

ہم اپنی مرضی و اختیار سے اس دنیا میں نہیں آئے ہیں اور زندگی اپنے اختیار سے بسر نہیں کر رہے ہیں اور اپنے اختیار سے اس دنیا سے نہیں جا سکتے لہٰذا اس دنیا میں آنا اور جانا قابل مذمت نہیں ہے۔

خود زمین نے بھی کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ پہاڑ، دریا، چشمے، سبزیاں اور اس دنیا میں عجیب و غریب مناظر، ہوا و بارش، اور یہ موسم و فصلیں، سورج کے طلوع و غروب ہونے کے خوبصورت مناظر اور چاند و ستاروں و سیاروں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔

اس زمین پر انبیاء و مرسلین اور آئمہ و اولیائے خدا نے بھی زندگی بسر کی ہے اور کرتے ہیں وہ حضرات ملعون نہیں ہیں، اور ان کا اس دنیا میں زندگی بسر کرنا ان کے لیے کوئی نقص و عیب کا سبب نہیں ہے اور وہ خداوند عالم کی رحمت سے دور نہ تھے اور نہ ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

دنیا سے مراد حیوانی زندگی ہے، یعنی وہ انسان کہ جو عقل و منطق کے ساتھ بلندیوں کے آخری مرحلوں سے گذر سکتا تھا اور انسانیت کے درجہ اتم پر فائز ہو سکتا تھا اس نے اپنی زندگی کو پست کرلیا ہے اور حیوانی طریقے پر زندگی بسر کر رہا ہے اور اس عالم عجیب و غریب سے فکر واندیشہ اور اپنی بامقصد زندگی میں تامل و تفکر سے غفلت کیے ہوئے ہے، اپنا سارا ہم و غم صرف کھانے پینے اور ایک دوسرے پر سوار ہونے کو زندگی کا مقصد قرار دیے ہوئے ہے، اپنے ہدف و آرزو کو کمزور لوگوں کو قتل و غارت کرنا اور ان پر تجاوز کرنا قرار دے رہا ہے۔ وہمی خیالات اور پست آرزوؤں کی بنیاد پر کہ جن کا متحقق ہونا بھی شاید محال ہو اپنی زندگی کو بسر کر رہا ہے۔

زمین پر عدالت و تقوی کے ساتھ زندگی، مذموم و دنیوی زندگی نہیں ہے

اکثر لوگ اس معنی میں دھوکا کھاتے ہیں اور دنیا کی زندگی کے معنی کو زمین پر زندگی بسر کرنا اور مادی حیات کو سمجھ بیٹھتے ہیں لہٰذا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی مذمت سے مراد مادی زندگی کی مذمت ہے اور زمین پر شرعی نعمتوں سے استفادہ کرنا بھی قابل مذمت ہے۔

یہ وہ توہم ہے کہ جو سراسر غلط ہے۔ بلکہ زمین پر زندگی بسر کرنا اور خداوند عالم کی نعمتوں سے استفادہ کرنا کہ جو پروردگار متعال نے عطا کی ہیں اور

Presented by Ziaraat.Com

ان کے ساتھ تقویٰ، ورع و عدالت، تمام خوبیاں اور ذات مقدس خداوندی کے حضور عبودیت ہو تو بہشت و رضوان میں جانے کے لیے بہترین وسیلہ ہے اور یہی بلند و بالا زندگی کی حقیقت ہے کہ جو دنیاوی و پست زندگی کے مقابل میں ہے۔

یہ زمین اپنے آثار و خصوصیات کے ساتھ، پاک دل و نیک کردار افراد کی پرورش کا گہوارہ ہے؛ وہ لوگ جو مستقیم بلند و بالا عالم میں پہنچ گئے ہیں انہوں نے دنیاوی زندگی میں قدم ہی نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ اس دنیا میں خداوند عالم کی عطا کردہ نعمتوں سے بلند و بالا زندگی کے لیے استفادہ کیا ہے۔

زمین پر زندگی بسر کرنا اور مادی زندگی و طولانی عمر و صحت و سلامتی و ذہنی سکون، آخرت کے لیے بہترین بنیاد ہے اور انسان کی تکامل راہ کے لیے باعث سعادت ہے؛ بلکہ صرف یہی کمال و سعادت کا راستہ ہے۔

بہت زیادہ روایات میں مذکور ہے کہ انبیاء و آئمہ علیہم السلام کام کرتے تھے، تجارت کرتے تھے، کاشتکاری کرتے تھے، بھیڑ بکریاں چراتے تھے، باغات میں پانی دیتے تھے اور کنویں کھودتے تھے۔

اگر یہ سب دنیاوی زندگی تھی اور اگر اس دنیا کی مذمت ہوتی تو کیوں یہ حضرات اس طرح کے کارنامے انجام دیتے؟

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کس قدر کنویں کھودے ہیں اور کھجور کے باغات لگائے ہیں لیکن یہ سب اعلی و بلند و بالا زندگی تھی نہ کہ پست و حقیر زندگی۔ اور ان سب کے منافع و فوائد کو فقراء و مساکین، عزیز و اقارب اور کمزور لوگوں کے لیے وقف کر دیتے تھے۔

ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی کمر پر ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے جا رہے تھے کہ آپ کے ایک صحابی نے سوال کیا آپ کے کاندھوں پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک خرمے کا باغ میرے کاندھوں پر ہے۔ یہ گٹھڑی کھجور کی گٹھلیوں سے بھری ہوئی ہے میں ان کو باغ میں لگاؤں گا اور خداوند عالم ہر ایک گٹھلی سے کھجور کا ایک درخت پیدا کرے گا[۱]۔

محمد بن منکدر کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات

ایک روز مدینہ کے ساکن صوفیوں میں سے بنام محمد بن منکدر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا آپ گرمی کے موسم میں اپنے دو غلاموں کو ساتھ لیے کھجور کے باغ کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس نے خود ہی اپنے دل میں سوچا کہ کیا یہی زہد ہے؟! ابھی جاتا ہوں اور آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔

۱۔ وسائل الشیعہ، کتاب التجارہ، ابواب مقدمات، باب ۱۰، حدیث ۱ و ۲۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ حضرت کے قریب آیا اور کہا: اس گرمی کے موسم میں اس حالت میں آپ کا باغ کی طرف جانا دنیا کو حاصل کرنے کے لیے مناسب نہیں ہے! اگراس حالت میں آپ کو موت آجائے تو اپنے پروردگار کو کیا جواب دوگے؟

حضرت ٹھہرے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: اگراس حال میں میری موت آجائے تو گویا بہترین حال میں موت آئی ہے کہ میں اپنے وظیفہ کو انجام دینے اپنے بچوں کے لیے مال حلال کمانے اور اپنی زندگی میں عزت وو قار کے لیے نکلا ہوں۔ اور الحمد للہ اپنے پروردگار کے سامنے بھی ماجور و سرخرو رہوں گا اور میں اس موت سے ڈرتا ہوں کہ جو ایسی حالت میں آئے کہ جب انسان حالت گناہ میں ہو۔

اس نے کہا: عجیب ہے ! میں چاہتا تھا کہ آپ کو اس حالت میں نصیحت کروں آپ نے مجھے نصیحت فرمائی ہے اور تنبیہ کی ہے۔

روائی کتابوں میں ایک باب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے صدقات و اوقاف کا ہے اور اس میں وہ تمام باغات کہ جو حضرت نے لگائے اور کنویں کھودے مختلف صورت میں احسان و صدقات کے طور پر چھوڑے ہیں، بیان ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اس آیت شریفہ " رَبّنَاآتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَ فِی الآخِرَۃِ حَسَنَۃً "[۱] کی تفسیر میں مذکور ہے کہ دنیا میں حسنہ سے مراد وہ حلال مال ہے کہ جو انسان حاصل کرتا ہے[۲]۔

ایک روایت میں ہے: اَلکَادُّ عَلَی عَیَالِہِ کَالمُجَاھِدِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ[۳] جو اپنے اہل و عیال کی معیشت کے لیے رنج و زحمت اٹھائے وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جو راہ خدا میں جہاد کرتا ہے۔

اس طرح کا مال دنیوی زندگی کا حصہ نہیں ہے بلکہ آخرت کا حصہ ہے۔

لہٰذا اس نکتہ کی طرف توجہ رکھنی چاہیے کہ اگر انسان سے کوئی کہے کہ دنیا کسی کام کی نہیں ہے اور آخرکار انسان کو موت آنی ہے تو اس دنیا سے مراد شہوت و غفلت کی دنیا ہے وہ یقینا کسی کام کی نہیں ہے نہ کہ صحیح اور نیک دنیا۔

اگر انسان کے پاس صحیح دنیا نہ ہو تو اس کے پاس آخرت بھی نہیں ہے اس لیے کہ آخرت بھی صحیح دنیا کے نتیجے میں ہے۔

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۰۱۔

۲۔ مجمع البیان، طبرسی، ج۱، ص۲۹۷ و ۲۹۸، تحریر ہے کہ قیل: ھی المال فی الدنیا وفی الآخرۃ الجنۃ، عن ابن زید و سدی۔

۳۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر العاملی، ج۱۲، ص ۴۳۔

Presented by Ziaraat.Com

تمام کمالات کہ جو ہم حاصل کرتے ہیں اس دنیا میں ہیں، پس آخرت اسی دنیا پر موقوف ہے۔ اور یہ کمالات اسی عمر کے حصے میں حاصل کیے جاتے ہیں لہٰذا یہ عمر پروردگار کی جانب سے عزیز ترین و قیمتی سرمایہ ہے۔

کتاب معانی الاخبار میں شیخ صدوق نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد، انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے اور انہوں نے شعیب عقرقوفی سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بات کے بارے میں سوال کیا کہ جو جناب ابوذر غفاری سے نقل ہوئی تھی۔

ابوذر غفاری سے منقول ہے کہ لوگ تین چیزوں کو پسند نہیں کرتے لیکن میں بہت پسند کرتا ہوں، میں موت کو پسند کرتا ہوں میں غربت و تنگ دستی کو پسند کرتا ہوں اور میں امتحان وآزمائش کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: روایت اس طرح نہیں ہے جناب ابوذر کا مقصد یہ تھا کہ میرے نزدیک وہ موت بہتر ہے کہ جو خداوند عالم کی اطاعت میں آئے اس زندگی سے کہ جو پروردگار کی معصیت میں گذرے۔ خداوند عالم کی اطاعت وفرمانبرداری میں فقر وفاقہ بہتر ہے معصیت خدامیں بے نیازی و مالداری سے، اسی طرح خداوند عالم کی اطاعت میں بلاء

Presented by Ziaraat.Com

وآزمائش میرے نزدیک بہتر ہے معصیت خدامیں صحت وسلامتی سے[۱]۔ اور اسی طرح کی روایت ہے کہ جو شیخ مفید نے اپنی کتاب مجالس میں اپنے اسناد کے ساتھ ابن فضال سے نقل کی ہے[۲]۔

کتاب عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ مفسر نے احمد بن الحسن الحسینی سے اور انہوں نے حضرت ابو محمد العسکری سے انہوں نے اپنے آباء و اجداد علیہم السلام سے نقل کیا کہ ارشاد ہوا: جَاءَ رَجُلٌ الَی الصَّادِقِ عَلَیهِ السّلَامُ فَقَالَ: فَقَد سئمتُ الدُّنیَا، فَاَتَمَنَّی عَلَی اللهِ المَوتَ۔

فَقَالَ: تَمَنَّ الحَیَاۃَ لِتُطِیعَ لاَ تُعصِیَ فَلاَنَ تَعِیشَ فَتُطِیعَ خَیرٌلَکَ مِن اَن تَمُوتَ فَلاَ تَعصِیَ وَ لاَ تُطِیعَ[۳]۔

ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کی: میں اس دنیا سے خستہ ہوگیا ہوں اور خداوند عالم سے مرنے کی دعا کرتا ہوں۔

۱-معالی الاخبار، ص ۱۶۵۔

۲-امالی، شیخ مفید، تیئسویں مجلس، ص ۱۱۲، احمد بن محمد نے اپنے والد محمد بن الحسن بن الولید القمی سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے علی ابن مہزیار سے، انہوں نے حسن ابن علی بن فضال سے، انہوں نے یونس بن یعقوب سے، انہوں نے شعیب عقرقوفی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

۳-بحار الانوار، ج ۶، ص ۱۲۸۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت نے فرمایا: خداوند عالم سے زندگی و حیات کی دعا کرو، تاکہ خدا کی اطاعت کر سکو نہ کہ معصیت کے لیے، اگر تم دنیا میں زندہ رہنا چاہو اور اس کی اطاعت کرو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤ اور نہ معصت کرو نہ اطاعت۔

کتاب معانی الاخبار میں شیخ صدوق نے اپنے والد محترم سے، انہوں نے سعد سے، انہوں نے برقی سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے حارث بن حسن طحان سے، انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ سے، انہوں نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی حقیقت ایمان کو درک نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اس میں تین صفات پائی جائیں: اس کے نزدیک موت زندگی سے بہتر ہو، فقر و تنگ دستی، مالداری سے بہتر ہو، اور مرض صحت سے بہتر ہو۔

حضرت سے سوال کیا گیا: ایسا کون ہو سکتا ہے؟

حضرت نے فرمایا: تم تمام لوگ ایسے ہی ہو۔

پھر فرمایا: تم میں سے کس کو ان دو چیزوں میں سے، ایک زیادہ پسندیدہ ہے: ہماری محبت میں مرنا یا ہماری دشمنی میں زندہ رہنا؟

فضیل کہتا ہے: میں نے عرض کی: خدا کی قسم ہمارے نزدیک آپ کی محبت میں مرنا زیادہ محبوب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت نے فرمایا: کیا فقیر وثروت اور مرض وصحت بھی ایسا ہی ہے؟

فضیل کہتا ہے: میں نے عرض کی: جی ہاں خدا کی قسم![1]"

جی ہاں، ابوذر کا مقصد بھی یہی ہے کہ جو کہتے تھے کہ میرے نزدیک موت زندگی سے بہتر ہے اسی طرح کا معنی صحیح بھی ہے؛ نہ یہ کہ وہ یہ چاہتے ہوں کہ اصلا زمین پر رہنا نہیں چاہیے۔

بدن، نفس کی ترقی و کمال کا وسیلہ

خداوند عالم نے ہم کو عقل دی ہے، علم دیا ہے، قدرت و طاقت دی ہے، اعضاء و جوارح آنکھ، کان، ہاتھ و پیر دیے ہیں؛ تاکہ ان کے ذریعہ ہر وقت کوئی نہ کوئی کام انجام دیتے رہیں اور کمال کی جانب بڑھتے رہیں اور آخر کار قیامت میں کسی مقام پر فائز ہوں۔

اگر انسان مر جائے اور اس کی قدرت وطاقت بھی ختم ہو جائے تو اس کا نفس بھی کوئی ترقی و بلندی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

مومن خداوند عالم سے ملاقات کا مشتاق ہے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں ارشاد فرمایا: وَلَولاَ الاَجَلُ الَذی کَتَبَ اللهُ عَلَیهِم، لَم تَستَقِرَّ اَروَحُهُم فِی اَجسَادِهِم طَرفَةَ عَینٍ، شَوقاً اِلَی الثَّوَابِ وَ خَوفاً مِنَ العِقَابِ[1] -

---

۱- معانی الاخبار، ص۱۸۹۔

Presented by Ziaraat.Com

متقی لوگوں کے درمیان اگر خداوند عالم موت کو معین نہ کرتا تو ثواب الٰہی کے اشتیاق اور عذاب خدا کے خوف کی شدت میں ایک پلک جھپکنے کی مدت برابر بھی ان کی روح ان کے بدن میں باقی نہیں رہتی اور فوراً عالم قدس کی جانب پرواز کر جاتی۔

اس فرمائش کا مطلب بھی یہی ہے کہ عالم اعلیٰ کی جانب پرواز نہ کرنے کی علت بھی موت کا زمانہ نہ آنا ہے کہ جو خداوند عالم نے افراد کے کمال حاصل کرنے کے لیے معین کر رکھا ہے؛ اور اس صورت میں زندگی موت سے بہتر ہے۔

بہرحال، دنیا مکارم اخلاق اور فضیلت و کمال کو حاصل کرنے کا گھر ہے؛ جب تک انسان زندہ ہے اپنی قدر سمجھنی چاہیے، جب تک سانس آرہے ہیں کلمہ توحید زبان پر جاری رہے جیسے ہی سانس بند ہوا تو ایک حرف کے ادا کرنے کی بھی فرصت نہیں ہوگی۔

کمونت که چشم است اشکی ببار
زبان در دهانست عذری بیار
کنون بایدت عذر تقصیر گفت
نه چون نفس ناطق ز گفتن بخفت
غنیمت شمار این گرامی نفس

۱- نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۹۱، کہ جو خطبہ ہمام کے نام سے معروف ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

که بی مرغ قیمت ندارد قفس۔[1]

(جب تک آنکھ ہے آنسو بہاؤ، منھ میں زبان ہے عذر خواہی کرو، ابھی اپنی تقصیر پر معذرت کر سکتے ہو جیسے ہی سانس بند ہوا کچھ نہیں کہہ سکتے، اس سانس کو محترم شمار کرو کہ بغیر پرندہ کے پنجرہ کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔)

ہمارے مرحوم بھائی جناب الحاج ہادی ابہری مریض تھے، ہم ان کے علاج کے لیے بہت کوشش کر رہے تھے؛ ہمارے ایک دوست سے انہوں نے کہا تھا: میری موت آنے والی ہے اور یہ سید محمد حسین بھی جانتا ہے کہ میں مرنے والا ہوں لیکن پھر بھی یہ اپنی کوششوں میں لگا ہوا ہے کہ میں ایک مرتبہ کلمہ لاالہ الا اللہ زیادہ کہہ سکوں۔

بالکل صحیح بات ہے۔ ایک مرتبہ کلمہ لاالہ الا اللہ کہنا وہ بھی خداوند عالم کے ہاتھ میں ہے، اور اس کے کہنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ موت اس سے پہلے لکھی ہوئی نہیں تھی اور پروردگار کا ارادہ ازلی اس سے متعلق نہ تھا؛ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اختیارات سلب ہوگئے ہیں اور انسان جب تک مختار ہے کلمہ لاالہ الا اللہ کہنے کی کوشش کرتا رہے؛ اَلعَبدُ یُدَبِّرُ وَ اللّٰهُ یُقَدِّرُ[2]۔

۱۔ تفسیر روح البیان، ج ۲، ص ۲۱۹۔

۲۔ بندہ اپنے وظیفہ کے مطابق امور میں تدبیر و کوشش کرتا ہے لیکن جو کچھ مشیت الٰہی اور تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (تدبیر کی چلتی نہیں تقدیر کے آگے)

Presented by Ziaraat.Com

انسان مر جاتا ہے، اور اس دنیا سے اس عالم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے؛ اس دنیا میں جو عمل بھی انجام دیا ہے اس کا نتیجہ ثابت و حاضر ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں: کون گیا ہے کہ جو آخرت کی خبر لے کر آئے کہ جنت و جہنم ہے، وہاں حور العین ہیں، مالک دوزخ ہے خازن جنت ہے؟ جناب !

اس دنیا میں خوش رہو! یہ سب افسانہ ہے، انبیاء نے یہ سب باتیں بنائی ہیں تا کہ سر کش و سر پھرے لوگوں کو کنٹرول کر سکیں اور معاشرے میں اجتماعی عدالت قائم ہو سکے۔ یہ بات، بہت ہی کوتاہ فکر لوگوں کی سوچ ہے۔ اس لیے کہ

اولا: انسان مختار و عاقل کے لیے احساس ذمہ داری، اس کی فطرت کا تقاضا ہے؛ یہ صرف انبیاء سے مخصوص نہیں ہے۔ یہ کائنات یونہی بے کار نہیں ہے، بلکہ یہ نظام کائنات ایک عجیب و غریب سلیقہ و نظم و انضباط بر حق پر منطبق ہے، اور انسان اس وسیع و عریض اور عجیب و غریب کائنات کا ایک جزء ہے اور انسان کا اختیار اس کو اس عالم تکوینی میں خیر و شر کے دو راہے پر کھڑا کر دیتا ہے اور یہ وہی احساس ذمہ داری و تعہد کا مطلب ہے۔ اسی طرح اس کائنات کا ہر موجود بلکہ ہر ذرہ کی یہی ذمہ داری و وظیفہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

انسان کو اس امر کلی سے باہر نکالنا اور بے کار و عبث اور بے مقصد تصور کرنا، اس کائنات کی بنیاد اور ہدف پر ایک بہت بڑی ضرب ہے کہ جس کا نتیجہ عالم ہستی اور اصل مبداء سے انکار ہے۔

ثانیا: وحی سے انکار اور عالم غیب سے رابطہ کا ناممکن ہونا اور عالم متافیزیک سے انکار، آج کی دنیا کے متفکرین کی نظر میں کوئی رونق نہیں رکھتا اور صرف ایک باطل چیز تصور کی جاتی ہے، دنیا کی یونیورسٹیاں ان حقائق تک رسائی کے لیے ایسی ایسی راہیں طے کر رہی ہیں اور حکمت الٰہیہ اور عرفان ربانی سے قریب ہونے کے لیے نور حقیقت کی چمک و درخشش سے امید کی کرن ان کے دلوں پر مژدہ و نوید دے رہی ہے۔

حکمت متعالیہ میں براہین قاطعہ کی بنیاد پر غیب و ملکوت کے عوالم کا وجود دلیلوں سے ثابت ہوچکا ہے اور غور و فکر کے لحاظ سے کوئی اعتراض و انتقاد کی جگہ نہیں ہے۔

موت کے بعد کے حالات کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبریں

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور اس قدر مشاہدات عجیب و غریب، جنت و جہنم کی کیفیت و خصوصیات معذب و متنعم افراد کے حالات بیان فرمائے ہیں، اور ہمارے نزدیک حضرت رسول

Presented by Ziaraat.Com

اکرم ﷺ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے حق ہے اور آپ ہمارے لیے بہتری لے کر تشریف لائے ہیں۔

اور پھر حضرت رسول اکرم ﷺ جو معراج پر تشریف لے گئے اور جو کچھ دیکھا اور تشریف لا کر ہمارے لیے بیان فرمایا یہ سب مادی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے اس لیے کہ مادی و حسی آنکھ صرف اجسام اور اس کے آثار کو دیکھ سکتی ہے نہ کہ عالم معنی اور معنوی صورتوں کو، اور جنت و جہنم اور ان کی خصوصیات کو درک کرنا اور ان کے مختلف منازل و مراحل اور عالم قدس کے لیے دل کی آنکھوں کی ضرورت ہے۔

پس جو لوگ کہتے ہیں کہ کوئی نہیں گیا کہ جو خبر لائے ان کا مطلب یہ ہے کہ مردوں میں سے کوئی واپس نہیں آیا ہے تاکہ جو کچھ اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو وہ اپنی زبان سے ہم کو سنائے۔

اور یہ منطق غلط ہے، اس لیے کہ اگر کوئی مردہ بالفرض پلٹ کر بھی آجائے تو وہ بھی جو کچھ اس نے اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھا ہوگا بیان کرے گا اور جو کچھ زبان پر لائے گا وہ اس کی زبان دل سے ہوگا اس لیے کہ مردہ کے لیے بھی محال ہے کہ اپنی مادی آنکھوں سے کچھ دیکھے اور ہم کو خبر دے۔ لہٰذا اگر کوئی مردہ واپس بھی آجائے اور ہم سے گفتگو کرے اور ہمیں سارے حالات بتائے تو یقینا اس نے سب کچھ اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

زبان دل سے گفتگو کرہا ہے اور یہی مطلب انبیاء عظام حضرت رسول اکرم ﷺ کے لیے صادق ہے اس لیے کہ وہ تشریف لے گئے ہیں اور آ کر ہم کو خبر دی ہے۔

معراج یعنی اس عالم حس ومادہ سے سفر عالم برزخ و عالم قیامت واسماء و صفات الٰہیہ کی جانب اور ورود حرم حضرت کبریائی وحریم مقام عزو جل؛ اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی معراج میں کوئی شک وتردید نہیں ہے۔

ثالثاً: یہ جو کہتے ہیں کہ کوئی نہیں گیا کہ وہاں سے خبر لے کر آئے، یہ جملہ استدلال کے مقام پر، ذمہ داری کو ختم کرنے کے لیے کافی نہیں ہے اور انسان کو اس کی مرضی کے مطابق خودسرانہ آزاد نہیں کر سکتا۔

اس لیے کہ جملہ یہ ہے کہ کوئی نہیں گیا کہ جو خبر لائے، یہ نہیں ہے کہ کوئی گیا ہے تاکہ خبر لے کر آئے اور ان دونوں جملوں میں بہت بڑا فرق ہے، اگر کوئی گیا ہوتا اور جنت و جہنم کے نہ ہونے کی خبر لاتا تو شاید یہ کافی تھا لیکن کوئی گیا ہی نہیں اور کوئی خبر بھی نہیں لایا یہ بات ان کے نہ ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ ممکن ہے اس طرح کی مقامات موجود ہوں لیکن کوئی دنیا سے گیا ہی نہیں کہ جو ان مقامات کے متعلق خبر لے کر آتا۔

ہمارے ماں باپ رشتہ دار اور دوست و احباب گئے ہیں لیکن واپس نہیں آئے، نہ ہی ان کے ہونے کی اور نہ ان کے نہ ہونے کی، تو کہاں سے پتہ چلا کہ جنت و جہنم نہیں ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

لہٰذا اس قیامت و حساب و کتاب کا پایا جانا ممکن ہے اور ان کے نہ ہونے پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے، تو پھر انسان کے پاس کون سی عقلی دلیل ہے کہ خود کو بغیر کسی ذمہ داری کے آزاد رہنے دے؟۔

احتمالی نقصان و ضرر سے دفاع، عقلی حکم ہے

بوعلی سینا کہتے ہیں: کُلُّ ما قَرَعَ سَمعَکَ مِنَ الغَرائِبِ فَذَرهُ فِی بُقعَةِ الاِمکَانِ ما لَم یَذُدکَ عَنهُ قَائِمُ البُرهَانِ۔[1]

۱۔ یہ عبارت شیخ، مشہور و معروف ہے کہ جو بہت سی کتابوں میں نقل ہوئی ہے۔ اور یہاں پر امکان سے مراد، احتمال عقلی ہے نہ کہ امکان ذاتی۔ حکیم سبزواری نے شرح منظومہ صفحہ ۴۶ پر جملہ "غرر فی ان المعدوم لایعاد یعینہ" کے ضمن میں کہا ہے: "ومعنی الامکان خلاف الاعتقاد الجازم، اعنی الاحتمال، فی مثل قولھم"ذرفی بقعة الامکان " ما موصولہ لم یذدہ ای لم یدفعہ قائم البرھان؛اشارة الی جواب دلیل آخر اقناعی لھم، وھو ان الاصل فیما لا دلیل علی امتناعہ و وجوبہ ھو الامکان؛ کما قال الحکماء: کل ما قرع سمعک من الغرائب فذرہ فی بقعة الامکان مالم یذدک عنہ قائم البرھان"

شیخ رئیس نے اپنی کتاب اشارات کے آخر میں تمام اشارات بیان کرنے کے بعد ایک جملہ بعنوان نصیحت تحریر کیا ہے وہ یہ ہے:

" ایاک ان یکون تکیسک و تبروک عن العامة ھو ان تنبری منکرا لکل شئی،فذالک طیش و عجز۔ ولیس الخرق فی تکذیبک ما لم یستبن لک بعد جلیتہ، دون الخرق فی تصدیقک مالم تقم بین یدیک بینتہ؛ بل علیک الاعتصام بحبل التوقف۔ وان ازعجک استنکار مایوعاہ سمعک، مالم تتبرھن استحالتہ لک؛ فالصواب ان تسرح امثال ذالک الی بقعة الامکان، مالم یذدک عنہ قائم البرھان"

یہ کلام کتاب اشارات کی چوتھی جلد کے آخری صفحہ پر تحریر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہر چیز کہ جو آپ کے کان تک پہنچے اور اس کے ممتنع ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو تو اس کو امکان کے زمرہ میں رکھو۔

اور یہاں پر قیامت کا امکان پایا جاتا ہے اور اس پر ہمارے صادق شاہد اور مصدق و موید حضرت رسول اکرم ﷺ اس کے ہونے کے بارے میں شہادت و خبر دیتے ہیں، تو ضرر محتمل کا دفاع مستقلات عقلیہ میں سے ہے اور کوئی احتمال اس کے نہ ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ملحد شخص کہ جو مبداء عالم و قادر اور دوبارہ زندہ ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتا تھا اس کے ساتھ مناظرے کے دوران اسی طرح معاد و حساب وکتاب کو ثابت فرمایا اور اس کو اپنی دلیلوں کے ذریعہ قانع کیا ہے۔

حضرت نے اس مادی عقیدہ رکھنے والے سے فرمایا: اگر بالفرض کوئی خدا نہ ہو اور قیامت و معاد کا بھی کوئی وجود نہ ہو اور کوئی حساب وکتاب نہ ہو، تو آخر کار ہمارا اور تمہارا معاملہ برابر رہے گا اور ہم کسی نقصان میں نہیں رہیں گے لیکن اگر خدا ہو اور قیامت بھی واقع ہونے والی ہو اور جساب وکتاب بھی ہو تو پھر ہمارے اور تمہارے درمیان بہت زیادہ فرق ہوگا ہم ان اعمال کے انجام دینے سے جنت و نعمت میں ہوں اور تم جہنم و عذاب میں[1]۔

۱۔ احتجاج، طبرسی، ج۲، ص۷۵۔

Presented by Ziaraat.Com

اس احتمال کی بر طرفی کے لیے نیک اعمال و اچھے کردار وعقائد پر گامزن ہونے کے لیے کوئی گریز باقی نہیں رہتا ہے۔

نیک و پاک سیرت افراد کا عالم برزخ سے رابطہ

ورابعا: ہم میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی سطح کے مطابق اپنی زندگی کے دوران کبھی نہ کبھی خواب میں کسی نہ کسی مردہ کو ضرور دیکھا ہے اور اس کے حالات سے باخبر ہوئے اور کبھی کبھی ایسے حالات بھی ہم کو بتائے جاتے ہیں کہ جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، مثلاً کسی مردہ نے کہا کہ میں فلاں مقدار میں فلاں شخص کا کہ جو فلاں شہر کے فلاں محلّہ میں رہتا ہے مقروض ہوں آپ میرا قرض ادا کر دو جب اس جگہ جا کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ واقعاً اسی مقدار میں اس شخص کا قرضدار تھا اور کبھی کبھی خود قرض دینے والا بھول جاتا ہے اور کافی سوچنے کے بعد یاد آتا ہے اور پھر وہی مردہ شخص خواب میں آکر کہتا ہے کہ میرا قرض اترنے کے بعد مجھ کو آرام و سکون ملا، اور اس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

یہ وہی روابط ہیں کہ جہاں انسان کا نفس عالم مثال سے برقرار کرتا ہے اور حالت خواب یا عالم بیداری میں وہاں کے حالات سے باخبر ہوتا ہے اور اس عالم مادی میں محسوس کرتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کبھی کبھی پاک دل اور صاف نیت انسان بیداری کے عالم میں ہی عالم برزخ سے رابطہ پیدا کرلیتے ہیں ، ارواح سے گفتگو کرتے ہیں اور قبر کے حالات اور برزخ کی خبریں ہمارے لیے بیان کرتے ہیں۔

یہ افراد اولا اس قدر عدالت و تقوی و صدق کے عظیم مقام پر فائز ہوتے ہیں، جھوٹ کی نسبت ہزاروں احتمالات میں سے ایک احتمال کی برابر بھی ان کی طرف نہیں دی جاسکتی۔ وثانیا اگر چہ اس طرح کے لوگ دنیا میں بہت کم ہیں لیکن پھر بھی بہت ہیں۔ وثالثا اس طرح کے افراد کے بیان کیے ہوئے ایسے حالات کہ جو حقیقت پر مبنی ہوں اور ایک دوسرے سے بہت زیادہ شباہت رکھتے ہوں اور مختلف صورت میں بیان ہوئے ہوں کہ جس سے ہر ایک داستان ہمارے لیے غیب سے پردہ اٹھاتی ہیں بہت زیادہ ہیں۔

وادی السلام نجف اشرف میں شیخ عباس قمی کا واقعہ

جناب محدث قمی کہ جنہوں نے متعدد کتابیں تالیف کی ہیں جیسے "سفینۃ البحار"، "الکنی و الالقاب" وغیرہ جن کے صدق و تقوی اور ورع میں کسی کو بھی شک نہیں ہے بہت سے قابل اطمینان افراد نے ان سے بغیر کسی واسطہ کے واقعہ بیان کیا ہے :

میں ایک روز نجف اشرف کے وادی السلام قبرستان میں اہل قبور مومنین کی زیارت کے لیے گیا ہوا تھا۔ اسی دوران دور سے ایک ایسے اونٹ کی

Presented by Ziaraat.Com

وحشت ناک آواز آئی کہ جیسے اس کو ذبح کیا جارہا ہو وہ چیخ رہا ہو اور رو رہا ہو ایسا لگ رہا تھا کہ پوری سرزمین وادی السلام اس کے چیخنے سے لرز رہی ہے۔

میں بہت جلدی سے اس اونٹ کی طرف دوڑا تاکہ اس کو نجات دلاسکوں جب میں قریب پہنچا تو دیکھا اونٹ نہیں ہے بلکہ ایک جنازہ ہے کہ جس کو دفن کے لیے لایا گیا ہے اور یہ چیخیں اس جنازے سے نکل رہی ہیں اور وہ لوگ جو اس کو دفن کرنے آئے تھے ان کو اصلا کوئی آواز نہیں آرہی ہے وہ بہت سکون و آرام سے اس دفن کرنے میں مشغول ہیں۔

یقینا یہ جنازہ کسی ظالم و ستمگر انسان کا تھا کہ جو مرتے ہی اس طرح کے عذاب میں مبتلا ہو چکا تھا، یعنی دفن سے پہلے ہی عذاب قبر شروع ہو چکا تھا اور برزخی حالات دیکھ کر وحشت زدہ اور گریہ وزاری میں مشغول تھا۔

تخت فولاد اصفہان میں آیت اللہ گلپائیگانی کا واقعہ

مرحوم آیت اللہ جناب سید جمال الدین گلپائیگانی رضوان اللہ علیہ اس طرح کے واقعات بہت زیادہ بیان کرتے تھے۔ وہ اپنے زمانے میں نجف اشرف میں شیعوں کے عظیم مرجع تقلید تھے اور مرحوم نائینی کے شاگرد رشید تھے اور علم و عمل میں زبان زد عام و خاص تھے اور پاکیزگی نفس و کرامت و قدر و منزلت میں کسی کے لیے بھی شک و شبہ نہیں ہے وہ نفس کی حفاظت اور خواہشات نفسانی سے اجتناب میں پہلا مقام رکھتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

ان کی مناجات و گریہ وزاری کی آواز سے ان کے تمام ہمسایہ باخبر تھے۔ ہمیشہ صحیفہ مبارکہ سجادیہ ان کے کمرے میں ان کی تنہائی کا ساتھی تھا جب بھی مطالعہ سے فارغ ہوتے دعا پڑھنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔آپ کی سوزش آہ، جاری آنسو، موثر کلام اور دل دردمند تھا۔

آپ نے نوے سال سے زیادہ عمر پائی اور اب تقریباً انیس سال ان کے انتقال کو ہو چکے ہیں۔

دوران جوانی شہر اصفہان میں تعلیم حاصل کی اور حضرت آیت اللہ جناب حسین بروجردی کے ہم درس رہے ہیں اور آیت اللہ بر جردی جن دنوں میں بروجرد میں مقیم تھے یا قم میں مقیم رہے ہمیشہ ان سے خط وکتابت جاری رکھا اور بعض مشکل مسائل و حوادث میں ان کی مدد حاصل کیا کرتے تھے۔

بندہ حقیر سات سال تک نجف اشرف میں تحصیل علم کے دوران مقیم تھا تو ہر ہفتہ ایک دو مرتبہ آپ کے گھر جاتا تھا ایک گھنٹہ ان کی خدمت میں رہتا وہ اگرچہ بہت راز دار اور مخفی وکتمان کرتے تھے پھر بھی اپنے دل کے حالات چاہے اصفہان کے دوران کے ہوں یا نجف اشرف کے مجھ سے بیان کرتے تھے وہ مطالب بھی کہ جو اپنے خصوصی افراد سے بھی چھپاتے تھے۔

ان کا گھر نجف اشرف میں محلّہ حویش میں تھا وہ اپنے گھر کے دو منزلہ پر ایک چھوٹے سے کمرے میں رہتے تھے اور میں جب بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو مجھ سے تمام حالات و مکاشفات بیان کرتے تھے اور جیسے ہی زینہ

Presented by Ziaraat.Com

سے کسی کے آنے کی آہٹ محسوس کرتے چاہے وہ آنے والا ان کا قریب ترین فرد ہی ہو پھر بھی بات کو کاٹ دیتے تھے اور علمی و فقہی بحث چھیڑ دیتے تھے تا کہ آنے والے کو یہی محسوس ہو کہ ہم دونوں علمی بحث و مباحثہ میں ہی مشغول تھے۔

وہ فرماتے تھے : میں نے جوانی کے عالم میں کہ جب اصفہان میں رہتا تھا دو بزرگ اساتذہ کی خدمت میں مشرف ہوا آخوند کاشی اور جہانگیر خان ان دونوں سے درس اخلاق و سیر و سلوک حاصل کرتا اور وہ میرے مربی تھے۔

انہوں نے مجھ کو دستور دیا تھا کہ میں شب جمعرات و شب جمعہ شہر اصفہان سے باہر جاؤں اور قبرستان تخت فولاد میں جا کر کچھ دیر عالم ارواح و موت کے بارے میں فکر کروں اور کچھ وقت عبادت کروں اور صبح واپس آ جاؤں۔

میری عادت یہ تھی کہ میں شب جمعرات و شب جمعہ جاتا اور ایک دو گھنٹے قبر و مقبروں کے درمیان گھومتا رہتا اور فکر کرتا رہتا اور پھر کچھ دیر آرام کرتا اور اس کے بعد نماز شب و مناجات میں مشغول ہو جاتا تھا وہیں پر نماز صبح بجالاتا اور اس کے بعد شہر میں واپس آتا تھا۔

وہ فرماتے تھے : ایک شب سردی کے موسم میں ہوا بہت ٹھنڈی تھی .برف برس رہا تھا میں نے عالم ارواح کے بارے میں فکر کرنے کے لیے شہر

Presented by Ziaraat.Com

سے باہر نکلا اور قبرستان تخت فولاد پہنچا اور ایک مقبرہ میں پہنچ کر چاہا اپنا کھانے کا رومال کھولکر کچھ کھانا کھاؤں اور کچھ دیر سو کر آدھی رات سے نماز شب و عبادت و مناجات کے لیے اٹھوں گا۔

اسی عالم میں دیکھا کہ کوئی مقبرہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے میں نے دیکھا کہ کوئی جنازہ ہے کہ جو اسی صاحب مقبرہ کے رشتہ دار کا ہے شہر اصفہان سے لائے ہیں تا کہ وہاں پر جنازہ رکھکر قبرستان کا قاری قرآن کریم کی تلاوت کرے اور وہ لوگ پھر صبح میں آکر اس کو دفن کر دیں۔

ان لوگوں نے جنازہ کو رکھا اور چلے گئے اور قاری قرآن تلاوت میں مشغول ہو گیا۔

میں اپنے ہاتھ میں رومال کھولے ہوئے بیٹھا تھا اور کھانا کھانا ہی چاہتا تھا کہ دیکھا عذاب کے فرشتہ آئے ہیں اور اس پر عذاب نازل کرنا شروع کر دیا ہے۔

یہ جملہ خود ان مرحوم کا ہے: اس طرح آگ کے کوڑے اس مردہ کے سر پر مار رہے تھے کہ آگ آسمان سے باتیں کر رہی تھی، اور اس مردہ سے ایسی آوازیں نکل رہی تھیں کہ گویا اس پورے قبرستان میں زلزلہ آگیا ہو۔ مجھ کو نہیں معلوم کہ اس نے کیا گناہ کیا تھا وہ کوئی ظالم و ستم گر تھا کہ اس طرح اس پر عذاب ہو رہا تھا اور قاری قرآن کو کچھ خبر نہیں تھی وہ آرام سے جنازے کے کنارے بیٹھا ہوا قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

میں یہ منظر دیکھ کر بے حال ہوگیا میرا بدن لرز اٹھا، رنگ زرد پڑ گیا میں نے قبرستان کے نگہبان سے اشارہ میں کہا کہ میری حالت خراب ہورہی ہے دروازہ کھولو مجھ کو باہر نکالو پر وہ کچھ نہ سمجھ پایا میں اس سے کہنا چاہتا تھا پر آواز نہیں نکل رہی تھی اور بدن میں حرکت باقی نہیں رہی تھی۔

آخرکار اس کو کسی طرح سمجھایا کہ دروازے کو کھولے میں باہر جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: جناب ہوا بہت ٹھنڈی ہے برف سے ساری زمین سفید ہوچکی ہے اور راستہ میں بھیڑیے بھی ہیں وہ آپ کو کھاجائیں گے۔

میں جتنا بھی اس کو سمجھانے کی کوشش کرتا کہ مجھ میں یہاں رہنے کی طاقت نہیں ہے وہ نہیں سمجھ پارہا تھا۔

آخرکار میں خود دروازے کی طرف گستا دروازے کو کھولا اور باہر نکل گیا اصفہان تک اگرچہ زیادہ راستہ نہیں تھا پھر بھی بہت مشکلات کے ساتھ پہنچ گیا کئی مرتبہ زمین پر گرا اپنے کمرے تک پہنچا ایک ہفتہ مریض پڑا رہا اور مرحوم آخوند کاشی و جہانگیر خان آتے میرے عیادت کرتے اور مجھ کو دوا دیتے اور جہانگیر خان میرے لیے کباب بناتے اور زبردستی مجھ کو کھلاتے یہاں تک کچھ دنوں میں مجھ میں طاقت آگئی۔

قیامت کے منکرین سے کہا جائے: کیا یہ بھی انکار کے قابل ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وادی السلام نجف میں آیت اللہ گلپایگانی کی روحوں سے ملاقات

مرحوم جناب سید جمال فرماتے ہیں: میں جس وقت اصفہان سے نجف اشرف حاضر ہوا ایک مدت تک لوگوں کو ان کی برزخی حالت میں دیکھتا تھا یعنی پرندوں حیوانات وشیاطین کی شکل میں یہاں تک کہ یہ حال دیکھتے دیکھتے تھک گیا۔

ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم مطہر میں مشرف ہوا اور حضرت سے درخواست کی کہ مجھ سے اس حالت کو برطرف فرمائیں میں یہ منظر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت نے مجھ سے اس حالت کو لے لیا اور اس کے بعد سے میں لوگوں کو ان کی عادی حالت میں دیکھتا ہوں۔

اور وہ فرماتے تھے: ایک روز موسم بہت گرم تھا میں وادی السلام میں ارواح مومنین کے لیے فاتحہ پڑھنے گیا، ہوا گرم ہونے کی وجہ سے ایک مقبرہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھ گیا اپنے سر سے عمامہ اتارا اور عبا کو پھیلایا تاکہ کچھ دیر آرام کرلوں اور پھر واپس جاؤں اسی عالم میں دیکھا بہت سے مردے پھٹے پرانے کپڑوں میں میری طرف آرہے ہیں اور مجھ سے شفاعت کی درخواست کررہے ہیں کہ ہماری حالت بہت خراب ہے آپ خداوند عالم سے ہماری بخشش کی سفارش فرمائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نے ان لوگوں سے ناراض ہونے کی صورت میں ان سے کہا: دنیا میں جو کچھ بھی تم سے کہا گیا تم نے ایک نہ سنی اور اب جب وقت گذر چکا ہے بخشش کا مطالبہ کر رہے ہو؟ اے متکبرو! میرے پاس سے چلے جاؤ۔

وہ فرماتے تھے: وہ مردے عربوں کے ایسے بوڑھے لوگ تھے کہ جو اپنی زندگی میں تکبر کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اور ان کی قبریں وہیں اسی مقبرے کے قریب تھیں کہ جہاں میں لیٹا ہوا تھا۔

آیت اللہ گلپائیگانی کی بہشتی حوروں سے ملاقات

اور فرماتے تھے: میں ایک روز بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک باغ میں وارد ہوا کہ جو بہت زیادہ خوبصورت و مجلل تھا اور وہاں بہت دلفریب مناظر موجود تھے۔ وہاں کی زمین کی مٹی بہت دلربا تھی اور درخت بہت زیادہ سرسبز و شاداب اور ان کی نسیم جان افزا دھیمی دھیمی چل رہی تھی۔

میں باغ میں وارد ہوا اور اس کے درمیان پہنچ گیا میں نے دیکھا ایک بہت بڑی حوض صاف شفاف پانی سے بھری ہوئی اس قدر صاف کہ اس کے نیچے کا ریت بھی صاف چمک رہا تھا۔

اس حوض کے کنارے چاروں طرف کچھ جوان و خوبصورت لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں اتنی حسین کہ شاید کسی آنکھ نے ایسی خوبصورت لڑکیاں نہ

Presented by Ziaraat.Com

دیکھی ہوں وہ حوض میں اپنا ایک ایک ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے کھیل رہی تھی اور حوض کے پانی کو اپنے ہاتھوں سے کنارے کنارے بہارہی تھیں۔

ان میں سے ایک ان کی سردار تھی کہ جو سب سے زیادہ خوبصورت اور سجی بنی تھی وہ اشعار پڑھ رہی تھی اور یہ تمام لڑکیاں اس کا جواب دے رہی تھیں۔

وہ ایک طولانی قصیدے کا ایک ایک شعر پڑھ رہی تھی کہ جس کے ہر بند میں خدا کو خطاب تھا کہ کس وجہ سے قوم عاد کو ہلاک کیا اور کس وجہ سے قوم ثمود کو ہلاک اور کیوں فرعونیوں کو دریا میں ڈبو دیا وغیرہ وغیرہ۔

اور چوں کہ ہر شعر کسی ایک خاص قوم سے مربوط تھا جب وہ ختم ہوتا تو لڑکیاں جواب میں کہتیں کس حساب وکتاب سے؟

اسی طرح وہ لڑکیوں کی سردار اشعار پڑھتی جارہی تھی اور یہ سب جواب دیتی جارہی تھیں۔

میں بھی ان کے قریب پہنچا لیکن دیکھا کہ سب مجھ سے نامحرم ہیں لہٰذا میں نے اس حوض کا ایک چکر لگایا اور ان سے دور ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ باغ سے باہر نکل گیا۔

مرحوم جناب سید جمال ایک مومن اور قرآن کریم کا ورد کرتے تھے کہ جن کی کئی سلسلوں اور واسطوں سے مکتب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت تربیت ہوئی تھی لیکن چونکہ مقام کمال روحی پر پہنچنے سے پہلے یہ مکاشفہ ان کے لیے

Presented by Ziaraat.Com

ہوا اور ان کی فکر و خیال میں قوم ثمود و عاد و نوح کی ہلاکت کے متعلق سوال تھا اور غیبی اسباب ان کے لیے حل نہیں ہوئے تھے لہٰذا عالم معنی میں اعتراض کی شکل میں بہشتی حوریں متجلی ہوئیں ورنہ عالم معنی اور تجرد میں کوئی اعتراض کا مقام نہیں ہے اور سب ملاء اعلی اس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول و مصروف ہیں۔

لیکن یہاں پر ایک اہم نکتہ یہ تھا کہ جو مرحوم کے لیے بشارت بھی تھی کہ انہوں نے حوروں کو اپنے اوپر نامحرم دیکھا گویا یہ ایک خوشخبری و مژدہ تھا کہ وہ محل شک و اعتراض سے گذر جائیں گے اور حضرت احدیت کی ذات مطلق کی تسبیح و تقدیس کی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ جیسا کہ آپ کی زندگی کے اواخر کے مکاشفات سے ظاہر ہے کہ اس عظیم مقام پر فائز ہو چکے تھے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

کیا خداوند عالم کے کلام کی اہمیت اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائشات کی منزلت جناب سید جمال وغیرہ سے بھی کم ہے؟

خداوند عالم کی قیامت کے بارے میں تنبیہ

خداوند عالم نے کیا ہی خوب ارشاد فرمایا ہے قرآن کریم کے سورہ قیامت میں: وُجُوهٌ يَومَئِذٍ نَاضِرَةٌ* اِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت بہت سے چہرے خوشحال وخرم ہوں گے اور اپنے پروردگار کی جانب دیکھ رہے ہوں گے اور اس کی تجلیات کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے اور خداوند عالم کو اس کے جلووں میں دیکھیں گے۔

وَجُوهٌ يَومَئِذٍ بَاسِرَةٌ* تَظُنُّ اَن يُفعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ۔

اور وہاں کچھ چہرے افسردہ ہوں گے کہ غم اندوہ ان کو ڈھانپے ہوگی کدورت و گرفتگی ان کا احاطہ کے ہوئے ہوگی وہ گمان کر رہے ہوں گے کہ سخت و دردناک عذاب آنے والا ہے کہ جو کمر توڑ دے گا۔

كَلاَّ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِىَ* وَقِيلَ مَن رَاقٍ* وَ ظَنَّ اَنَّهُ الفِرَاقُ* وَ التَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ* اِلَى رَبِّكَ يَومَئِذٍ المَسَاقُ۔

نہیں ہر گز ایسا نہیں ہے کہ جو تم گمان کرتے ہو، اور قیامت کا انکار کرتے ہو؛ بلکہ جس وقت انسان کی جان سینے تک پہنچ جائے گی اور انسان کے گلے کے آخری مرحلے میں دم ہوگا اور اس وقت کہا جائے گا: اس کا علاج کرنے والا کون ہے اور اس کو دعا و تعویذ کون دے گا؟ اس وقت سب کے ہاتھ کوتاہ ہوں گے اور امید ٹوٹ چکی ہوگی اور وہ اپنی جدائی و فراق کو قریب دیکھ رہا ہوگا، اس کے پیروں کی پنڈلیاں آپس میں مل چکی ہوں گی اور ہلنے کی بھی طاقت نہ ہوگی (یا یہ کہ یہی حالت احتضار و سکرات موت کہ جسم کے ڈھلنے کا وقت ہے اور ساقہ آخرت یعنی عوالم غیب کے طلوع ہونے کا موقع آنے والا ہے یا یہ کہ رحمت و غضب کے فرشتے اس قدر زیادہ اس کے اطراف جمع ہوگئے ہیں کہ

Presented by Ziaraat.Com

ساقہ یعنی اس کو کوچ دلا رہے ہیں اس مقام دنیوی سے اخروی کی جانب) اس وقت اس کو اس کے پروردگار کی جانب کوچ دلانے کا وقت ہے اے ہمارے پیغمبر!۔

فَلاَ صَدَّقَ وَ لاَ صَلّی* وَ لَکِن کَذّبَ وَ تَوَلّی* ثُمَّ ذَهَبَ اِلَی اَهلِهِ یَتَمَطّی* اَولَی لَکَ فَاَولَی* ثُمَّ اَولَی لَکَ فَاَولَی-

یہ آیات ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذاق اڑاتا تھا اور آنحضرت کی نماز و روزہ و زکات اور قیامت کی جانب دعوت کو افسانہ کہتا تھا۔ آیت کہتی ہے:

وہ نہ صدقہ دیتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے بلکہ خداوندعالم کا انکار اور روز قیامت کی تکذیب کرتا ہے اور دنیا کی حقیقت و کلام خدا و رسول سے پیٹھ پھراتا ہے اور پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے اپنے گھر والوں کے پاس متکبرانہ انداز میں جاتا ہے اور ان کے سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جسارت پر افتخار کرتا ہے۔

جی ہاں! وہ جہنم کا مستحق ہے، پس ہر چیز سے زیادہ وہ دوزخ کی آگ کا مستحق ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اَیَحسَبُ الانسَانُ اَن یُترَکَ سُدًی* اَ لَم یَکُ نُطفَةً من مَنیً یُمنَی* ثُمَّ کَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی* فَجَعَلَ مِنهُ الزَّوجَینِ الذَّکَرَ وَ الأُنثَی* اَ لَیسَ ذَالِکَ قَادِرٍ عَلَی اَن یُحیَ المَوتَی[۱]۔

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ بیکار پیدا کیا گیا ہے اور اس خلقت کے مقابل اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ کیا اس انسان کی اصل ایک بہنے والی منی نہیں تھی؟ پھر اپنی ماں کے رحم میں علقہ کی شکل میں آیا اور پھر علقہ سے جما ہوا خون بن گیا اس کے پروردگار نے ایک معین و مشخص صورت عطا کی اور اعضاء و جوارح اور حواس دیے اور غرائز وملکات پر اس کو صحیح سالم قرار دیا اور وہ خدا کہ جس نے انسان میں مرد و عورت کو خلق فرمایا تو کیا وہ پروردگار مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا ہے اور ان کو ان کے اعمال کا بدلہ نہیں دے سکتا ہے۔

روایت میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس آیت کی بہت زیادہ تلاوت فرماتے تھے : اَیَحسَبُ الانسَانُ اَن یُترَکَ سُدًی۔ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ بیکار پیدا کیا گیا ہے اور اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا گیا ہے؟ اور اشک آپ کی آنکھوں سے جاری رہتے اور جب بھی اس آیت کی تلاوت فرماتے تو اس کو تکرار ضرور کرتے تھے[۲]۔

۱۔ سورہ قیامت، آیات ۳۶ سے ۴۰ تک۔

۲۔ الملاحم والفتن، سید ابن طاؤوس، ایک داستان کے ضمن میں، ص ۱۵۴۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خداوند عالم سے ملاقات کا اشتیاق

امیر المومنین علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ پس پردہ کیا ہونے والا ہے؛ وہ امام ہیں، عالم السر والخفیات ہیں، عالم غیب و شہادت آپ کے لیے مشہود ہے۔

ابن حجر ھیثمی مکی تحریر کرتے ہیں:

وَ كَانَ عَلِیّ فی شَهرِ رَمَضَانَ الَّذی قُتلَ فِیهِ یَفطُرُ لَیلَةً عندَ الحَسَنِ وَ لَیلَةً عِندَ الحُسَینِ وَلَیلَةً عِندَ عَبد اللهِ بنِ جَعفَرٍ، وَلاَ یَزِیدُ عَلَی ثَلاَثِ لُقَمٍ وَ یَقُولُ:اُحِبُّ اَن اَلقَی اللهَ وَ اَنَا خَمِبصٌ[1]۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام جس ماہ رمضان میں آپ کی شہادت واقع ہوئی ہے ایک رات حضرت امام حسن کے پاس روزہ افطار فرماتے دوسری رات حضرت امام حسین کے پاس اور تیسری رات جناب عبداللہ بن جعفر طیار حضرت زینت علیہا السلام کے شوہر کے ساتھ اور کہیں بھی تین لقموں سے زیادہ کھانا تناول نہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے: میں چاہتا ہوں کہ موت کے وقت بھوکا یہاں سے جاؤں۔

۱۔الصواعق المحرقۃ، ابن حجر ہیثمی مکی، ص۸۰۔

Presented by Ziaraat.Com

فَلَمَّا كَانَت اللَيلَةُ الَّتى قُتلَ فى صَبِيحَتهَا عَلىٌّ بنُ اَبى طَالبِ اَكثَرُ الخُرُوجِ وَ النَّظرَ اِلَى السَّمَاءِ وَ جَعَلَ يَقُولُ: وَاللهِ مَا كَذِبتُ وَ كُذِبتُ؛ وَ اِنَّهَا اللَّيلَةُ الَّتى وُعِدتُ-[1]

وہ رات کہ جس کی صبح میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ضربت لگی ؛ بار بار اپنے حجرے سے باہر آتے اور آسمان کی طرف دیکھتے اور فرماتے : خدا کی قسم نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میں کبھی جھٹلایا گیا ہوں ؛ یہ وہی شب ہے کہ جس میں مجھ سے ملاقات کا وعدہ لیا گیا ہے۔

جی ہاں ! یہی شب ، شب وصال ہے اپنے محبوب سے ملاقات و زیارت کی رات۔

حضرت اس رات میں بہت زیادہ منقلب تھے۔ آپ کا اندرونی انقلاب آپ کی ظرفیت و استعداد کی بلندی و وسعت نفس کی وجہ سے تھا۔ آپ کی ظرفیت تمام مخلوقات پر حاوی ہے اس لیے کہ عالم کے قلب کے امام ہیں، اور ہر چیز پر خداوند عالم کی افاضہ فیض کا ذریعہ ہیں؛ لٰہذا آپ کی موت تمام آسمان و زمین کی ہر چیز کو ہلا کر رکھ دے گی، اور ہر موجود کے راز میں انقلاب مشہود ہوگا؛ مولائے کائنات کے انتقال کے وقت انقلاب کے یہی معنی ہے۔

۱۔ الصواعن المحرقۃ، ابن حجر ہیثمی مکی، ص۸۰۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا پورنور و مبارک چہرہ تمام موجودات کے ظہور کی حکایت کرتا ہے اور آپ کے مبارک و نورانی قلب کی تپش سے تمام موجوات کے دل متحرک ہیں۔

طالقانی و ہیدجی وغیرہ کی ظرفیت ان کے اپنے اندازے سے تھی، اسی وجہ سے ان کی ظرفیت کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے اور خوشی و سرور سے وہ اپنی اوقات بھول جاتے ہیں۔

لیکن امیر المومنین علی علیہ السلام کی ظرفیت آسمان و زمین تمام بنی آدم و جن وانس کے دلوں سے زیادہ وسیع تر ہے۔

آپ تمام مقامات و ملک و ملکوت پر حاوی ہیں۔ آپ ولایت کلیہ والٰہیہ کے عظیم مقام پر فائز ہیں، اور کائنات پر تصرف رکھتے ہیں ایسا قلب یقینا سارے عالم کو لرزا کر رکھ دے گا۔

وَسِعَ كُرسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرضَ[1]؛ پروردگار کے تخت حکمرانی کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت سے بڑی ہے اور یہ وسعت عرش الٰہی کی وسعت کے سامنے ناچیز ہے، اور عرش الٰہی مومن کا قلب ہے۔

وہ بھی کون سا مومن؟ امیر المومنین علیہ السلام کہ جو عالم خلقت کا میوہ دل اور تمام مخلوقات کا نچوڑ و نتیجہ اور جوہر ہیں۔

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۵۵۔

Presented by Ziaraat.Com

خداوند عالم کی جانت سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مہمان نوازی

امیر المومنین علیہ السلام چاہتے ہیں کہ رحلت فرمائیں اپنے حبیب کی جانب رحلت مطلق۔

وہ رات کیسی قیامت کی رات تھی؟ خداوند عالم کی قضا و قدر کیا تھی؟ کس طرح سے اپنے خلیفہ و محبوب کبریا کے وزیر اور بنی آدم کے افتخار کا استقبال کرے گا؟ آسمانی حور و ملائک کا کیا حال ہے؟ ہوا میں پرندوں اور دریا میں مچھلیوں اور زمین پر یہ کیسا شور وغل ہے؟ پتھر کیوں خون کے آنسو بہا رہے ہیں؟ انبیاء عظام اور پیغمبر مرسل کی کیا حالت ہو رہی ہے اور حضرت علی علیہ السلام کا کس طرح انتظار کر رہے ہیں؟ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی طور پر کیا حالت ہے؟

سخن سربسته گفتی با حریفان
خدارا زین معما پرده بردار

(حریفوں سے مخفیانہ بات کی، خدا کے واسطے اس معمی سے پردہ اٹھا دے)

Presented by Ziaraat.Com

پانچویں مجلس

نینداور موت کے درمیان مشابہت

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اَعُوذُ بِاللہ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ

بِسْمِ اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلَی سَیِّدِنَا مُحَمَّدْ وَّآلِہ الطَّاھِرِیْنَ وَلَعْنَۃُ اللہ عَلَی اَعْدَائِھِمْ اَجْمَعِیْنَ مِنَ الْاٰنَ اِلَی قِیَامِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.[1]

قَالَ اللہُ الْحَکِیْمِ فِیْ کِتَابِہِ الْکَرِیْمِ:

"بِسْمِ اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ اللّٰہُ یَتَوَفَّی الْأَنْفُسَ حِینَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ."[2]

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ: اللہ ہی ہے جو روحوں کو موت کے وقت اپنی طرف بلالیتا ہے اور جو نہیں مرتے ہیں ان کی روحوں کو بھی نیند کے وقت طلب کرلیتا ہے اور پھر جس کی موت کا فیصلہ کرلیتا ہے اس کی روح کو

۱۔ یہ مطالب پانچویں رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کو بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ سورۂ زمر، آیت ۴۲۔

Presented by Ziaraat.Com

روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ مدت کے لئے آزاد کردیتا ہے اس بات میں صاحبان فکر و نظر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔

موت اور نیند کی ایک حقیقت ہے شدت و ضعف کے ساتھ

اس آیہ مبارکہ سے بالکل واضح و روشن ہے کہ نیند اور موت ایک ہی جنس سے ہیں اور یہ ایک ہی حکم رکھتی ہیں نیند اور موت کے وقت خداوند متعال روح کو اپنی طرف بلاتا ہے مگر جس کی موت کا وقت آچکا ہوتا ہے اس کی روح کو روک لیتا ہے اور جس کی موت کا وقت باقی رہتا ہے بیداری کے وقت روح کو اس کی طرف لوٹا دیتا ہے۔

اور یہ بات بھی قابل فکر ہے کہ: روح پلٹانے کو جو کہ نیند اور موت کے درمیان مشترک ہے لفظ "تَوَفِّی" سے تعبیر کیا ہے نہ کہ لفظ "قبض" سے۔ کیونکہ قبض اور توفّی میں فرق ہے اور وہ یہ کہ توفّی مکمل طور سے روح قبض کرنے کو کہتے ہیں لیکن قبض روح کو پلٹانے اور روک لینے کو کہتے ہیں۔ نیند اور موت کے وقت خداوند متعال روح کو اپنی طرف بلاتا ہے مگر موت کے وقت دوبارہ واپس نہیں پلٹاتا اور نیند سے بیدار ہوتے وقت روح کو واپس پلٹا دیتا ہے۔

اور دوسری آیت میں بھی جو خصوصاً نیند سے متعلق ہے، لفظ توفّی ہی سے تعبیر کیا گیا ہے: وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ

Presented by Ziaraat.Com

ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَى أَجَلٌ مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ[۱]۔

اور وہی خدا ہے جو تمہیں رات میں گویا ایک طرح کی موت دیتا ہے اور دن میں تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور پھر دن میں تمہیں اٹھا دیتا ہے تاکہ مقررہ مدت حیات پوری کی جاسکے۔ اس کے بعد تم سب کی بازگشت اسی کی بارگاہ میں ہے اور پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کے بارے میں باخبر کرے گا۔

خداوند متعال جو چیز قبض کرتا ہے وہ روح انسان ہے "**يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ**" اور نفس وہی روح ہے۔ لہٰذا موت اور نیند کے وقت انسان کی روح اس عالم سے دوسرے عالم میں جاتی ہے نہ کہ بدن۔

نیند، ادھوری موت ہے اور موت کامل نیند ہے

سوتے وقت انسان کا بدن زمین ہی پر موجود رہتا ہے اور اس کی روح کائنات کی سیر کرتی ہے اور پھر پلٹ کر جسم میں آجاتی ہے اور موت کے بعد بدن دفن ہو جاتا ہے اور روح دوسرے عالم میں چلی جاتی ہے اور دوبارہ بدن میں واپس نہیں پلٹتی۔

۱۔ سورۂ انعام، آیت ۶۰۔

Presented by Ziaraat.Com

اور شاید آیت میں "یَتَوَفّٰکُمْ" کہ خدا تمہیں بلاتا ہے، سے وہ معنی مراد ہو کہ جو ہم روز مرہ کی گفتگو اور محاورات میں، میں، تو، وہ، ہم، تم وغیرہ استعمال کرتے ہیں کیونکہ انسان کا نفس اس کی حقیقت ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ: میں نے یہ کام انجام دیا میں نے وہ کام انجام دیا تو اس لفظ (میں) سے روح مراد ہوتی ہے نہ کہ بدن۔ اور عربی میں ضمائر مانند انا وانت وھو وکم وغیرہ جو خداوند متعال نے استعمال کی ہیں ان سے در حقیقت روح مراد ہے یعنی خدا موت کے وقت روح انسان کو قبض کرتا ہے نہ کہ بدن کو۔ اور دوسری دلیل سورۂ انشقاق کی آیت ذیل ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

یَٰأَیُّهَا الانسانُ إِنَّكَ كادِحٌ إِلى رَبِّكَ كَدْحاً فَمُلَقِیهِ[۱]۔

اے انسان تجھے راہ سخت اور رنج کو طے کرکے اپنے خدا کے حضور شرفیاب ہونا ہے۔ یہ انسان کی حقیقت سے خطاب ہے جو کہ روح ہے نہ کہ بدن انسان۔ خداوند متعال نے روح کو مجرد خلق کیا ہے او ربدن کو اس کے لئے قوت وطاقت عطا کی ہے تا کہ اس کے ذریعہ اس دنیا میں رہ کر کمال حاصل کرے اور مراحل ومنازل کو طے کرتا ہوا خدا کے حضور پہونچ جائے اور دوسری دلیل آیت ذیل ہے کہ جس میں خداوند متعال نے جہنمی افراد سے خطاب کیا ہے:

---

۱. سورۂ انشقاق، آیت ٦۔

Presented by Ziaraat.Com

قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ[1]۔

تم کتنے دن زمین پر رہے؟ وہ جواب میں کہیں گے: ہم ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم دنیا میں رہے۔ خداوند متعال کہے گا: اگر تم اہل علم اور صاحبان بصیرت ہوتے تو جان لیتے کہ تم کچھ لمحے زمین پر رہے ہو۔

اس آیت میں خداوند متعال نے حیات اور دنیوی زندگی کو لفظ "لبث" یعنی کچھ دیر ٹھہرنے، سے تعبیر کیا ہے اور ٹھہرنا اس شخص پر صادق آتا ہے کہ جس نے کچھ راستہ طے کیا ہو اور راہ طولانی ہو اور اس درمیان اس نے کہیں آرام کیا ہو۔ جیسا کہ انسان نے اس دنیا میں آنے سے پہلے کچھ مراحل و منازل طے کیے ہوں یہاں تک کہ اس عالم دنیا میں پہونچ کر کچھ دن ٹھہرے اور پھر اس عالم دنیا سے رحلت و کوچ کر جائے۔

یہ آیت انسان کی روح کے بارے میں بیان کر رہی ہے جو کہ عالم ذرّ میں تھی اور پھر عالم مادہ میں آئی اور زمین پر لباس مادی زیب تن کیا اور پھر کچھ مدت کے بعد اس لباس کو اتار کر عالم برزخ و قیامت کی طرف چلی جائے گی۔

۱۔ سورۂ مومنون، آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴۔

Presented by Ziaraat.Com

روح پرانے لباس کو اتار دیتی ہے یا اپنے اعمال کے نتیجہ میں مبتلا ہو جاتی ہے لہٰذا اس مقام پر دنیا میں ٹھہرنے کو لفظ "لبث" سے تعبیر کرنا صحیح ہے اور اگر انسان سے خطاب ہوتا کہ اس کا وجود بدن کی وجہ سے تھا اور بدن کے ختم ہونے سے وہ فانی اور نابود ہو جاتا تو یہ لفظ استعمال کرنا صحیح نہیں تھا بلکہ سکونت واقامت وغیرہ استعمال کرنا بہتر تھا۔

مرنا، پاکیزہ ہونا و تزکیہ ہے

کتاب معنی الاخبار میں محمد بن قاسم مفسر نے احمد بن حسن حسینی سے انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

میرے والد محترم امام علی بن محمد النقی علیہما السلام اپنے ایک صحابی کی عیادت اور احوال پرسی کو گئے کہ جو بہت زیادہ بیمار تھا۔ آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ موت کے خوف سے گریہ وزاری کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے خدا کے بندے! تو اس وجہ سے موت کے خوف سے گریہ کر رہا ہے کیونکہ تو موت کے معنی سے باخبر نہیں ہے۔

اور پھر فرمایا: میں تجھ سے سوال کرتا ہوں میرا جواب دینا!

اگر تیرا پورا بدن مواد اور پلیدی سے بھر جائے اور تو اس سے آزار و اذیت میں ہو اور اسی وقت تیرے بدن پر پھوڑے پھنسی نکل آئیں اور ان

Presented by Ziaraat.Com

میں سے خون و مواد نکلنے لگے اور یہ بیماری تیرے پورے بدن میں پھیل جائے اور تو با خبر ہو جائے کہ ایسی حالت میں اگر حمام جا کر نہالوں تو یہ بیماری اور پلیدی صاف ہو جائے گی اور تو پاک و پاکیزہ ہو جائے گا۔ تو کیا تو حمام جائے گا اور پورے بدن کو دھوئے گا اور اپنے وجود سے ان تمام پلیدی و آلودگی کو دور کرے گا؟ یا یہ کہ حمام جانے سے گریز کرے گا اور ان تمام آفتوں پر صبر سے کام لے گا؟

بیمار نے کہا: اے فرزند رسولؐ! میں دوست رکھتا ہوں کہ ایسے عالم میں حمام جا کر اپنے بدن سے ان آلودگی و پلیدیوں کو دور کروں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مرد مومن کے لئے موت حمام کی طرح ہے اور پاک ہونے کا ذریعہ ہے جو تو نے گناہ انجام دیئے ہیں طول مرض اور دیگر امور کے ذریعہ ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں، موت کے ذریعہ سب ختم ہو جائیں گے اور تو گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہو جائے گا۔

اے بندۂ خدا! جان لے کہ جب موت کے دروازے سے داخل ہو جائے گا اور اسے پار کرے گا تو ہر غم و آزار و اذیت سے نجات پا جائے گا اور فرحت و مسرت کے دامن میں جگہ پا لے گا۔

امام علیہ السلام کے اس کلام کے بعد اس بیمار کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس کا دل مطمئن ہوا اور بہت ہی خوشحالی سے اس نے اپنی آنکھوں کو بند کیا اور

Presented by Ziaraat.Com

موت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا[1] اور نیز کتاب معانی الاخبار میں اسی سند کے ساتھ مرحوم صدوقؒ نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے والد محترم حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ مسلمان موت سے کیوں ڈرتے ہیں اور ان کے نزدیک موت کیوں ناپسندیدہ ہے؟ امام نے فرمایا: کیونکہ وہ موت کی حقیقت سے جاہل ہیں اسی وجہ سے موت کو ناپسند کرتے ہیں اور اگر وہ موت کو جان لیں اور اولیاء خدا میں سے ہوں تو موت کو دوست رکھیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کے لئے آخرت دنیا سے بہتر ہے۔

پھر امام علیہ السلام نے سوال کرنے والے سے فرمایا: اے خدا کے بندے! بچہ اور پاگل اس دوائی کو کھانے سے کیوں گریز کرتا ہے کہ جو اس کی صحت اور بہبودی کے لئے فائدہ مند ہے اور اس دوائی کو استعمال کرنے سے کس لئے پرہیز کرتا ہے کہ جو اس کے درد کو برطرف کرتی ہے؟

اس نے کہا: کیونکہ دیوانہ اور پاگل اور بچہ دوائی کے منافع سے باخبر نہیں ہے۔

۱۔ معانی الاخبار، ص ۲۹۰۔

Presented by Ziaraat.Com

امام علیہ السلام نے فرمایا: قسم اس خدا کی کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام نبوت پر فائز کیا موت کا فائدہ اس شخص کے لئے اس بیماری کی دوائی سے کم نہیں جو اپنے کو موت کے لئے آمادہ کرے۔

اگر لوگ اس سے باخبر ہو جائیں کہ موت کے ذریعہ کن عظیم نعمتوں سے سرفراز ہوں گے تو ہر لحہ موت کو اس عاقل انسان سے زیادہ محبت کریں گے کہ جو دوائی سے بچنے اور ضرر سے خود کو سالم رکھنے کو دوست رکھتا ہے[1]۔

اور نیز کتاب معانی الاخبار میں محمد بن قاسم مفسّر جرجانی نے احمد بن حسن حسینی سے انہوں نے حسن بن علی ناصری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا گیا: موت کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: مومن کے لئے موت جانور کے اس کثیف لباس اتارنے کے مانند ہے کہ جو سردی میں اس کے اوپر ڈالا جاتا ہے اور بھاری زنجیریں کھولنے اور انھیں پاکیزہ اور لباس فاخرہ میں تبدیل کرنے کے مانند ہے اور اس طرح بہترین مرکب پر سوار ہو کر اچھی اور خوبصورت منزل میں داخل ہونے کے مانند ہے۔

۱۔ معانی الاخبار، ص۲۹۰۔

Presented by Ziaraat.Com

اور کافر کے لئے موت لباس فاخرہ اتارنے اور اسے اس کی منزل کی طرف منتقل کرنے اور گندہ وکھدر الباس پہنانے اور وحشتناک منزل وعذاب شدید میں مبتلا کرنے کے مانند ہے[1]۔

اس روایت کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ موت کے بعد روح زندہ ہے اور یا عذاب میں ہے یا نعمات سے فیض حاصل کر رہی ہے بالکل اسی طرح کہ جیسے انسان سوتے وقت خواب میں اچھے اور دلفریب مناظر دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور وحشت ناک چیزوں کو دیکھ کر غمگین ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک ہی جنس سے ہیں۔ اور اس مطلب مذکورہ پر دلیل معانی الاخبار کی اسی سند کے ساتھ امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی کہ جس میں آپ سے حقیقت موت کے بارے میں سوال ہوا ہے جس کے جواب میں امام علیہ السلام نے فرمایا:

موت کے بعد کے حالات، بعض خوابوں کی طرح ہیں

موت یہی نیند ہے کہ جو تمہیں روزانہ آتی ہے فرق یہ ہے کہ نیند کی موت لمبی ہے اور انسان اس نیند سے بیدار نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ روز قیامت میں اٹھے گا۔ جو لوگ نیند کے عالم میں بستر خواب پر خواب دیکھتے ہیں اور اس عالم میں اتنے مسرور وشاد ہوتے ہیں کہ جس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی

۱۔ معانی الاخبار، ص ۲۸۹۔

Presented by Ziaraat.Com

ہے یا یہ کہ اس قسم کی وحشت سے مضطرب وپریشان ہوتے ہیں کہ جو قابل توصیف نہیں ہے۔ ان کی نیند کے عالم میں خوشحالی اور اضطراب کی کیفیت کس طرح ہے؟ پس موت اور موت کے وقت کی حالت بھی کچھ اسی طرح ہے لہٰذا موت کے لئے تیار ہو جاؤ![1]۔

یہ روایت واضح اور روشن بیان کر رہی ہے کہ موت اور نیند ایک ہی ہیں بس موت کچھ سنگین تر اور نیند کچھ ہلکی ہے پس کہا جا سکتا ہے کہ موت لمبی نیند ہے اور نیند موت کی تھوڑی سی جھلک کا نام ہے[2]۔

ساری دنیا کے فلاسفہ اور بڑے بڑے حکماء حیرت میں ہیں کہ نیند کی حقیقت کیا ہے جیسا کہ سب موت کی حقیقت کے بارے میں حیرت انگیز ہیں اور ان میں سے ابھی تک کوئی نیند کے راز کو نہیں پا سکا تاکہ اس کی حقیقت

۱۔ معانی الاخبار، ص۲۸۹۔

۲۔اسی طرح "مصباح الشریعہ" (طبع مرکز نشر کتاب۔ طہران ۱۳۷۹ باب ۴۹ میں صفحہ ۲۹ پر وارد ہوا ہے کہ: قَالَ الصادِقُ علیه السلامُ: اِنَّ النَّومَ اِخو المَوْتِ؛وَاسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى الْمَوْتِ الَّذِی لا تَجِدُ السَّبِیْلَ اِلَی الاِنْتِبَاهِ فیه،وَالرُّجوعِ اِلَی اِصلاحِ مَا فات عَنْکَ- نیند موت کا بھائی ہے اور موت کو نیند پر پرکھو، اور نیند کو موت کے لئے دلیل ورہنما سمجھو کہ جس میں دوبارہ بیدار ہونے اور دوبارہ دنیا کی طرف پلٹنے اور امور کی اصلاح کرنے کا امکان نہیں ہے۔ اور نیز "الجامع الصغیر" سیوطی، طبع چھارم مطبعۂ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ج۲، ص۱۸۹ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل ہوئی ہے کہ: النومُ اخو المَوْتِ،ولا یموتُ اهلُ الجنَّةِ -اور "کنوز الحقائق" ص ۱۴۳ پر اس طرح روایت ذکر ہے: النومُ اخو الموت،واهلُ الجنة لا یَنَامونَ وَلا یموتون-

Presented by Ziaraat.Com

بیان کرسکے جس طرح موت کے اسرار کو کشف کرکے اس کی حقیقت کو حاصل نہ کرسکے۔

موت اور نیند میں فرق

ان دونوں کے درمیان یہ فرق رکھا جاسکتا ہے کہ نیند کے وقت بدن آرام کرتا ہے اور جو افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں وہ کچھ ہلکے ہو جاتے ہیں خون کا دوران ہلکا ہو جاتا ہے اور دل و دماغ اور تمام بدن کے اعضاء اپنی حرکت کو کم کردیتے ہیں اور بدن سے کچھ مقدار حرارت ختم ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ انسان نیند کی حالت میں جلدی سردی کا احساس کرلیتا ہے اور لحاف یا چادر وغیرہ اوڑھ لیتا ہے؛ لیکن بیداری کے وقت ایسا کیوں نہیں ہوتا؟

کیونکہ سوتے وقت روح بدن سے تعلق کم کرلیتی ہے مگر مکمل رابطہ ختم نہیں کرتی ہے اسی تھوڑے سے تعلق کی وجہ سے بدن حرکت میں رہتا ہے اور مرتے وقت روح مکمل بدن سے تعلق کو ختم کرلیتی ہے اور عالم تجرد میں چلی جاتی ہے۔

جس طرح سوتے وقت روح عالم ملکوت اور عالم صورت و مثال کی سیر کرتی ہے اور بدن زمین پر رہتا ہے موت کے وقت بھی اسی عالم ملکوت یا عالم انفس میں سیر و حرکت کرتی ہے اور بدن کو چھوڑ دیتی ہے لہٰذا نیند چند گھنٹوں کی موت ہے اور موت ہمیشہ کے لئے سوجانا ہے جس طرح موت کے

Presented by Ziaraat.Com

درمیان چند سال یا صدیوں یا ہزاروں سال کا فرق نہیں ہے اسی طرح ایک منٹ یا چند گھنٹوں کی نیند میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

اور جس طرح لوگوں کی نیند کے درمیان اختلاف نظر آتا ہے کہ بعض افراد کی نیند بہت ہلکی ہوتی ہے کہ ہلکی سی آہٹ میں جاگ جاتے ہیں اور بعض کی بھاری ہوتی ہے اور بعض کی اور زیادہ بھاری ہوتی ہے کہ جو جہاز یا بجلی کی کڑک اور تیز آواز سے بھی بیدار نہیں ہوتے، اسی طرح بعض لوگوں کی موت بہت آسان ہوتی ہے کہ اپنے پروردگار کی دعوت پر اور قیامت میں زندہ ہونے کے لئے کوچ کر جاتے ہیں اور بعض کے لئے موت بہت سخت ہوتی ہے کہ ان کے لئے صور پھونکنا ضروری ہے تاکہ وہ زندہ ہو کر قیامت میں حاضر ہوں۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ: انسان زندگی میں عارضی طور پر سوتا ہے پھر بیدار ہوتا ہے مگر موت کے وقت ہمیشہ کے لئے سو جاتا ہے اور پھر قیامت میں بیدار ہوگا۔

مرنے کے بعد کے حالات کی تشبیہ ابریشم کے کیڑے کے حالات سے

جو کیڑا اپنے منہ سے ریشم بناتا ہے اور جن مراحل سے گزرتا ہے نہایت عبرت کا سبب ہے جن لوگوں نے اس کیڑے کا ابتداء سے انتہا تک دائرہ بنانا اپنی نگاہوں سے دیکھا ہے وہ عبرت لے سکتے ہیں اور اس جانور سے

Presented by Ziaraat.Com

درس قیامت ومعاد حاصل کر سکتے ہیں مجھے بچپن میں اس کیڑے کو پالنے کا شوق تھا اور سالوں میں نے مناسب موسم (نہ گرمی نہ سردی) میں اپنے گھر میں انہیں پالا ہے۔ اس کیڑے کا انڈا سفید رنگ کا ہوتا ہے اور پوست کے دانے سے کچھ بڑا ہوتا ہے بہار کے موسم میں جب شہتوت کے درختوں پر کلیاں پھوٹنے لگتی ہیں تو انڈا پھوٹتا ہے اور اس میں سے سوئی کی نوک کے برابر ایک سیاہ کیڑا باہر آتا ہے اور شہتوت سے اپنی غذا فراہم کرتا ہے اور آہستہ آہستہ بڑا ہو جاتا ہے اور پھر سو جاتا ہے اس کی نیند تقریباً دو دن و رات کی ہوتی ہے اور سوتے وقت اس کے پیر زمین پر ہوتے ہیں اور ہاتھ و سر بلند ہوتا ہے اور نہ چلتا ہے نہ کچھ کھاتا ہے اور اگر اسے چھو کر دیکھیں تو معمولی حرکت کرتا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ زندہ ہے۔

دو شب و روز کے بعد وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے اس حالت میں کہ اس کے بدن سے پرانی کھال اتر جاتی ہے اور نئی آ جاتی ہے اس کے بعد یہ کچھ بڑا اور اس کا رنگ سفید نظر آتا ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی مخصوص غذا یعنی شہتوت کے پتے کھاتا ہے اور چند روز کے بعد آہستہ آہستہ بڑا ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ اور کچھ چمکدار ہو جاتا ہے۔

دوسری مرتبہ پھر سوتا ہے اور پہلے کی طرح دو شب و روز اسی کیفیت میں سوتا ہے اور پھر اٹھ کر پرانی کھال کو اتار دیتا ہے اور تر و تازہ و شاداب بدن کے ساتھ شہتوت کے پتوں کی طرف جاتا ہے چند روز پھر غذا کھاتا ہے اور پھر

Presented by Ziaraat.Com

سے سو جاتا ہے اور دو شب و روز گزرنے کے بعد بیدار ہوتا ہے اور پرانی کھال بدن سے تبدیل کرتا ہے۔ اس موقع پر اس کی شکل و صورت پہلے سے بہت زیادہ فرق کرتی ہے اس کے بدن کے جوڑ ظاہر ہوتے ہیں اور سر وہاتھ پیر کاملاً دکھائی دیتے ہیں یہاں تک کہ سانس لینا اور ریح خارج کرنا بھی دکھائی دینے لگتا ہے اور یہ غذا کھانے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اس طرح شہتوت کے پتوں کو چباتا ہے کہ اسکی آواز برش سے دانتوں کی صفائی کے مانند نکلتی ہے اور چند روز اسی روش پر باقی رہتا ہے۔

یہ معصوم کیڑا پہلے کی طرح پھر سو جاتا ہے اور پھر نیند سے بیدار ہوتا ہے اور اپنی پرانی کھال کو تبدیل کرتا ہے اس موقع پر کاملاً ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کیڑا سن بلوغ تک پہونچ چکا ہے اس کا رنگ بالکل سفید اور تھوڑا آسمانی رنگ کا ہو جاتا ہے اور ہائٹ (قد) تقریباً چنے یا خرمے کی گٹھلی کے برابر ہو جاتی ہے اور اس کی لمبائی تقریباً سات یا آٹھ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

منزل کمال پر پہونچنے کے بعد چاہتا ہے کہ اپنی حیات عارضی کو وداع کہے۔ یہ کیڑا اپنے لئے آہستہ آہستہ قبر بناتا ہے اور اسی قبر کو تعمیر کرتے کرتے موت کی طرف قدم بڑھانے لگتا ہے سکرات موت اس پر طاری ہو جاتے ہیں اور وہ وہیں دم توڑ دیتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کی قبر وہ ہوتی ہے کہ جو وہ اپنے منھ سے تار کی شکل میں لعاب نکالتا ہے اور خود کو اس کے اندر بند کرلیتا ہے۔ اور یہ کام اس کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ اگر وہ خود اس کے درمیان نہ چھپائے تو پہلی فرصت میں اس کا دم نکلنے کے بعد چیونٹیاں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اپنے بل میں لے جائیں گی اور چڑیاں اسے اپنے منھ کا نوالہ بنا کر اس پر فاتحہ پڑھ دیں گی یا پیروں سے اس کی ہستی نابود کردیں گی۔ یہ قبر یا وہ دائرہ کہ جس میں دم توڑتا ہے شہتوت کی شاخوں کے درمیان یا اسی جگہ جہاں اسے قرار دیا جائے، بناتا ہے اور یہ اتنا نازک و لطیف ہوتا ہے کہ انسان نے خود کو اس کا نیاز مند پایا اور آب ریشم کا نام دے کر اس سے لباس تیار کرتا ہے۔

جی ہاں! یہ حیوان سکرات موت کے وقت لعاب دہن نکالنا شروع کردیتا ہے اور اپنے چاروں طرف لپیٹنا شروع کردیتا ہے یہاں تک کہ تقریباً ایک دن رات میں یہ اپنے آپ کو مکمل اس سے ڈھانپ لیتا ہے اور جب یہ مکمل ہو جاتا ہے تو اس کا قد ایک حصہ کے برابر رہ جاتا ہے۔

جب اس کا یہ کام مکمل ہو جاتا ہے تو وہ اس کے درمیان سو جاتا ہے اس کا سونا بیس دن تک رہتا ہے مگر یہ کیڑا اس مدت کے دوران اپنی اصل شکل و صورت میں نہیں رہتا بلکہ اس طرح اپنے وجود کو سمیٹ لیتا ہے کہ پہلے والے جسم سے کسی طرح کی مشابہت نہیں ہوتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کی لمبائی تقریباً ایک سینٹی میٹر رہ جاتی ہے اور اگر اسے توڑا جائے تو ایک لوبیے کے دانے کے مانند سوکھا ہوا یا شہد کی مکھی کے انڈے کی صورت اختیار کرلیتا ہے اور مکمل خشک ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

یہ حیوان ایک جامد مردے کے علاوہ کسی چیز سے مشابہت نہیں رکھتا ہے لیکن مردہ نہیں ہے؛اس کی اس مخصوص قبر کے اندر ایسی کون سی چیز موجود ہے کہ جس نے اس کے جوہر وجود کو ایک مرحلہ سے دوسرے ، دوسرے سے تیسرے مرحلے کی طرف پہونچایا اور اس کی سیر تکاملی کو پورا کرکے اسے اعلیٰ درجہ پر فائز کردیا کہ آہستہ آہستہ زندہ ہوگا اور اس نیند سے بیدار ہو کر اپنے لعاب دہن سے تعمیر شدہ قبر کو کھولے گا اور اس سے نکل کر دوسرے میدان میں حاضر ہوگا۔

اب اس کی عجب شکل وصورت ہو چکی ہے وہ لمبا کیڑا اس وقت ایک پروانہ ہے دو دراز پر رکھتا ہے کہ جن کے اوپر دو چھوٹے چھوٹے پر دکھائی دیتے ہیں دو آنکھیں رکھتا ہے کہ جن کی چمک پروانے کی آنکھ کی چمک کی مثل ہے اس کے پیر پہلے پیچھے تھے اس وقت سر سے نیچے ہو چکے ہیں اس کا شکم پروانے کے مانند اوپر سے موٹا اور نیچے سے باریک ہو گیا ہے اس کا بدن اور بال و پر اس قدر نازک ولطیف ہو چکے ہیں کہ اگر کوئی اپنے ہاتھ سے ہلکا سا اشارہ بھی کرے تو اس کے ہاتھ پر گرد کے آثار ظاہر ہو جائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

سبحان اللہ یہ کیسی موجود ہے؟اور کیسے مراحل تکامل حاصل کئے ہیں؟

یہ ایک نمونہ اور مثال ہے موت اور اس کے بعد مراحل طے کرنے اور زندہ ہونے کی۔ گرچہ جو اس حیوان کے ہم نے حالات بیان کئے ہیں وہ موت کی مثال نہیں بن سکتے فقط ان کو تشبیہ کہا جاسکتا ہے کیونکہ جتنے بھی منازل اس نے طے کئے ہیں وہ سب کے سب عالم مادہ سے تعلق رکھتے تھے اور ابھی یہ عالم برزخ وصورت میں نہیں پہونچا ہے مگر یہ مشابہت انسان کے تکامل اور اس کی موت وحیات کے بعد کے لئے بہت مفید ہے۔

یہ تشبیہ انسان کے دوران موت اور قبر میں دفن ہونے اور سارے اعضاء وجوارح کو خاک کے سپرد کرنے اور یہ سمجھانے کے لئے کہ یہ تبدیلیاں حیات وزندگی کے فنا وختم ہونے پر دلالت نہیں کرتیں، بہت بہتر اور قابل ملاحظہ ہیں۔

یہی انسان میدان محشر میں دوسری شکل و صورت جو کہ حقیقی نفس ناطقہ کی شکل ہے، حاضر ہوگا۔فرق یہ ہے کہ اس کیڑے کی مدت قیامت بیس روز کے بعد ہے اور انسان کی زیادہ ہے۔جس طرح یہ کیڑا سویا اور بیدار ہوا اسی طرح انسان سوئے گا اور بیدار ہوگا۔اس مطلب کو کامل روشن و واضح کرنے کے لئے ہم مجبور ہیں کہ بہت آسان طریقہ سے وضاحت کریں ہم جتنے

Presented by Ziaraat.Com

بھی مطالب اس سلسلے میں بیاں کررہے ہیں ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ آسان اور قابل فہم ہوں۔

انسان کے وجود کے مراحل: طبع و مادہ، ذہن و برزخ، روح و نفس

انسان کے تین مرحلے ہیں: سب سے پہلا عالم مادہ (دنیا) کہ جس میں اس کا بدن تبدیل ہوجاتا ہے دوسرا قوت فکر و خیالیہ کہ جسے عالم مثال و صورت بھی کہتے ہیں۔ تیسرا روح اور نفس کہ جسے عالم النفس کہا جاتا ہے۔

یہ تینوں مراحل ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے سے رابطہ و تعلق رکھتے ہیں اور ان کا آپس میں رابطہ نہ ایسا ہے کہ ایک چنے اور لوبیے کے دانے کو ایک دوسرے کے پہلو میں قرار دے دیں اور نہ ہی اس طرح ہے کہ ایک کپ میں چیچ ڈالیں اور اس کپ کو کسی ظرف کے اندر رکھ دیں بلکہ نہ بدن صورت سے اور نہ صورت روح سے جدا ہے، بدن صورت اور صورت نفس میں فنا ہے۔

عالم طبعیت و مثال و نفس کی تشبیہ

ایک اخروٹ یا بادام جسم، تیل اور خوشبو رکھتا ہے۔ اس کا پہلا مرحلہ جسم ہے کہ جو اخروٹ یا بادام کی شکل کو تشکیل دیتا ہے دوسرا مرحلہ تیل ہے کہ جو اس سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کے تمام اعضاء واجزاء میں موجود ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

اس میں جان کی حیثیت رکھتا ہے اور تیسرا مرحلہ جوہر اور خوشبو ہے کہ وہ بھی تیل سے جدا نہیں ہے بلکہ تیل کے تمام ذرات میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کی روح کی مانند ہے۔

لیکن یہ تشبیہ ہماری اس بحث میں کہ بدن صورت اور صورت نفس میں فنا ہوتی ہے، دو وجہ سے فرق رکھتی ہے۔

اول: جوہر وخوشبو بادام یا اخروٹ تیل اور وہ ان کی گری میں فنا ہے مگر ہماری بحث میں بالکل اس کے برعکس ہے جسم صورت و مثال اور وہ نفس میں فنا ہے۔

دوم: بادام کی خوشبو اس کے تیل میں ہے اور در حقیقت تیل گری کے اجزاء میں پھیلا ہوا ہے مگر ہماری بحث اس میں نہیں ہے بلکہ ہماری بحث میں روح مثال و صورت پر احاطہ رکھتی ہے اور مثال بدن پر اور ہم مجازی اعتبار سے اس طرح کی تعبیرات استعمال کرتے ہیں کہ بدن صورت و مثال کے اندر ہے اور مثال نفس میں موجود ہے۔

جی ہاں! اس تشبیہ کے بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان کا بدن بادام کی گری کے مانند ہے اور عالم صورت و مثال انسان روغن بادام کے اور نفس و روح انسان بادام کی خوشبو کے مانند ہے۔ انسان کا بدن اس کا طبیعی ملک ہے کہ جسے ہم دیکھتے بھی ہیں اور محسوس بھی کرتے ہیں اور اس کی مثال و صورت عالم ذہن ہے کہ جس کا درجہ عالم ملکوت سے کم ہے اور نفس جو کہ

Presented by Ziaraat.Com

انسان کی روح و جان ہے اس کا درجہ عالم ملکوت سے بلند اور تجرد اس میں زیادہ پایا جاتا ہے۔

انسان کے حالت خواب میں افعال، مثالی بدن کے مرنے کی طرح ہیں

انسان کی روح اور نفس ناطقہ اس کی پیدائش سے موت تک تبدیل نہیں ہوتے بلکہ باقی ہے اور انسان کی اصل شناخت کو معین کرتا ہے۔ لیکن اس کے لئے درجات ہیں اور قابلیت و استعداد کے حساب سے معین مرحلہ و درجہ پر پہونچتا ہے۔

انسان عالم ذہن ومثال کہ جسے عالم برزخ بھی کہتے ہیں، میں تبدیل نہیں ہوتا بلکہ کمال کی منزلوں کو طے کرتا ہے۔ بدن انسان ہمیشہ تبدیل ہوتا ہے روز بروز کچھ اجزاء اس میں کم ہوتے ہیں اور کچھ کا اضافہ ہوتا ہے اور روزانہ جسم میں غذا کا پہونچنا ضروری ہے تاکہ ان اجزاء کو جسم میں پورا کرے جو کم ہوئے ہیں۔

جب انسان سوتا ہے تو اس کا بدن زمین پر ہوتا ہے مگر عالم مثال و ذہن زمین پر نہیں ہوتا ہے۔ اس کا ذہن بیدار رہتا ہے حرکت کرتا رہتا ہے فکری مسائل کو حل کرتا رہتا ہے مشغول عبادت رہتا ہے چیخ وپکار کرتا ہے ہوا کے دوش پر سفر اور سمندر کی لہروں پر تیرتا ہے بالآخر مختلف صورتوں میں ہزاروں

Presented by Ziaraat.Com

کام انجام دے دیتا ہے کہ جسے ہم خواب دیکھنے سے تعبیر کرتے ہیں انسان بعض خوابوں میں اس قدر ناراض ہو جاتا ہے کہ جنگ و جدال کرنے لگتا ہے اور خوف ووحشت اس کے دامن گیر ہو جاتی ہے اور بعض خوابوں میں اتنا مسرور وخوشحال ہو جاتا ہے کہ فرحت کی آخری حد پر ہوتا ہے۔

جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو یہ سوچتا اور گمان کرتا ہے کہ ان تمام کاموں کو بدن کے ذریعہ انجام دیا ہے اور اس خاکی بدن کے ساتھ پرواز کی ہے اور چیخ و پکار انجام دی ہے اور طولانی سفر طے کیا ہے۔ اپنے دوست جو کہ بیدار تھا سے سوال کرتا ہے میں نے کیا کارنامہ انجام دے دیا میں کہاں گیا میں نے کتنے لوگوں کو مارا؟ اس کا دوست جواب دیتا ہے: تونے کچھ انجام نہیں دیا تیرا بدن روی زمین پر آرام وسکون سے سویا ہوا تھا اور تیرے منھ سے کچھ کلمات بھی جاری نہیں ہوئے۔ جی ہاں! ان امور کو اس کے بدن نے انجام نہیں دیا ہے اس کی زبان سے کلمات جاری نہیں ہوئے ہیں ان عجیب وغریب مناظر کو اس کی ظاہری آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے ان آواز اور شور وغل کو ان دو کانوں کی ہڈیوں نے نہیں سنا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حالت خواب میں درک واقعیت بیداری سے زیادہ ہے اور موت کے بعد درک واقعیت خواب سے بہتر ہے

عالم خواب میں اس کی روح نے ملکوتی اور مثالی بدن کے ساتھ سیر کی ہے اور ان کاموں کو بدن نے مثالی و صورت میں انجام دیا ہے اور ہرگز اس کا تعلق مادی بدن سے نہیں تھا۔

بیداری کی حالت میں بہت سے کام روح صورت مثالی کے ساتھ انجام دیتی ہے اور بدن کو اپنی راہ و روش پر چلاتی ہے مانند تمام وہ کام جو بدن کے ذریعہ انجام پاتے ہیں لیکن بہت سے کام فقط صورت مثالی کے ذریعہ انجام پاتے ہیں جیسے انسان ایک جگہ بیٹھا رہتا ہے مگر اپنی قوت ذہنی کے ذریعہ مکہ مکرمہ چلا جاتا ہے میقات میں پہونچ کر احرام باندھتا ہے اور حرم میں وارد ہو کر طواف کرتا ہے نماز طواف پڑھتا ہے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تقصیر کرتا ہے اور احرام سے لے کر میدان عرفات و مشعر میں وقوف کرکے قربانی اور رمی جمرہ وغیرہ انجام دیتا ہے اور وہاں سے پلٹ آتا ہے۔

انسان نے یہ سارے اعمال صورت ملکوتی کے ذریعہ بیداری کی حالت میں انجام دیئے ہیں اور ہرگز بدن نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی ہے۔

کیونکہ بیداری کی حالت میں انسان غالباً اپنی حقیقی توجہ کو بدن کے ساتھ مصروف رکھتا ہے۔ نفسیاتی و روحی کاموں کو بدن کے ساتھ انجام نہیں

Presented by Ziaraat.Com

دے سکتا لیکن عالم خواب میں بدن کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے اور انسان حقیقت کو صورت مثالی کے ذریعہ ادراک کرتا ہے مادی بدن سے مکمل توجہ نہ کرتے ہوئے تمام امور کو صورت مثالی کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔

بیداری کی حالت میں ساری توجہات بدن پر رہتی ہے لہٰذا انسان بدن ہی کو اپنی حقیقت تصور کرتا ہے اور سونے کی حالت توجہ و فکر روح مثالی پر غلبہ رکھتی ہے لہٰذا انسان اپنی حقیقت کو بدن مثالی سمجھتا ہے۔

جب آپ عالم بیداری میں مکہ جانے کا تصور کریں گے تو آپ خود یہاں رہیں گے مگر تصورات میں مکہ جا کر اعمال حج انجام دے دیں گے۔ اسی طرح عالم خواب میں مکہ چلے جاتے ہیں کیونکہ خواب میں صورت مثالی انسان کی حقیقت ہے نہ یہ کہ آپ خود یہاں ہیں اور مکہ جانے کا تصور اپنے وجود سے الگ کر رہے ہیں۔

خواب و نیند کا وقت مختصر ہے

لہٰذا انسان عالم خواب میں ایسے اہم کام انجام دے سکتا ہے کہ عالم بیداری میں انہیں انجام دینے پر قدرت نہیں رکھتا ہے کیونکہ انسان بیداری کی حالت میں اپنے بدن مادی کے ذریعہ کام انجام دیتا ہے لیکن عالم خواب میں بدن مادی کو ترک کر دیتا ہے اور بدن مثالی کے ساتھ کہ جس کی قدرت و طاقت بدن مادی سے ہزار گنا زیادہ ہے، انجام دیتا ہے اور عجیب کام انجام دیتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے آسمان کی بلندیوں پر پرواز کرتا ہے ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب کا سفر طے کرلیتا ہے سات سمندروں میں تیر کر ان کی پیمائش کرلیتا ہے دیوار و دریچہ کہ جو ایک ناخن کے برابر ہے اس سے عبور کرلیتا ہے ایک لمحہ میں قرآن ختم کرلیتا ہے اور اسی طرح کے امور کہ جو حالت بیداری میں انجام دینے سے عاجز ہے۔

موت کے بعد کیونکہ انسان بدن مادی سے مکمل عاری ہو جاتا ہے لہٰذا روح آزاد ہو جاتی ہے اور قدرت و طاقت زیادہ بڑھ جاتی ہے لہٰذا اس عالم میں تعجب آور امور انجام پاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ممکن ہے انسان ایک لمحہ میں تمام دنیا کی سمتوں اور اس کی کیفیات سے آگاہ ہو جائے۔ اور اپنے تمام خاندان و عزیز واقارب کے حالات سے باخبر ہو جائے اور اس کے چاہنے والے جو بھی اس کے لئے ہدیہ صدقہ وخیرات ایصال ثواب سورۂ فاتحہ وغیرہ کی شکل میں بھیجتے ہیں معنوی و نورانی غذا کی صورت میں انہیں حاصل کرلے اور ان سے فائدہ حاصل کرکے بلند مراتب ومنازل پر فائز ہو جائے اور لوگوں کے نفوس اور ان کے جنت و جہنم میں جانے اور حساب وکتاب کی کیفیات سے آگاہ ہو جائے۔ اور اس وسعت علمی کی مثال اولیاء خدا کو اسی زندگانی دنیا اور حالت بیداری میں حاصل ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ممکن ہے عرفاء کہ جو ابھی

Presented by Ziaraat.Com

مقام تجرد مطلق پر بھی نہ پہونچے ہوں ان کے لئے عالم مکاشفہ میں یہ سب چیزیں ظاہر ہو جائیں۔

مسجد گوہر شاد میں ایک جوان کا عجیب خواب کہ جو عالم غیب پر دلالت کرتا ہے

ہمارا ایک دوست تقریباً ۲۰ سال پہلے حضرت علی بن موسی رضا علیہ السلام کی زیارت کے ارادے سے مشہد مقدس روانہ ہوا حالت عرفانی رکھتا تھا دو یا تین دن وہاں رکنے کے بعد پلٹا اور لوٹتے وقت جو اس نے عجیب خواب دیکھا تھا بیان کیا۔

کہتا ہے کہ: حرم میں داخل ہوتے وقت میں با ادب حرم کے دروازے کے کنارے کھڑا ہوگیا اور سلام کیا: اور خود سے کہا میں کیونکہ حضرت کی حقیقی معرفت نہیں رکھتا ہوں لہٰذا مجھے اس وقت تک حرم مبارک میں داخل نہیں ہونا چاہیئے جب تک کہ مجھے اپنی اور خداوند متعال کی حقیقی معرفت عطا نہ کردیں۔ شب جمعہ تھی ہوا بہت ٹھنڈی تھی میں ایک ہال کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا کچھ دیر کے لئے میری آنکھوں پر نیند غالب آ گئی میں نے خواب دیکھا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے پیر کی انگلی سے مجھے ہلایا اور فرمایا: اٹھ جا اور اٹھ کر کام کر بغیر کام کئے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نے خود کوآپ کے قدموں پر گرادیا تاکہ آپؑ کی قدم بوسی کروں حضرتؑ جھکے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ آپ شرمندہ ہوں، اور میری بغلوں میں ہاتھ ڈالااور مجھے قدم نہیں چومنے دیئے اور فرمایا یہ کیا کررہے ہو؟

میں اٹھااور صحن مسجد گوہر شاد گیااور وہاں جاکر وضو کیااور اپنی ردا سے خود کو لپیٹااور ایک ستون سے لگ کر دعائے کمیل پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔

دعا کے دوران مجھے نیند آگئی میں نے دوبارہ دیکھا کہ ایک بزرگ کہ جس کی داڑھی خضاب سے سرخ ہے میرے قریب آئے اور بہت مہر ومحبت سے مجھ سے کہا کیا تم ہمارے ساتھ گھومنا چاہتے ہو؟میں نے عرض کیا: یہ تو بہت اچھی بات ہے! ہم نے وہاں سے ساتھ حرکت کی اور انہوں نے مجھے اس طرح سیر کرائی کہ میں ہوا کے دوش پر ہوں اور جس شہر کے اوپر سے گزرتا ہوں اس کے سارے افراد دکھائی دے رہے ہیں اور میں ان میں سے اچھے اور برے کو بھی پہچان رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے شہروں اور سمندروں کو عبور کرکے حضرت رسول خداﷺاور صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہراؑ او تمام ائمہ بقیع علیہم السلام کی زیارت کو پہونچے ان کی زیارت کے بعد نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، کاظمین اور سامرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

وہ بزرگ تمام مزارات پر زیارت پڑھتے تھے اور مجھے عجیب مطالب سے آگاہ کرتے اور راستے میں ہمیشہ مجھ سے محو گفتگو تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نے بہت سے عزیز واقارب اور مرحومین کے حالات کے بارے میں سوالات کئے انہوں نے میرے ایک ایک سوال کا جواب دیا۔

اس کے بعد وہ مجھے آسمانوں پر لے گئے وہاں ہم نے ملائکہ اور انبیاء کی روحوں سے ملاقات کی اور پھر جنت کی سیر کی اور طرح طرح کی نعمتوں کا دیدار کیا ایسی نعمتیں کہ جو قابل توصیف نہیں ہیں اور ایک لمحہ کے لئے جہنم سے گزرے جس عذاب کو دیکھا وہ قابل بیان نہیں ہے۔

اس سیر کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا چاہتے ہو لوٹ جائیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ ہم دونوں ساتھ پلٹے۔ جب مسجد گوہر شاد میں وارد ہوئے اور وہ جانے لگے تو مجھ سے کہا یہ تمام سفر پانچ منٹ میں انجام پایا ہے۔

میں نے تعجب سے سوال کیا فقط پانچ منٹ؟ فرمایا: پانچ منٹ اس لئے بتائے ہیں تاکہ تم وحشت میں نہ پڑ جاؤ ورنہ یہ ایک لمحہ کا سفر تھا۔ وہاں نہ زمان ہے نہ گھنٹہ ہے نہ منٹ۔

پس جب خداحافظی کہہ کر جانے لگے تو میں نے عرض کیا: کہاں جارہے ہیں؟ مجھے آپ سے کام ہے! جواب دیا: میرا جانا ضروری ہے اگر اللہ نے چاہا جب تمہیں ضرورت ہوگی حاضر ہو جاؤں گا۔

میں نے عرض کیا: اس مختصر وقت میں بہت عجیب وغریب مناظر دکھادیئے اور مجھے زمین سے بلندیوں کی سیر کرادی۔!

کہا: کوئی عجیب چیز نہیں ہے! خداحافظی کی اور چلے گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نیند سے بیدار ہوا گھڑی کی طرف نگاہ کی کیا دیکھا کہ فقط میری آنکھ لگے ہوئے پانچ منٹ گزرے ہیں پھر میں نے باقی دعائے کمیل پڑھنا شروع کر دی۔

یہ خواب اتنا تعجب آور تھا اور اس قدر اس کے مطالب دلچسپ وطولانی تھے کہ قابل ذکر نہیں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ مرد مومن مسلسل تین روز تک اس خواب کو میرے سامنے بیان کرتا رہا۔ صبح میرے پاس حاضر ہوتا اور اذان ظہر تک بیان کرتا پھر ہم ساتھ مسجد جا کر نماز پڑھتے اور پھر بعد از ظہر آ کر بیان کرتا یہاں تک کہ نماز مغرب کا وقت آ جاتا تھا مکمل خواب بیان کرنے میں اسی طرح تین دن لگے۔

یہ خواب اس قدر عجیب تھا کہ جن دنوں میں حضرت آیۃ اللہ جمال السالکین وزین الفقہاء والمجتھدین آقای شیخ محمد جواد انصاری ہمدانی رضوان اللہ علیہ کی خدمت میں مشرف ہوا اور اس خواب کو آپ کی خدمت میں بیان فرمایا انہوں نے بہت تعجب کیا اور فرمایا: یہ ایسا خواب ہے کہ جس کی نظیر اس زمانے میں کمیاب ہے اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے والا وسیع ظرف کا حامل ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مادیت کے نکلنے اور عالم تجرد میں پہنچ کر معلومات میں وسعت آجاتی ہے

عالم ارواح عجیب ہے! روحیں کہاں ہیں؟ کیا کر رہی ہیں؟ آپس میں کس طرح کا رابطہ و تعلق رکھتی ہیں؟

خدایا یہ کیا ماجرا ہے؟! ابریشم کا کیڑا چند دنوں کے لئے اپنے بنائے ہوئے گھر میں بند ہو جاتا ہے اور پروانے کی شکل میں باہر نکلتا ہے اور ہم دیکھ کر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد زندہ ہوا ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ یہ حیوان جس وقت سے اس گھر کے اندر چھپا ہے نہ کھانا کھاتا ہے اور نہ حرکت کرتا ہے اور مکمل مردہ کی شکل و صورت میں ہے بلکہ اپنی ذات اور نفس میں سیر و ترقی کر رہا ہے اور منزل کمال کی طرف جارہا ہے اور ہر لحہ مراحل طے کر رہا ہے ایک عالم سے خارج ہو کر نئے عالم میں وارد ہو رہا ہے تاکہ ایک خوبصورت پروانہ کی شکل میں باہر آئے۔

انسان بھی اسی طرح ہے جو روحیں جسم زندان سے آزاد ہوتی ہیں انکا وجود ختم نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ زندہ ہیں جب تک مادی جسم میں قید تھیں ان کے تکاملی مراحل بدن کے ذریعہ طے ہو رہے تھے اور خارق العادہ سیر اور تعجب آور کام انجام دینے کے مانع تھا مگر مرنے کے بعد بدن نہیں رہا ہے

Presented by Ziaraat.Com

مادی زمان و مکان کے حجابات ختم ہو گئے ہیں لہٰذا با قدرت روحیں فقط اپنے ارادے سے عجیب و غریب کام انجام دیتی ہیں۔

آج رمضان المبارک کا پانچواں دن ہے ہم سب خواہش و تمنا رکھتے ہیں کہ روزہ افطار کے وقت روزہ داروں کو افطاری دیں اور اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ایسا دستر خوان لگاتے کہ جس پر بیٹھ کر مشرق و مغرب کے سارے مومنین افطار کرلیں۔ مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ ہم مشرق و مغرب میں نہیں جاسکتے اور نہ ہی ہمارے پاس اتنا وسیع و عریض دستر خوان ہے اور نہ ہم اتنی مال و دولت رکھتے ہیں کہ مشرق و مغرب کے تمام افراد کو افطاری دے سکیں۔

لیکن جب انسان اس دنیا سے رحلت کر جاتا ہے اور مادی زمان و مکان کے حجابات سے رابطہ و تعلق ختم کر دیتا ہے اس طرح کی افطار بہت آسانی سے دے سکتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح ہم نیت اور اپنے ذہنی تصور میں اس افطاری کا اہتمام کر سکتے ہیں یہ عجیب و غریب امور روح کے عالم تجرد میں قدرت و طاقت رکھنے کی وجہ سے انجام پاتے ہیں اور خصوصاً ان ارواح طیبہ و طاہرہ کہ جو مقام اخلاص پر فائز ہوئی ہیں، خداوند متعال انہیں ناقابل توصیف قدرت و طاقت عطا کرتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

علامہ طباطبائی کا والد گرامی کا شکوہ عالم غیب سے رابطہ کے ذریعہ

علامہ طباطبائی الحاج سید محمد حسین تبریزی عصر حاضر کے عظیم مفکر ہیں کہ جنہوں نے اپنے علم کے ذریعہ حوزۂ علمیہ میں علمی انقلاب بر پا کیا اور موضوع تفسیر و حکمت کی تدریس سے طلاب علوم دینی کو معارف الٰہی کے حقایق سے آگاہ کر کے سرحد کفر و ملحدوں کی جڑوں کو ختم کرنے کے لئے ستون قائم کیا۔ اس بندۂ حقیر کے استاد صاحب تفسیر المیزان کے تبریز میں ایک بھائی تھے کہ جن کا نام سید محمد حسن الٰہی طباطبائی تھا وہ بھی عظیم عالم دین متقی و زاہد و عابد اور معلم اخلاق و معارف الٰہی تھے چند سال آپ کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے ہوگئے ہیں علامہ طباطبائی اپنے بھائی سے شدید محبت کرنے کی وجہ سے غم فرقت برداشت نہ کر سکے اور دل کے مریض ہوگئے۔

حالت خواب میں روحوں سے رابطہ

علامہ کہتے ہیں کہ: میرے بھائی کا تبریز میں ایک شاگرد تھا کہ جو آپ سے علم فلسفہ حاصل کیا کرتا تھا وہ شاگرد ارواح حاضر کیا کرتا تھا اور میرے بھائی شاگرد کے ذریعہ بہت سی ارواح سے رابطہ برقرار کرتے تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ: وہ شاگرد قبل اس کے کہ میرے بھائی کی شاگردی اختیار کرے اور فلسفہ پڑھے، ارسطو کی روح کو حاضر کرتا ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

اس سے فلسفہ کی تدریس کا تقاضا کرتا ہے۔ ارسطو جواب میں کہتا ہے کہ کتاب اسفار (ملا صدرا) خرید کر الحاج سید محمد حسن الٰہی کی شاگردی اختیار کر۔

اس نے کتاب اسفار خریدی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ارسطو کے اس پیغام کو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

میرے بھائی نے جواب دیا کوئی بات نہیں ہے میں آپ کو فلسفہ پڑھاتا ہوں۔ روزانہ یہ شاگرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور درس پڑھتا۔ مرحوم فرماتے ہیں کہ: میں نے اس شاگرد کے ذریعہ بہت سی ارواح سے رابطہ برقرار کیا اور سوالات پوچھے۔ بعض حکمت کے مشکل سوالات خود ان کے مولفین سے حل کئے مثلاً جب بھی حکیم افلاطون کی عبارت میں کوئی مشکل پیش آتی تو خود ان ہی سے سوال کرتے تھے اور اسفار کے مشکل مسائل ملا صدرا سے حل کیا کرتے تھے۔

میں نے ایک دن افلاطون سے جب رابطہ کیا تو افلاطون نے ایک جملہ کہا کہ تم اپنی قدر و قیمت کو پہچانو کہ روی زمین پر آسانی سے کلمہ لا الہ اِلّا اللہ جاری کر رہے ہو ہم نے اس زمانے میں زندگی گزاری ہے کہ جس میں بت پرستوں کا اتنا غلبہ تھا کہ لا الہ الّا اللہ اپنی زبان پر جاری نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے بہت سے علماء کی ارواح کو حاضر کیا اور عجیب و مشکل مسائل کے بارے میں سوال کیا کہ جن موضوعات سے خود وہ شاگرد بھی آگاہ نہیں تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

خود وہ شاگرد کہ جو اس وقت مکتب فلسفہ کا شاگرد ہے ان پیچیدہ مسائل کہ جو آقای الٰہی اس شاگرد کی زبانی فلسفہ کے ماہرین کی ارواح سے سوال کرتے اور جواب حاصل کرتے تھے، نہیں سمجھ پاتا تھا اور نہ ہی درک کر سکتا تھا۔ مگر آقای الٰہی مکمل سمجھتے تھے کہ وہ شاگرد کی زبان میں کیا کہہ رہے ہیں۔

کہتے تھے کہ: ہم نے بہت سے علماء کی روحوں کو حاضر کیا اور سوالات پوچھے مگر دو افراد کی روح کو حاضر نہ کر سکے ایک مرحوم سید ابن طاوؤس کی روح اور دوسرے مرحوم سید مہدی بحر العلوم رضوان اللہ علیہما کہ ان دونوں نے کہہ رکھا تھا کہ ہم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت پر مامور ہیں اور ہرگز نیچے حاضر ہونے کی وسعت وطاقت نہیں رکھتے۔

حضرت علامہ طباطبائی مدظلہ کہتے ہیں کہ: نہایت تعجب اس وقت ہوا کہ جب تبریز سے میرے بھائی کی جانب سے میرے لئے ایک خط آیا کہ جس میں تحریر تھا کہ اس شاگرد نے ہمارے والد مرحوم کی روح کو حاضر کیا اور ہم نے کچھ سوالات کئے جس کے انہوں نے جوابات دیئے اور ضمناً آپ کی طرف سے انہیں گلہ و شکایت تھی کہ تم نے جو تفسیر لکھی ہے اس کے ثواب میں انہیں شریک نہیں کیا۔

علامہ کہتے تھے کہ: وہ شاگرد بالکل مجھے نہیں جانتا تھا اور میری تفسیر سے بھی باخبر نہیں تھا اور میرے بھائی نے بھی کبھی اس کے سامنے میرا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا اور یہ کہ میں نے تفسیر کے ثواب میں اپنے والد مرحوم کو

Presented by Ziaraat.Com

شریک نہیں کیا تھا، میرے اور خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ میرے بھائی بھی اس سے باخبر نہیں تھے لیکن اس کا تعلق میری نیت سے تھا۔اور میں نے جو اپنے والد مرحوم کو اس ثواب میں شریک نہیں کیا تھا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ میں نے نہ ان کی نسبت بے توجہی برتی اور نہ انہیں فراموش کر دیا بلکہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ میرا کام کیا منزلت رکھتا ہے جو والد مرحوم کو اس میں شریک کروں میں اس کام کو خدمت کے قابل نہیں سمجھتا تھا۔

" تفسیر المیزان وہ تفسیر ہے کہ صدر اسلام سے عصر حاضر تک آیات و بیانات کے آپس میں رابطہ کے اعتبار سے کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی ہے۔

اور میں ایک دن حضور کی خدمت میں تھا میں نے عرض کیا کہ اس تفسیر میں بعض مقامات پر قلم نے اس طرح آیات کے پیوند کو جوڑا ہے کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تفسیر لکھتے وقت خداوند متعال کی تائیدات آپ کی فکر وزبان اور قلم کو حاصل تھیں اور اگر اس تفسیر کی حوزۂ علمیہ میں تدریس ہو جائے تو ایسی افکار کو پرورش وتربیت مل سکتی ہے کہ جس کی قدر ومنزلت دو سو برس بعد سامنے آئے گی۔ اس بزرگوار نے ایسی عظیم تفسیر لکھی ہے اور جبکہ ابھی قید حیات ہے اور یہ تفسیر پوری دنیا میں اہل تشیع کے جز اصول دین میں شمار ہوتی ہے اور علماء بزرگ خود کو اس سے بے نیاز

Presented by Ziaraat.Com

نہیں جانتے اس کے باوجود یہ عظیم شخص کس قدر متواضع ہے کہ کہتے ہیں۔ آخر میں نے کام ہی کیا کیا ہے؟ کس قابل عمل انجام دیا ہے؟"

کہتے تھے کہ: جس وقت میرے بھائی کا یہ خط مجھے ملا میں پڑھ کر بہت شرمندہ ہوا اور کہا: خدایا! اگر یہ تفسیر تیری بارگاہ میں قبول ہے اور ثواب رکھتی ہے تو میں اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو ہدیہ کرتا ہوں۔ ابھی میں نے خط کا جواب اپنے بھائی کی خدمت میں نہیں بھیجا تھا کہ چند روز بعد دوسرا خط بھائی کی طرف سے موصول ہوا اور اس میں تحریر تھا کہ ہم نے اس بار والد مرحوم سے بات کی وہ بہت خوشحال تھے اور انہوں نے کہا ہے: خدا تمہاری عمر کو طولانی کرے اور نصرت و مدد کرے، سید محمد حسین نے ہمارے ہدیہ کو بھیج دیا ہے[1]۔

ا۔ ہم نے روحوں کے حاضر کرنے کے سلسلے سے جو واقعات نقل کئے ہیں وہ فقط نفس کے مجرد ہونے اور اور روح کے بدن سے جدا ہو جانے کے بعد باقی رہنے کی دلیل اور سند کے طور پر ہیں نہ کہ اس عمل کے جائز ہونے کی تائید میں۔ گرچہ اس عمل کا صحیح ہونا اور ارواح سے رابطہ بر قرار کرکے بات چیت کرنا، شک وتردید سے خالی نہیں ہے مگر یہ مطلب خداوند متعال کے نزدیک شرعی لحاظ سے جائز ہونے میں کوئی منافات نہیں رکھتا ہے جیسے علم موسیقی کے علوم ریاضی کے شعبہ اور صحیح ہونے اور اس کے ذریعہ غمگین کرنا، خوشحال کرنا، ہنسنا، رلانا اور نفس کا ہلکا اور بھاری بنانا شک و شبہ سے خالی نہیں ہے لیکن خداوند متعال نے مصلحت کی بنا پر اس علم کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح سحر و جادو اور جنوں سے رابطہ اور انہیں اپنی طرف تسخیر کرنا اور اسی طرح چاند، سورج، زہرہ، عطارہ اور تمام ستاروں کو جبکہ ان کے حقیقی آثار دیکھے گئے ہیں۔ خدا نے حرام قرار دیا ہے اور اس طرح کے علوم سے فائدہ اٹھانے سے کسی

آیت اللہ آقا بزرگ تہرانی کے والد گرامی کے خواب کا واقعہ

میں جس وقت نجف اشرف میں حصول علم میں مشغول تھا بروز جمعرات بعد از ظہر اہل قبور کی زیارت کو وادی السلام گیا۔ قبروں کے درمیان گھومتے ہوئے میری اپنے استاد مرحوم آیۃ اللہ الحاج شیخ آقای بزرگ تہرانی کہ جن کا شمار برجستہ علماء وزاہدین اور علم حدیث ورجال کے ماہرین میں ہوتا تھا اور آپ صاحب کتاب "الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ" وکتاب "اعلام الشیعہ" ہیں کہ جو عصر حاضر کی نفیس کتابوں میں سے ہیں۔

آپ مرحوم نے سو برس سے زیادہ اس دنیا میں عمر گزاری اور چند سال پہلے اس دنیا سے رحلت کر گئے ہیں آپ سے ہماری رشتہ داری بھی ہے[1]. آپ بے حد متواضع، نرم مزاج، باعظمت اور غربت کے باوجود غریب پرور شخص تھے اور ہمارے والد کے ہم عمر تھے اور میرے جد مرحوم آقا سید ابراہیم تہرانی کا زمانہ بھی دیکھا تھا اور ان سے واقعات بھی نقل کرتے تھے مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور میں ہفتہ یا دو ہفتہ میں آپ کے گھر جا کر

مصلحت کے تحت منع فرمایا ہے ارواح کے حاضر کرنے کا علم شریعت مقدس اسلام میں ممنوع رہا ہے اور استاد علامہ طباطبائی خود بھی اس کو مانتے تھے۔

۱-آپ ہمارے ماموں زاد بھائی کے خسر تھے، اس لیے کہ مرحوم جناب مرزا محمد طہرانی صاحب کتاب مستدرک البحار رحمۃ اللہ علیہ ہمارے والد کے ماموں تھے اور ان کے فرزند مرحوم جناب مرزا مہدی شریف عسکری طہرانی مرحوم آقا بزرگ طہرانی کے داماد تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

استفادہ کرتا تھا۔ میں نے دیکھ کر فوراً آپ کو سلام کیا دونوں نے مل کر قبروں پر فاتحہ پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پہونچے جہاں چند قبریں تھیں اور ان پر پتھر نصب تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا آؤ یہاں فاتحہ پڑھتے ہیں یہاں میرے ماں باپ اور ماموں اور دیگر عزیز رشتہ دار دفن ہیں۔

ہم وہاں بیٹھ گئے اور ہر ایک کے لئے الگ الگ فاتحہ پڑھی۔ پھر آپ نے ایک روایت بیان کی کہ جس کا لب لباب یہ تھا: جو شخص بھی جمعرات کو عصر کے وقت اپنے والدین کی قبروں پر جا کر ان کے لئے طلب مغفرت کرے خداوند متعال ان کے قلب میں نور کا ایک درجہ عطا کرے گا اور انہیں خوشحال کرے گا اور اس شخص کی دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔ جمعرات عصر کے وقت انسان کے اعزاء واقارب ہدیہ کے منتظر ہوتے ہیں لہٰذا میں جمعرات کی عصر کا انتظار کرتا ہوں تاکہ یہاں آکر فاتحہ پڑھوں۔

جب وہاں سے اٹھ کر چلے تو راستے میں فرمایا: میرا بچپنا تھا اور ہمارا گھر تہران میں پامنار میں تھا چند روز میری دادی کو اس دنیا سے رحلت کئے ہوئے ہو گئے تھے اور ان کے سویم کی مجلس بھی ہو کر ختم ہو گئی تھی۔

ایک دن میری ماں نے گھر میں کھانا بنایا ظہر کے وقت گلی میں ایک سائل آیا میری ماں کچن میں کھانا بنانے میں مشغول تھیں سائل کی آواز سنی اور چاہتی ہیں کہ اپنی ساس کے ایصال ثواب کے لئے کچھ خیرات کردیں دھلا ہوا برتن ڈھونڈھا مگر نظر نہ آیا جلدی میں تاکہ سائل چلا نہ جائے حمام میں

Presented by Ziaraat.Com

جو کاسہ استعمال ہوتا تھا وہ اٹھایا اور اس میں کھانا نکال کر سائل کو دے دیا اس بات سے کوئی آگاہ نہیں تھا۔

آدھی رات گزری تھی کہ میرے والد نیند سے بیدار ہوئے اور میری ماں کو جگایا اور کہا: تم نے آج کیا کیا ہے؟ میری ماں نے جواب دیا میں نہیں جانتی مجھے کچھ یاد نہیں آرہا ہے! میرے والد نے کہا: میں نے ابھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھا ہے وہ مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ مجھے اپنی بہو سے گلہ و شکایت ہے اس نے آج مرحومین کے سامنے میری آبرو ریزی کی ہے۔ میرے لئے حمام کے برتن میں کھانا بھیجا ہے۔

بتاؤ تم نے کیا کیا ہے؟

میری ماں کہتی ہیں کہ: میں نے کافی فکر کی مگر کچھ یاد نہ آیا اچانک یاد آیا کہ میں نے کھانا ان کے ایصال ثواب کی نیت سے سائل کو دیا تھا اور برتن دھلا ہوا نہ ملنے کی وجہ سے حمام کے استعمال شدہ برتن میں دے دیا تھا وہی صورت ملکوتی میں میری ساس کی خدمت میں پہونچا ہے اسی وجہ سے وہ مجھ سے شکوہ کر رہی ہیں۔

انسان فقراء کے ساتھ جو بھی نیکی واحسان کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ احترام اور عظمت کے ساتھ انجام دے انسان جو کام بھی اپنے فائدے کے لئے انجام دینا چاہتا ہے وہ زندگی ہی میں بجالے آئے کیونکہ موت کے بعد حالت یہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو جاتی ہے کہ وہ حمام کے برتن کو بدلنے کی بھی طاقت وقدرت نہیں رکھتا ہے تاکہ اپنے ملکوتی کھانے کو صحیح برتن میں کھاسکے۔

یہ تمام خواب درس عبرت ہیں اور میں ان جلسات میں کوشش کروں گا کہ ان واقعات کو کہ جو بزرگ و معتبر افراد نے عالم مکاشفہ میں دیکھے ہیں اور میں نے خود ان سے سنے ہیں، بیان کروں۔ اور ان واقعات کا تذکرہ کروں کہ جو ہمارے ہی زمانے میں رونما ہوئے ہیں نہ کتابوں اور گذشتہ بزرگوں کے تحریر کردہ کہ جو انہوں نے طولانی مدت اور تجربہ کے ذریعہ حاصل کئے اور وہ نقل ہوتے ہوئے زبانوں پر جاری ہوگئے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ اس طرح کے زندہ واقعات نفوس پر زیادہ موثر ہوتے ہیں اور غافلوں کو موت کے لئے آمادہ اور اصلاح عملی کی طرف راغب کرتے ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام کا اپنے اس صحابی کے نام خط کہ جس کے انتقال کی خبر ملی

محمد بن ادریس حلی روایت کرتے ہیں کہ کتاب سرائر میں کتاب ابی القاسم بن قولویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ایک صحابی کی موت کی خبر آپؑ تک پہونچی پھر کچھ دیر بعد آپؑ کو خبر ہوئی کہ وہ شخص زندہ ہے آپؑ نے اس

Presented by Ziaraat.Com

شخص کو نامہ تحریر فرمایا کہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اما بعد: آپ کے بارے میں ہمیں ایسی خبر ملی کہ جو تمہارے بھائیوں کے لئے دل شکنی اور غم واندوہ کا سبب بنی اس کے کچھ دیر بعد ایک دوسری خبر ملی کہ جس نے پہلے والی خبر کو جھٹلا دیا یہ خبر ہمارے لئے خوشی اور مسرت کا سبب قرار پائی۔ لیکن یہ ہماری خوشی زیادہ دنوں کے لئے نہیں ہے بہت ہی جلد پہلی خبر اس فرط مسرت پر غالب آجائے گی۔ پس تم اس وقت اس شخص کے مانند ہو کہ جس نے موت کا ذائقہ چکھا ہو اور پھر زندہ ہوگیا ہو؟ تم اس شخص کے مانند ہو کہ جس نے خدا سے دنیا کی طرف پلٹنے کی دعا کی ہو اور خدا نے اس کی دعا کو قبول کرلیا ہو تاکہ وہ یہاں آکر اپنے مال و دولت سے کچھ لے جو اس کی خوشی کا سبب ہے اور اپنے ساتھ ابدی مقام کی طرف لے جائے اور ہمیشہ کے لئے بس وہی مال و دولت اس کے پاس رہے

جان لو کہ روز وشب پوری کوشش کررہے ہیں کہ عمروں کو کم کریں اور مال ودولت کو برباد کرڈالیں اور موت کو ان کے سرپر لا کھڑا کردیں۔

ھیھات! ھیھات! لوگ اس حقیقت کو سمجھنے سے کس قدر غافل ہیں یہ روز وشب کس قدر اپنا خوبصورت چہرہ لے کر قوم عاد وثمود اور بہت سے دیگر قبیلوں کے سامنے ظاہر ہوئے آخر میں نتیجہ یہ ہوا کہ ان سب کو موت

Presented by Ziaraat.Com

نے پکار لیا اور وہ اپنے خدا کے حضور جا پہونچے اور انہیں اپنے نامۂ اعمال کا سامنا کرنا پڑا۔

روز و شب ہمیشہ جوانی و کمال کی منزل میں ہیں اور دنیا میں جتنے بھی امور مانند بیماریاں، جوانی کا بڑھاپے میں بدلنا اسی طرح کے اور دیگر کام، روز و شب کے سامنے سے گزرتے ہیں اور وہ سب کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر کبھی ان کی جوانی نہیں ڈھلتی اور یہ دونوں ہمیشہ اس پر آمادہ ہیں کہ جن حالات کے گذشتہ افراد کے لئے اسباب فراہم کئے آنے والوں کے لئے بھی مہیا کریں۔

جان لو کہ تم بالکل اپنے ان بھائیوں کی طرح ہو کہ جنہوں نے کچھ مدت زندگی گزارنے کے بعد اس دنیا کو ترک کر دیا۔

تمہاری مثال اس جسم و پیکر کے مانند ہے کہ جس کی تمام قوتوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہو اور اس میں کچھ آخری سانسیں باقی ہو اور وہ ملک الموت کا انتظار کر رہی ہیں اور ہر لحہ خداوند متعال کی دعوت پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔

پس ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں پند و نصیحت کے وقت کہ ہم کہتے تو ہیں مگر مقام عمل اور کردار میں پیچھے ہیں[۱]۔

۱۔ کتاب "سرائر" طبع سنگی، ص ۴۲۰ از باب مستطرفات۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا موت کے بارے میں عظیم خطبہ

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام لوگوں کو سفارش فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الغَايَةَ أَمَامَكُمْ وَإِنَّ وَرَاءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ . تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا . فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوَّلِكُمْ آخِرُكُمْ[۱]۔

اے لوگوں! جنت و جہنم اور اعمال کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے اور تم برابر اس کی طرف حرکت کر رہے ہو اور اس سے قریب ہوتے جا رہے ہو اور موت تمہارے پیچھے چل رہی ہے اور تمہیں اس طرح ہنکا رہی ہے جیسے اونٹ کو ہنکایا جاتا ہے اور جو تمہارا ہدف و مقصد ہے اس تک پہونچا دے گی۔ جس طرح اونٹ کے لئے گرم ریگستان اور طولانی راہ طے کرنے کے لئے تاکہ وہ اس طولانی راہ کا احساس نہ کرے اور مسافت طے ہو جائے، نغمہ پڑھتے ہیں اور اپنے مقصد تک پہونچ جاتے ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام موت کو اسی آواز سے تشبیہ دے رہے ہیں کہ ہر لحمہ انسان کے کانوں میں وہ آواز پہونچ رہی ہے اور بالآخر اسے اس کی آخری منزل تک پہونچا دے گی۔

تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا. اپنے بوجھ کو کم کرلو تاکہ آسانی سے پہونچ جاؤ۔

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۱؛ طبع مصر بالتعلیقہ عبدہ، ج۱، ص۵۸۔

Presented by Ziaraat.Com

فرماتے ہیں: تمام انبیاء اولیاء ائمہ علیہم السلام اور پاکیزہ افراد کی روحیں چلی گئیں اور جنت میں اپنے مقام پر پہونچ گئیں اور سب نے اپنے قافلہ کو اپنی منزل تک پہونچادیا؛ اے بندگان خدا تم کیوں غافل ہو؟ گناہ اور دنیا و شہوت پرستی کے بوجھ نے تمہیں خستہ اور سست بنا دیا ہے انہیں کم کرو دلبستگی کی جڑوں کو کاٹ کر خود کو ہلکا کرلو تاکہ اس قافلہ کو خدا کے حضور پہونچادو اور پیچھے نہ رہ جاؤ۔

فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوَّلِكُمْ آخِرُكُمْ جو تم سے پہلے جاچکے ہیں تمہارا انتظار کررہے ہیں۔

فرماتے ہیں: قیامت اور محشر اس وقت تک برپا نہیں ہوگا جب تک پیچھے رہ جانے والے پہلے جانے والوں سے نہ جاملیں گے۔ پس تم نے اپنے برے اعمال کی وجہ سے جو پاکیزہ ارواح کو انتظار میں ڈال رکھا ہے تمہیں چاہیئے کہ نیک اعمال اور اخلاق و عقاید حسنہ کے ذریعہ خود کو پاکیزہ قافلہ تک پہونچادو اور انہیں انتظار سے نجات دو اور اگر بالفرض تم دنیا میں لمبی عمر بھی گزارو اور یہ عمر ہمیشہ پاکیزہ نیت و کردار کے ساتھ ہو تو زندگی میں تمہاری ارواح ملأ اعلی سے رشتہ جوڑ لیں گی اور مقام قرب و طہارت پر فائز ہو کر پاکیزہ روحوں سے مل جائیں گی۔

سید رضی رحمۃ اللہ علیہ اس خطبہ کے ذیل میں کہتے ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

یہ کلمات اگر کلام خدا اور رسول خداﷺ کے علاوہ کسی بھی کلام کے برابر رکھے جائیں اور انہیں ان پر تولا جائے تو ہر اعتبار سے افضل و برتر نظر آئیں گے گویا میدان میں بازی لے جائیں گے۔

لیکن حضرت کا خصوصاً آخری جملہ: تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا. ایسا مختصر اور معنی خیز، کلمات کے درمیان کسی نے نہیں سنا ہوگا اور ان کلمات سے زیادہ زلال ودلنشین حکمت آمیز کلمات کسی کو یاد نہیں ہونگے[1]۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کس قدر موت کو یاد کیا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو موت کی طرف متوجہ کیا کرتے تھے اور سر منبر مجمع عام کے درمیان اس کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

سید رضی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: بعض اوقات حضرتؑ اپنے اصحاب کو ان جملات کے ذریعہ مخاطب قرار دیتے تھے:

تَجهَّزُوا رَحمَكُمُ اللهُ فَقَدْ نُودِيَ فِيكُمْ بِالرَّحِيلِ وَأَقِلُّوا الْعُرْجَةَعَلَى الدُّنْيَا وَ انْقَلِبُوا بِصَالِحِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ فَإِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَئُوداًوَ مَنَازِلَ مَخُوفَةً مَهُولَةً لَا بُدَّ مِنَ الْوُرُودِ عَلَيْهَا وَ الْوُقُوفِ عِنْدَهَا. وَ اعْلَمُوا أَنَّ مَلَاحِظَ الْمَنِيَّةِ نَحْوَكُمْ دَانِيَةٌوَ كَأَنَّكُمْ بِمَخَالِبِهَا وَ قَدْ نَشِبَتْ فِيكُمْ وَ قَدْ دَهَمَتْكُمْ فِيهَا مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ وَ مُعْضِلَاتُ الْمَحْذُورِ. فَقَطِّعُوا عَلَائِقَ الدُّنْيَا وَ اسْتَظْهِرُوا بِزَادِ التَّقْوَى[2]۔

۱۔ شرح نہج البلاغہ، محمد عبدہ، طبع مصر، ص۵۸۔

۲۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۰۲، طبع مصر بالتعلیقہ محمد عبدہ، ج۱، ص۴۱۸و۴۱۹۔

Presented by Ziaraat.Com

موت کی تیاری کرو خداوند متعال تم پر رحمت نازل کرے رحلت نے تمہارے درمیان آواز بلند کردی ہے اور دنیا پر اعتماد اور اس سے دلبستگی کم کردو اور جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے اعمال صالحہ اور زاد راہ وہ سب خدا کی طرف جاچکا ہے کیونکہ تمہیں مجبوراً سخت اور خوفناک منازل کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہاں رکنا ہوگا۔

اور جان لو کہ موت نے تم پر کڑی نظریں جما رکھی ہیں اور ہر لمحہ یہ نظریں تم سے اس طرح قریب ہو رہی ہیں کہ جیسے تم موت کے پنجے میں گرفتار ہو، اس کا تم پر پورا قبضہ ہو چکا ہے اور اس بارے میں سوچنے سے بہت زیادہ سخت امور نے تمہاری آنکھیں بند کردی ہیں اور بے انتہا مشکلات نے تمہارا احاطہ کرلیا ہے۔

پس تمہیں چاہیئے کہ دنیا سے محبت و دلبستگی کے رشتہ کو توڑ دو اور اپنے وجود سے اس کی جڑ کو ختم کردو اور زاد و تقوی پر اعتماد کرکے اس سے مدد لو۔

ابن حجر ہیثمی مکی الصواعق المحرقہ میں کہتے ہیں کہ:

وَسُئِلَ عَلیٌّ وَ هُوَ عَلی المنْبرِ بِالكوفة عَنْ قَولِه تعالی: رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنهُمْ مَنْ قَضَی نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا.[1]

۱۔ سورۂ احزاب، آیت ۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

فَقَالَ: اللهُمَّ غَفْراً،هذه الآيَةُ نَزَلَتَ فِیّ عَمیَ حَمْزَةَ وَ فِی ابْنِ عَمّی عُبَیْدَةَ بنِ الحَرِث بن المَطَّلِبِ؛فَأَمَّا عُبَیْدَةُ فَقَضَی نَحْبَهُ شَهِیداً یَوْمَ بَدْرٍ،وَحَمْزَةُ قَضَی نَحْبَهُ شَهِیداً یَوْمَ اُحُد،وَامَّا أَنَا فَانتظرُ أَشْقَاهَا یَخْضِبُ هَذه من هَذه. وَأَشَارَ بِیَدِه اِلَی الحیته وَ رَاسه. عَهْدُ عَهِدَهُ اِلَیَّ حَبِیْبِی ابوَ اَلقَاسِمِ صَلَّی الله عَلیه وَآلِه وسلم۔[1]

حضرت علی علیہ السلام منبر کوفہ پر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ آپؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا: رِجالٌ صدقوا ما عَهَدُوا الله علیه آپؑ نے فرمایا: خداوند متعال مغفرت کرے۔ یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچازاد بھائی عبیدۃ بن حارث بن عبد المطلب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مگر عبیدہ جنگ بدر میں شہید ہوگیا اور رحمت الٰہی سے جا ملا۔اور حمزہ نے جنگ احد میں جام شہادت نوش فرمالیا لیکن میں اس شقی ترین امت کا انتظار کررہا ہوں کہ وہ میری داڑھی میرے خون سے خضاب کرے(اور اشارہ کیا اپنے سر سے ریش مبارک کی طرف) اور فرمایا: یہ عہد ہے کہ جو میرے حبیب رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے لیا ہے۔

۱۔الصواعق المحرقہ،ص۸۰۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

چھٹی مجلس

ملک الموت کا روح قبض کرنا
خود خدا کا روح قبض کرنا ہے

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدْ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى اَعْدَائِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنَ الْاٰنَ اِلَى قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.[1]

قَالَ اللهُ الْحَكِيْمُ فِيْ كِتَابِهِ الْكَرِيْمِ:

نیک اور بد کردار لوگوں کی روح قبض کرنے کا طریقہ

"بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ." [2]

اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ تم کو وہ ملک الموت زندگی کی آخری منزل تک پہنچائے گا جو تم پر معین کیا گیا ہے اس کے بعد تم سب پروردگار کی بارگاہ میں پیش کئے جاؤ گے۔

---

۱ - یہ مطالب چھٹی رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کو بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ سورۂ سجدہ، آیت ۱۱۔

Presented by Ziaraat.Com

اس آیۂ مبارکہ میں خداوند متعال نے لوگوں کی روح قبض کرنے کی نسبت ملک الموت کہ جو عزرائیل ہے، کی طرف دی ہے۔

جس آیۂ مبارکہ میں گذشتہ مجلس میں تفصیل سے بحث ہوئی اس میں خداوند متعال نے قبض روح کی نسبت بلا واسطہ خود اپنی طرف دی ہے: اللهُ يَتَوَفى الأنفُس حِينَ مَوْتِها[۱]۔

فقط خداوند متعال موت کے وقت روح قبض کرتا ہے۔

خداوند متعال نے ایک دوسری آیت میں قبض روح کی نسبت ایک خاص فرشتہ کی طرف نہیں بلکہ تمام فرشتوں کی طرف دی ہے۔ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِه وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْت تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لا يُفَرِّطونَ[۲]۔

اور وہی خدا ہے جو اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم سب پر محافظ فرشتے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے نمائندے اسے اٹھا لیتے ہیں اور کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔

۱۔ سورۂ زمر کی ۴۲ آیت کا شروع کا حصہ۔

۲۔ سورۂ انعام، آیت ۶۱۔

Presented by Ziaraat.Com

چوتھی آیت میں ان ملائکہ پر سلام بھیجا ہے کہ جو پاکیزہ لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں: الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَئِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ[۱]۔

جو لوگ پاک و پاکیزہ ہیں جب ان کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو خدا کی طرف سے ان پر سلام بھیجتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنے نیک اعمال کی بنا پر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اور اسی سورہ کی دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے: ظالم و ستمگر کا قبض روح کے وقت فرشتوں سے نیکی اور اچھائی کا اظہار کرنا اور برائی کا انکار کرنا کوئی فائدہ نہیں رکھتا ہے۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَئِكَةُ ظَالِمِى أَنفُسِهِمْ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِن سوءٍ بَلَى إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ[۲]۔

جنہیں ملائکہ اس عالم میں اٹھاتے ہیں کہ وہ اپنے نفس پر ظالم ہوتے ہیں تو اس وقت اطاعت کی پیشکش کرتے ہیں کہ ہم تو کوئی برائی نہیں کرتے تھے۔ بیشک خدا خوب جانتا ہے کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔

پس فرشتے انھیں یہ پیغام دے کر دوبارہ خطاب کر کے کہتے ہیں:

۱۔ سورۂ نحل، آیت ۳۲۔

۲۔ سورۂ زمر کی ۶۸ ویں آیت کا جزء۔

Presented by Ziaraat.Com

فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ[۱]۔

جاؤ اب جہنم کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ وہیں رہو کہ متکبرین کا ٹھکانا بہت برا ہے۔

ان آیات مذکورہ میں بعض میں قبض روح کی نسبت خداوند متعال کی طرف دی گئی ہے اور بعض میں ملک الموت اور بعض میں ملائکہ کی طرف اور وہ ملائکہ بھی پاکیزہ افراد کی روح علیحدہ طریقہ سے اور ظالم و ستمگروں کی علیحدہ طریقہ سے قبض کرتے ہیں۔

ان آیات کی کس طرح توضیح وتاویل کی جائے؟ اگر خود خداوند متعال قبض روح کرتا ہے تو عزرائیل اور تمام فرشتے کیا کرتے ہیں؟ اور اگر عزرائیل قبض روح کرتا ہے تو تمام فرشتے کیا عمل انجام دیتے ہیں؟ اور اس فعل کی نسبت کا اللہ کی طرف دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور اگر فرشتے قبض روح کرتے ہیں تو ملک الموت کیا فعل انجام دیتے ہیں؟ اور قبض روح کا خداوند متعال کی طرف نسبت دینے کا کیا معنی ہے؟

یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جسے واضح و روشن ہونا چاہیئے کیونکہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں ٹکراؤ اور تناقض نہیں پایا جاتا ہے، یہ آیات توحید کے ستون واصول محکم کو بیان کر رہی ہیں۔

---

۱. سورۂ نحل، آیت ۲۹۔

Presented by Ziaraat.Com

توحید ذاتی و صفاتی و افعالی کے معانی

اس کی وضاحت میں ہم بیان کرتے ہیں کہ دین اسلام کی بنیاد توحید پر استوار ہے توحید ذاتی اور توحید صفاتی و فعلی۔

توحید ذاتی یعنی تمام عالم میں ایک مستقل اور قائم بالذات وجود کے علاوہ دوسرا کوئی وجود نہیں پایا جاتا ہے اور وہ وجود خداوند متعال کا ہے اور تمام موجودات کا وجود ممکن و معلول اور ناقص ہے۔

توحید صفاتی یعنی اس تمام عالم ہستی میں ایک علم مطلق، حیات مطلق اور قدرت مطلق وغیرہ، سے زیادہ صفات نہیں پائے جاتے ہیں اور یہ صفات مخصوص ہیں اس ذات مقدس سے کہ جو حیّ، قدیم، عالم اور قادر ہے اور باقی موجودات میں جو صفات مانند علم و قدرت و حیات وغیرہ نظر آتے ہیں وہ تمام کے تمام واجب الوجود کے صفات کا سایہ ہیں اور یہ مستقل بھی نہیں ہیں بلکہ صفات خداوند متعال کی نسبت سایہ اور صاحب سایہ کا حکم رکھتے ہیں اور یہ قدرت و علم اور حیات کے نور کی ایک کرن ہیں۔

عالم امکان میں فعل الٰہی کے نور کے ظہور کی کیفیت اور موجودات کی خلقت

توحید فعلی یعنی اس پورے جہان ہستی میں ایک مستقل فعل کے علاوہ دوسرا فعل نہیں ہے اور تمام ممکن الوجود (مخلوق) سے جتنے بھی فعل سرزد

Presented by Ziaraat.Com

ہوتے ہیں وہ اس مستقل ذات کہ جو واجب الوجود ہے، کے سایہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور جس طرح ممکن الوجود سے نسبت رکھتے ہیں نیز واجب الوجود سے بھی اسی طرح نسبت رکھتے ہیں۔ یعنی مخلوق و موجودات سے جتنے فعل بھی سرزد ہوتے ہیں فعل خداوند متعال کا ظہور اور تجلی ہیں اور اس فعل کا حقیقی تعلق خداوند متعال سے ہے۔اور وہ خدا ہی کے حکم سے موجود میں تجلی و ظاہر ہوتا ہے اور اس مخلوق و موجود سے نسبت پیدا کرلیتا ہے پس در حقیقت جب کوئی بھی فعل کسی بھی موجود کے ذریعہ انجام پاتا ہے تو جس طرح وہ اس سے منسوب ہے اسی طرح خدا کی ذات سے نسبت رکھتا ہے اور یہ نسبت طولی ہے نا کہ عرضی۔ کیونکہ وہ موجود اور خدا اس فعل کے انجام دینے میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک نہیں ہوئے ہیں بلکہ پہلے وہ فعل حقیقت میں مرکز فعل جو کہ خدا ہے وہاں سے ظاہر ہوا اور پھر عارضی طور پر موجود (مخلوق) کے ذریعہ انجام پایا ہے۔

حکیم سبزواری اس موضوع کے سلسلے میں کہتے ہیں:

فَالْکُلُّ بِالذّاتِ لَهُ دلالَه
حاکِیَةٌ جَمالَهُ جَلالَهْ
وَکُلُّ جُزْئِیً مِنَ الاَسما وُضِعْ
وَضْعاًإلِهیًّا لِمَعْنی مَا صُنِعْ
اِذْ عَرَضُ الدِّلالَةِ العَرْضِیَّه

تَزولُ لا الذّاتِيّةُ الطَولِيّه[1]

فرماتے ہیں: تمام موجودات ذاتی طور پر اللہ کی نشانی ہیں اور اس کے وجود پر دلالت رکھتی ہیں اور خدا کے جلال و جمال کی حکایت کرتی ہے اور موجودات و اسماء جزیہ میں سے ہر ایک خداوند متعال کے حقیقی وضع کے اعتبار سے اس کی ذات پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر دلالت عرضی ہو تو اس کا وجود ختم ہو جاتا ہے مگر طولی دلالت میں ایسا نہیں ہے طولی کا وجود علت و معلول (سبب و مسبّب) سے پیدا ہوتا ہے اور اپنے ذاتی وجود کے ساتھ اس کے وجود میں موجود ہے۔

لہٰذا یہ کہنا چاہیئے کہ ملک الموت جو کہ صفت خدا کا آئینہ ہے ذات خداوندی پر دلالت کرتا ہے اور تمام فرشتے کہ جو قبض روح میں ملک الموت کا آئینہ ہیں، ذات حق سبحانہ تعالیٰ سے اتحاد و عینیت رکھتے ہیں اور مقام فعل میں ان کے درمیان جدائی کا کوئی تصور نہیں ہے۔

فعل قبض ارواح خداوند متعال کی ذات سے صادر ہوتا ہے اور پہلے مرحلے میں ملک الموت کے آئینہ وجود میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر ملک الموت کے ذریعہ دیگر فرشتوں کے وجود میں ان کے درجات و مراتب کے حساب سے

۱۔ منظومہ سبزواری، غُرر فی تکلّمہ تعالی، طبع ناصری، ص ۱۷۷ و ۱۷۸۔

Presented by Ziaraat.Com

انجام پاتا ہے یہاں تک کہ ان ملائکہ کے وجود میں ظاہر ہوتا ہے کہ جن کا درجہ وسعت وجودی کے اعتبار سے سب سے کم تر ہے۔

اور کیونکہ یہ افعال آپس میں طولی نسبت رکھتے ہیں نہ کہ عرضی لہٰذا تمام کے تمام حقیقت میں فعل واحد ہیں پس خداوند متعال قبض ارواح کے انجام دینے میں مستقل ہے اور ہر گز اس کام کے انجام دینے میں اس کا کوئی ناصر ومددگار تصور نہیں کیا جاسکتا ہے گرچہ یہ فعل ملک الموت اور اس کے زیر نظر جتنے بھی ملائکہ ہیں ان کے ذریعہ انجام پاتا ہے اسی وجہ سے قرآن مجید کی جن آیات میں جہاں موت وحیات ، رزق، آسمانی اور زمین بلائیں وحوادث کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے علل واسباب کی طرف نسبت دی ہے وہیں ذات خداوند متعال کی طرف بھی دی گئی ہے اور اسے ان افعال کے انجام دینے میں وحید ویکتا شمار کیا گیا ہے[1]۔

موجودات کے افعال عین فعل خدا ہیں دو اعتبار سے

مثلاً خلقت کے موضوع پر جبکہ انسان کی ایجاد کی ہوئی چیزوں کی نسبت خود انسان کی طرف ہونا چاہئے مگر خداوند متعال کی طرف دی گئی ہے:

۱۔ بیشتر آگاہی کے لئے تفسیر المیزان، ج۱، ص ۲۷ عنوان "تصدیق القرآن لقانون العلۃ العامۃ" اور اسی جلد میں ص ۴۰۶، عنوان "کلام فی استناد مصنوعات الانسان الی اللہ سبحانہ" کی طرف رجوع کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُونَ[۱]۔

خداوند متعال نے تمہیں پیدا کیا ہے اور انہیں بھی کہ جنہیں تم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لا إِلَهَ إِلا هُوَ خَلِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ[۲]۔

اے لوگوں! اللہ تمہارا پروردگار ہے اور اس کے علاوہ کوئی معبود اور لائق عبادت نہیں ہے وہی ہر شئی کا پیدا کرنے والا ہے پس اس کی عبادت کرو۔ اور تیسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلِ اللّٰهُ خَلِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّرُ[۳]۔

اے رسول! کہہ دیجئے کہ اللہ ہی سب کا خالق ہے اور وہی یکتا و قہار ہے کہ جس کی عظمت کے سامنے تمام موجودات ناچیز ہیں۔ اور نیز اسی مذکورہ مطلب پر سورۂ زمر، آیت ۶۲، سورۂ غافر آیت ۶۲، سورۂ حشر، آیت ۲۴ بھی دلالت رکھتی ہیں۔

اور اسی طرح مُلک و ملکیت کے موضوع پر بھی جو آیات ہیں ان میں تمام موجودات اور ملکیت کی نسبت خدا ہی کی طرف دی گئی ہے مانند:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ وَ مَا فِيهِنَّ[۱]۔

۱۔ سورۂ صافات، آیت ۹۶۔

۲۔ سورۂ انعام، آیت ۱۰۲۔

۳۔ سورۂ رعد، آیت ۱۶۔

Presented by Ziaraat.Com

اللہ کے لئے زمین وآسمان اور اس کے درمیان کی کل حکومت ہے۔

اور بہت سی دیگر قرآن مجید کی آیات اسی مذکورہ آیت کے مانند ہیں کہ جن میں لفظ۔ وللهِ ما فی السمَاوَاتِ وَمَا فی الأرْضِ، استعمال ہوا ہے۔ یعنی جو کچھ بھی زمین وآسمان کے درمیان ہے خدا کی ذات سے مخصوص ہے۔ مگر ملک اور اس پر حکومت واختیار کی نسبت آل ابراہیم کی طرف بھی دی ہے۔

فَقَدْ ءَاتَيْنَا ءَالَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَبَ وَ الحِكْمَةَ وَ ءَاتَيْنَهُم مُّلْكاً عَظِيماً[۲]۔

بتحقیق ہم نے آل ابراہیم کو آسمانی کتاب وحکمت عطا کی اور انہیں ملک اور عظیم حکومت عنایت کردی۔

اور حضرت داوٗد علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے: وَ شدَدْنَا مُلْكَهُ وَ ءَاتَيْنَهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصلَ الخطابِ[۳]۔

ہم نے اس کی طاقت وحکومت کو مستحکم کردیا اور اسے حکمت وفصل خطاب سے نوازا۔

۱۔ سورۂ مائدہ، آیت ۱۲۰۔

۲۔ سورۂ نساء، آیت ۵۴۔

۳۔ سورۂ ص، آیت ۲۰۔

Presented by Ziaraat.Com

اور بہت سی آیات کہ جن میں لفظ، مَا مَلَكَتْ أَيْمَنُكُمْ یا أَيْمَنَهُمْ استعمال ہوا ہے، ملکیت کی نسبت انسانوں کی طرف دی ہے مانند: وَ مَا مَلَكت أَيْمَنُهُمْ لِكَيْلا يَكُونَ عَلَيْكَ[1]۔

اور انہیں آیات کے مانند ہمارے مورد بحث آیات ہیں کہ جن میں قبض روح کی نسبت جہاں خود خدا کی طرف ہے وہیں ملک الموت اور تمام ملائکہ کی طرف بھی دی گئی ہے۔

بالکل اسی طرح کہ جیسے سورج کسی بڑے آئینہ میں چمکے اور اس آئینہ سے مختلف و متعدد اور چھوٹے آئینوں پر اپنا عکس چھوڑے۔ اس روشنی اور نور کا تعلق حقیقی اور ذاتی طور پر پہلے سورج سے ہے اور عارضی طور پر آئینوں سے نسبت رکھتا ہے۔

خداوند متعال کا ازلی و ابدی ارادہ ملک الموت کے وجود پر ظاہر ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ دیگر ملائکہ جو کہ درجات و مراتب میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں کوئی مومن کی روح قبض کرنے پر مامور ہے تو کوئی کافر و فاسق کی، کوئی عادل کی ہے تو کوئی منافق کی، کے وجود میں ظہور پیدا کرتا ہے۔ پس یہ فعل کے ظاہر ہونے میں طولی رابطہ رکھتے ہیں نہ کہ عرضی۔

۱۔ سورۂ احزاب، آیت ۵۰۔

Presented by Ziaraat.Com

موجودات کے افعال اور فعل خداوند عالم کے درمیان قرآن کریم کی وجہ جمع اور ان کے درمیان تناقض کا نہ ہونا

احتجاج شیخ طبرسیؒ میں ایک بہت مفصل روایت نقل ہوئی ہے کہ ایک زندیق حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور بہت سے سوالات کئے من جملہ ان سوالوں میں سے ایک یہ سوال تھا کہ قرآن مجید کے مطالب اور خبروں میں تناقض و ٹکراؤ پایا جاتا ہے اگر آپؑ مجھے ان کا جواب دے دیں تو میں آپؑ کے دین میں شامل ہو جاؤں گا۔ جن اعتراضات کو اس لئے پیش کیا ان میں سے قبض روح اور آیات موت کے تناقض و ٹکراؤ کا ادعا تھا۔

کہتا ہے: أجِدُ الله يقولُ:قُل يَتَوفَكُم ملكُ الموتِ الذى وكُل بكم.

اور خداوند دوسرے مقام پر فرماتا ہے: اللهُ يتوفَّى الانفس حَين موتِها، والذين تَتَوَفّٰهُمُ الملائِكةُ طيبينَ اور اسی کے مثل جو قرآن مجید میں آیات ذکر ہے۔

خداوند متعال نے بعض آیات میں قبض روح کو خود اپنی ذات سے مخصوص قرار دیا ہے اور بعض میں ملک الموت اور اسی طرح بعض میں ملائکہ ہے[1]۔

۱۔ احتجاج، طبرسی، طبع مطبعہ نعمان، نجف، ج۱، ص ۳۶۴۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: توجو ان آیات تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا اور الذین تتوفّٰهُمُ الملائكةُ ظالِمی اَنْفُسِهِمْ، میں جو تناقض و تضاد کا دعویٰ کرتا ہے تو جان لے کہ خداوند متعال خود ان امور کو انجام دیتا ہے خدا کے بھیجے ہوئے اور ملائکہ کا فعل خود فعل خداوند متعال ہے کیونکہ وہ سب کے سب حکم الٰہی پر عمل کرتے ہیں۔

پس خداوند متعال نے ملائکہ کے ایک گروہ کو چنا تاکہ اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہوں اور وہ وہی گروہ ہے کہ جس کے بارے میں خداوند متعال فرماتا ہے: اللهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ[۱]۔

پس جو لوگ خدا کے اطاعت گزار ہوں گے تو ان کی روح رحمت کے فرشتے قبض کریں گے اور جو لوگ گناہ گار و نافرمان ہوں گے تو ان کی روح عذاب کے فرشتے قبض کریں گے۔

اور ملک الموت ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب کی مدد کے لئے معین ہے کہ جس کے حکم سے وہ قبض روح کرتے ہیں اور ان کا یہ فعل ملک الموت کا فعل ہے اور یہ ملائکہ جو کچھ بھی انجام دیتے ہیں ملک الموت سے نسبت رکھتا ہے۔

۱۔ سورۂ حج، آیت ۷۵ آیت۔

Presented by Ziaraat.Com

لہٰذا ملائکہ کا فعل ملک الموت کا فعل ہے اور ملک الموت کا فعل خداوند متعال کا فعل ہے کیونکہ خدا ہے کہ جو موت دیتا ہے اور ملائکہ کے ذریعہ روحوں کو قبض کرتا ہے ثواب و عذاب دیتا ہے جس کو بھی چاہتا ہے اور حقیقت میں امین خدا کا فعل خود خدا کا فعل ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے: وَمَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاء اللهُ[1] تم کسی بھی چیز کا ارادہ نہیں کرتے مگر جو خدا چاہتا ہے اور ارادہ کرتا ہے[2]۔

ملک الموت کا ایک وقت میں متعدد افراد کی روح قبض کرنا

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ قبض روح کی کیفیت کیا ہے؟ اور ایک ہی وقت میں ملک الموت کس طرح اتنی تعداد میں لوگوں کی روح قبض کرلیتا ہے جبکہ بعض ان میں سے عالم مشرق میں ہوتے ہیں اور بعض مغرب میں؟

کیونکہ ممکن ہے بہت سے لوگ دریا میں ڈوب کر ایک ساتھ موت کے گھاٹ اتر جائیں یا ان کے اوپر پہاڑ گر جائے یا زلزلہ کے سبب زمین میں دھنس جائیں یا آندھی وطوفان اور بجلی کی کڑک سے مر جائیں۔

کس طرح ممکن ہے کہ ملک الموت ان تمام نفوس جو کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں سے بھی زیادہ ہیں ایک ہی وقت میں قبض روح کرلے؟

۱۔ سورۂ انسان، آیت ۳۰۔ سورۂ تکویر، آیت ۲۹۔

۲۔ احتجاج، طبرسی، ج۱، ص ۳۶۷۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کا جواب یہ ہے کہ: ہم مادی امور میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایک لحہ میں ممکن ہے کہ ایک مقام و مقصد سے مختلف افعال انجام پائیں بغیر کسی زمان کی تبدیلی اور فرق کے۔

مثال کے طور پر سورج جو آسمان کی بلندی پر حرکت کرتا ہے وہ ایک حرکت رکھتا ہے اور ایک نور لیکن اسی ایک لمحے میں کہ جس میں اپنے نور اور روشنی کو زمین کی طرف بھیجتا ہے ہزاروں گھر آشیانہ، کوچہ، محلّہ، قریہ، شہر، بیابان اور پہاڑ ودریا وغیرہ کو روشن کرتا ہے۔

یہ روشنی ہر مقام پر ایک دوسرے سے مختلف نظر آتی ہے اور جداگانہ حدود و پہچان رکھتی ہے جو روشنی و نور ایک گھر میں آیا ہے وہ دوسرے گھر سے الگ ہے یہ سورج کی ایک خاص کرن ہے اور وہ ایک دوسری کرن ہے۔ جبکہ سورج بھی ایک ہے اور جو زمین پر روشنی پڑ رہی ہے وہ بھی ایک ہی ہے۔

ملک الموت اور اس کے اعوان و نفوس کی کے روح قبض کرنے کی بجلی کے کارخانے سے مثال

الکٹرانیک نور وروشنی اس مسئلہ کو بخوبی واضح وروشن کرسکتی ہے۔ایک شخص دنیا کے ایک گوشے سے ایک الکٹریک بٹن کے ذریعہ آواز اور روشنی کو پوری دنیا میں پھیلا دیتا ہے جسے سیٹلائٹ کہتے ہیں۔ روئے زمین پر رہنے والے تمام افراد چاہے وہ دریا میں ہوں یا صحرا میں یا پہاڑوں پر ہوں یا ہوا کے دوش

Presented by Ziaraat.Com

پر، ایک خاص سسٹم کے ذریعہ اس آواز کو سن سکتے ہیں اور اس کی شکل و صورت کو بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

بولنے والا ایک ہے اس کا فعل بھی ایک ہے ایک خطبہ پڑھتا ہے ایک قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے لیکن کروڑوں افراد بشر اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں یعنی ایک فعل اپنی وحدت کو حفظ کرتے ہوئے (واحد ہونے کے بعد) کروڑوں افراد پر ظاہر ہو کر فیض پہنچا سکتا ہے۔

لائٹ پلانٹ سے بجلی بلا واسطہ اور مستقیم شہروں تک نہیں پہونچائی جاتی بلکہ پاور کنٹرول کرنے اور کم کرنے کے لئے بجلی گھر بنائے جاتے ہیں وہ اس کی قوت و طاقت کچھ کم کرتے ہیں اس کے بعد شہروں میں پہنچانے کے لئے جگہ جگہ ٹرانسفارمر لگائے جاتے ہیں تاکہ اس کے پاور کو کم کریں اور گھروں میں استفادہ کے قابل ہو جائے اس طرح ۶۳۰۰۰ واٹ کو ۲۲۰ یا ۱۱۰ واٹ یا اس سے بھی کم ۲، ۴، ۶ (نائٹ بلب) واٹ میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ کیا اس کیفیت کو بیان کیا جا سکتا ہے کہ کس طرح ایک مرکز سے ایک تار جڑا ہوا کس طرح گھروں، کارخانوں کو ایک لمحہ میں روشن کرتا ہے اور مشینریوں کو چلا رہا ہے؟

کوئی نہیں بیان کر سکتا ہے کیونکہ فعل واحد (ایک) ہے اور اس الکٹرینک سسٹم کے ذریعہ قوت و ضعف میں تبدیل ہو کر اپنے وجود پر لباس کثرت پہن لیا ہے اور بہت سے سانچوں میں ظاہر ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

عالم امکان کے مظاہر میں نزول و ظہور نور الٰہی کی کیفیت

خداوند متعال کی جانب سے جو پہلے درجہ پر قبضہ ارواح کے لئے مامور ہے اسے عزرائیل کہتے ہیں اور وہی مرکزی طاقت و پاور کا حکم رکھتا ہے جس طرح سورج ایک ہے اور آسمان کی بلندی سے ساری کائنات کو روشن کر رہا ہے۔ عزرائیل خداوند متعال کے اسم ممیت والقابض کا مظہر ہے جس طرح اسرافیل اسم المحیی کا مظہر ہے اور تمام موجودات میں روح پھونکتا ہے اور حضرت جبرئیل جو کہ علوم عطا کرتا ہے خداوند کے اسم العلیم والبصیر والخبیر کا مظہر ہے اور اسی طرح حضرت میکائیل جو کہ رزق بانٹنے پر مامور ہے اسم الرزاق والرازق خدا کا مظہر ہے۔

پھر یہ اسم کلی دوسرے درجہ پر فائز ملائکہ کے درمیان جدا جدا تقسیم ہوتا ہے اور پھر ان سے بھی کم درجہ رکھنے والوں کے درمیان تقسیم ہوتا ہے یہاں تک کہ ان ملائکہ تک پہونچتا ہے کہ جو خاص امور جیسے حیات، موت، تعلیم اور رزق و روزی کے وظیفہ پر مامور ہیں۔

دور حاضر میں اس عجیب مشنری کی ایجاد اور دور دور تک روشنی و آواز وغیرہ پہنچانے کے ذریعہ ملائکہ کے امور کو سمجھنا بہت سادہ اور آسان ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

شاید زمان قدیم میں اس مطلب کو سمجھنا مشکل تھا کہ جہاں ماچس کی تیلی یا اور کسی ذریعہ سے چراغ روشن کرتے تھے اور ایک سے دوسرے کو جلا کر گھر منور کیا کرتے تھے۔

آج یہ کوشش کی جارہی ہے کہ ایسی مشنری ایجاد کریں کہ آدھے کرۂ زمین کو رات میں سورج روشن کرے اور لوگوں کو لائٹ سے بے نیاز کردے اور رات کی تاریکی کو روز روشن میں تبدیل کردے۔اس طرح کہ زمین میں مختلف جگہ پر اسٹیشن بنائیں اور ان کے ذریعہ سورج کی روشنی کسب کریں پھر ان میں سے ہر ایک اسٹیشن اپنے نزدیک والے کو وہ روشنی دے یہاں تک کہ دور دور تک روشنی کا انتظام ہو جائے۔ ایسی صورت میں ہر ایک اسٹیشن زمین کے مختلف مقامات پر فاصلے کے ساتھ نصب ہوں علاوہ اس کے کہ ایک اسٹیشن دوسرے تک کے اطراف کو روشن و منور کرے جو نور سورج سے باواسطہ یا بلا واسطہ حاصل کرکے بعد والے اسٹیشن کی طرف منتقل کررہا ہو جس کے نتیجہ میں آدھی دنیا تاریکی سے نورانیت میں بدل جائے گی۔

ہمارے مورد بحث میں بھی ملک الموت قدرتمند اسٹیشن کی طرح ہے اور روح قبض کرنے والے ملائکہ دیگر درمیانی اسٹیشنوں کے مانند ہیں۔

یہ سادہ اور واضح و روشن جواب عام افراد کے لئے قابل فہم ہے لیکن دوسرا جواب یہ ہے کہ: ملک الموت کا یہ فعل مساوی نہیں ہے ملک الموت

Presented by Ziaraat.Com

ایک مجرد و معنوی موجود ہے اور مجرد ہرگز مادہ اور اس کے آثار سے شباہت نہیں رکھتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے گذشتہ مجلس میں بیان کیا کہ قبض روح کا تعلق انسان کے باطن سے ہے نا کہ ظاہر سے۔اور ملک الموت جو قبض کرتا ہے وہ روح انسان ہے۔اور عزرائیل خود ایک ملکوتی موجود ہے ملکوتی اور معنوی قوت کے ذریعہ روح قبض کرتا ہے مادی قوت و طاقت کے ذریعہ نہیں۔

عالم معالی و مجردات کے درمیان تضاد و تزاحم کا نہ ہونا

مثال کے طور پر میں ایک گھنٹے سے آپ کے درمیان گفتگو کر رہا ہوں اور آپ سب حضرات میری باتوں کو سن رہے ہیں اور درک بھی کر رہے ہیں کیا آپ کے سمجھنے اور آپ کے دوستوں کے سمجھنے میں مزاحمت ہو رہی ہے؟ کیا آپس میں کچھ تضاد پایا جا رہا ہے؟

کیا کہا جا سکتا ہے کہ کس طرح ایک معنی و مطلب ہزار افراد کے لئے ایک ہی لمحہ میں قابل درک و فہم ہے؟

جی ہاں اگر میں اس جگہ بیٹھنا چاہوں اور آپ تمام افراد بھی اسی جگہ پر بیٹھیں تو یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ مادی مکان ہے اور اپنی وسعت کے حساب سے ایک ہی مادی موجود کی گنجائش رکھتا ہے لیکن قوۂ متفکرہ اور متخیلہ و حافظہ مادی نہیں ہے اور ایک مطلب کا مختلف افراد تک منتقل کرنا مشکل نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر اسی مائیک کے ذریعہ میری گفتگو کو پوری دنیا میں منتشر کریں پھر بھی ساری بشریت سمجھ لیں گے اور ہر گزان کے سمجھنے اور درک کرنے میں تضاد و مشکل نہیں ہو گی۔

کیونکہ خداوند متعال و ملک الموت اور تمام فرشتوں کا کام مادی کاموں کے مثل نہیں ہے بلکہ ایک کام ہے کہ جو مختلف آئینوں اور دریچوں سے ایک دوسرے پر عکس ڈالتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے لہٰذا ہر گزان میں تضاد اور منافات کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

حکیم سبزواری حصول تکثر کی کیفیت کو اِشراقیین کے طریقہ پر بیان فرماتے ہیں: وَ هَكَذا سَوانِحُ الانوار

تَضَاعَفَتْ لِمُبْلَغ مكثار

عَلَيْه قِسْ بِوَاسَط وَغيرهُ

شُهودَ كُلٍّ وَ شُروقَ نورِهْ

اذ لا حجابَ فِى المُفارِقات

وَ انَّمَا اختصَّ المُقارِبَاتِ

فَكَانَ فِى كُلٍّ جَميعُ الصَّوَّرْ

كُلٌّ مِنَ الكُلِّ كمَجْلَى الأَخَر[۱]

"اور اسی طرح مرکز نور، ملک الموت کے وجود میں تجلی کرتا ہے اور پھر درجات و مراتب کے اعتبار سے وہ نور تقسیم ہو جاتا ہے۔

۱۔ شرح منظومہ سبزواری، طبع ناصری، ص۱۹۰و۱۹۱۔

Presented by Ziaraat.Com

اور بس اسی کیفیت میں ملاحظہ کریں کہ بلندی سے انوار نیچے درجات و مراتب پیدا کرتے ہیں اور انوار عالیہ اور مجرد موجودات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مجرد موجودات کے درمیان حجاب مادی مانند زمان و مکان نہیں پایا جاتا ہے اور حجابات مادی موجودات سے مخصوص ہیں۔

لہٰذا مجرد موجودات میں سے ہر ایک دیگر تمام مجرد موجودات کی صورتوں میں منعکس ہیں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی نسبت آئینہ کا حکم رکھتے ہیں"

ملک الموت اور اس کے ساتھیوں میں نور الٰہی کے طلوع ہونے کی کیفیت

کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ذکر ہوئی ہے کہ:

قِيلَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ عليه السلامُ:كَيْفَ تَقْبِضُ الْأَرْوَاحَ وَ بَعْضُهَا فِي الْمَغْرِبِ وَ بَعْضُهَا فِي الْمَشْرِقِ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ؟

فَقَالَ:أَدْعُوهَا فَتُجِيبُنِي.

Presented by Ziaraat.Com

قَالَ: فَقَالَ مَلَكُ الْمَوْتِ عليه السلامُ: إِنَّ الدُّنْيَا بَيْنَ يَدَيَّ كَالْقَصْعَة بَيْنَ يَدَيْ أَحدكُمْ يَتَنَاوَلُ منْهَا مَا شَاءَ.وَ الدُّنْيَا عِنْدي كَالدِّرْهَمِ فِي كَفِّ أَحَدكُمْ يُقَلِّبُهُ كَيْفَ يَشَاءَ.[۱]

ملک الموت سے سوال ہوا: کس طرح لوگوں کی ارواح کو قبض کرتے ہو جبکہ ان میں سے بعض مغرب میں اور بعض مشرق میں ہوتے ہیں۔

ملک الموت نے جواب میں فرمایا: میں انہیں آواز دیتا ہوں وہ میری آواز پر لبیک کہتے ہیں پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس جواب کے بعد ملک الموت نے کہا: یہ پوری کائنات میرے سامنے اس طرح ہے جیسے تم میں سے کسی ایک کے سامنے کاسہ رکھا ہو اور اس کاسہ میں سے جو چاہتا ہے کھاتا ہے اور یہ دنیا میرے نزدیک اس ایک درہم کے مانند ہے کہ جو تم میں سے کسی ایک شخص کے ہاتھوں میں ہو اور وہ اسے جدھر سے چاہے زیروزبر کرکے دیکھ لے۔

اسی طرح کتاب من لا یحضرہ الفقیہ، میں روایت ذکر ہوئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان آیات کے بارے میں سوال ہوا: اللهُ يَتَوَفَّى الأَنْفَسَ حِيْنَ مَوْتِهَا، قُلْ يَتَوَفَّهُمُ المَلَائكَةُ طَيِّبِين، والذين تَتَوَفَّهُمُ الْمَلائكَةُ ظَالِمِى انْفُسِهِمْ،تَوَفَّتْهُ رُسُلنا وَلَو تَرى اِذْ يَتَوَفَّى الذينَ كَفَرُوا المَلائكَةُ[۲]۔

۱۔ من لا یحضرہ الفقیہ، باب غسل المیت، طبع نجف، ج۱، ص۸۰۔

۲۔ سورۂ انفال، آیت ۵۰۔

Presented by Ziaraat.Com

بے شک ایک گھنٹے میں سارے عالم میں اس قدر اموات ہوتی ہیں کہ جن کا شمار خدا کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ کس طرح ہماری سمجھ میں آئے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: خداوند متعال نے ملک الموت کو مامور کیا ہے، وہ ارواح کو قبض کرتا ہے۔ جس طرح ایک پولیس افسر کی مدد کے لئے کافی تعداد میں لوگوں کو رکھا جاتا ہے اور وہ پولیس افسر انہیں ان کی ذمہ داری سے آگاہ کرتا ہے اور انہیں اس کام کے لئے بھیجتا ہے لہٰذا تَتَوَفّٰاهُمُ الملائکةُ وَ یَتَوَفّٰاهُمُ الْمَلک الموتِ مِنَ الملائکۃِ مَعَ مَا یَقْبِضُ هُوَ، وَ یَتَوَفّٰاهَا اللہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مَلَک الموت.

رحمت و غضب کے فرشتے مومنین وظالمین کی روح قبض کرتے ہیں یعنی ان کی ارواح کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں اور ملک الموت ان کے ذریعہ قبض کرتا ہے اور خداوند متعال ملک الموت کے ذریعہ قبض کرتا ہے[1]۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض افراد کی روح کو خود ملک الموت بغیر کسی فرشتے کے قبض کرتا ہے۔

اگر خدا نے چاہا تو ہم اسی مجلس کے آخر میں اس گفتگو کی مزید توضیح پیش کریں گے۔

۱۔ من لایحضرہ الفقیہ، باب غسل المیت، طبع نجف، ج۱، ص ۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

قرآن کریم میں تناقض کے دعوے میں امیر المومنین علیہ السلام کا جواب

ایک روایت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب توحید میں نقل کرتے ہیں۔

احمد بن الحسن القطان سے، انہوں نے احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے بکر بن عبد اللہ بن حبیب سے، انہوں نے احمد بن یعقوب بن مطر سے، انہوں نے محمد بن حسن بن عبد العزیز الاحدب الجند سے کہ انہوں نے نیشاپور میں کہا: میں نے اپنے والد کی کتاب میں کہ جو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے لکھی تھی، لکھا دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ: مجھ سے طلحہ بن یزید نے، ان سے عبید اللہ بن عبید نے، ان سے ابی معمّر السّعدانی نے کہا کہ: ایک شخص امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! خداوند متعال نے جو اپنے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب نازل کی ہے میں اس کے بارے میں شک میں پڑ گیا ہوں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ، وَکَیْفَ شَکَکْتَ فِی کِتابِ اللهِ الْمُنْزِلِ به تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اور گریہ وزاری کرے، تو نے کس طرح خدا کی جانب سے بھیجی ہوئی کتاب پر شک کیا؟

اس نے کہا: میں نے کتاب خدا میں پایا کہ بعض آیات بعض کی تکذیب کر رہی ہیں پس میں کس طرح شک نہ کروں؟

Presented by Ziaraat.Com

امام علیہ السلام نے فرمایا: کتاب خدا کی آیات کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ و تعلق پایا جاتا ہے اور ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں اور ہرگز بعض آیات بعض کی تکذیب نہیں کرتیں تیری فکر و عقل کی پرواز اس حد تک نہیں ہوئی ہے کہ جو تو اپنی عقل و فہم سے انہیں درک کرے، اپنے شکوک کو بیان کر۔

اس شخص نے اپنے ایک ایک شک کو بیان کیا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے ہر ایک شک کا جواب دیا۔ یہ روایت کافی طولانی ہے جسے کتاب "توحید" صدوق طبع حیدری ص ۲۵۴ سے ۲۶۹ تک بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ہم اپنے موضوع کے اعتبار سے جو کہ آیات قبض ارواح میں تناقض و تنافی کا دعویٰ کرتے ہیں، بیان کر رہے ہیں:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ تو نے آیات قبض ارواح مانند: قُلْ يَتَوَفَّكُمُ الملک الموت الّذی وَكلَّ بِكُمْ ثُمَّ الی رَبِّكُمْ ترجعون، اللهُ يتوفّى الاَنْفَسَ حينَ مَوْتِهَا ،توفَتْهُ رُسُلْنَا وَهُمْ لَا يُفْرطونَ، والذين تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِىْ اَنْفُسِهِمْ،تَتَوَفّٰهُمُ الملائِكَةُ طيبين يَقُوْلُوْنَ سَلامٌ عَلَيْكُمْ کے بارے میں کہا ہے۔ پس جان لے کہ خداوند متعال اپنے امور کی تدبیر جس طرح چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور اپنی مخلوق میں سے جس سے چاہتا ہے کام لیتا ہے۔ لیکن خداوند متعال نے ملک الموت کو اپنے

Presented by Ziaraat.Com

خاص بندوں کی روح قبض کرنے کے لئے معین کیا ہے تاکہ بلا واسطہ ان کی ارواح کو قبض کرے۔

اور فرشتوں کے ایک خاص گروہ کو اپنے بعض بندوں کی قبض ارواح کے لئے مقرر فرمایا ہے اور جن فرشتوں کا خدا نے نام ذکر کیا ہے انہیں معین مخلوق کے لئے مامور فرمایا ہے خداوند متعال اپنے امور کی جس طرح چاہتا ہے تدبیر انجام دیتا ہے۔

صاحبان علم و بصیرت ہر علم کو عوام الناس کے سامنے بیان نہیں کر سکتے

اس کے بعد فرمایا:

وَ لَيْسَ كُلُّ الْعِلْمِ يَسْتَطِيعُ صَاحِبُ الْعِلْمِ أَنْ يُفَسِّرَهُ لِكُلِّ النَّاسِ؛ لِأَنَّ مِنْهُمُ الْقَوِيَّ وَ الضَّعِيفَ. وَ لِأَنَّ مِنْهُ مَا يُطَاقُ حَمْلُهُ وَ مِنْهُ مَا لَا يُطَاقُ حَمْلُهُ إِلَّا مَنْ يُسَهِّلُ اللَّهُ لَهُ حَمْلَهُ وَ أَعَانَهُ عَلَيْهِ مِنْ خَاصَّةِ أَوْلِيَائِهِ.

وَ إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ، وَ أَنَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ عَلَى يَدَيْ مَنْ يَشَاءُ مِنْ خَلْقِهِ مِنْ مَلَائِكَتِهِ وَ غَيْرِهِمْ قَالَ: فَرَّجْتَ عَنِّي، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَ نَفَعَ اللَّهُ الْمُسْلِمِينَ بِكَ.[۱]

فرماتے ہیں کہ: عالم اور پڑھے لکھے شخص کے یہ بس کی بات نہیں ہے کہ وہ ہر علم کو تمام افراد کے لئے تشریح اور واضح بیان کردے کیوں لوگوں کی

۱۔ توحید، صدوق، کتاب التوحید، باب الرّد علی الثنویۃ والزنادقۃ، طبع حیدری، ۱۳۸۷، ص ۲۶۸۔

عقل و فہم مساوی نہیں ہے بعض کی عقل اور قوت ادراک قوی ہے اور بعض کی ضعیف۔ اور اسی طرح تمام علوم ایک سطح کے نہیں ہیں بلکہ بعض قابل تحمل ہیں اور بعض عقل سے بالاتر ہیں اور عام لوگوں کے فہم وشعور سے بلند ہیں۔ بعض افراد کے لئے قابل ادراک ہیں کہ جو خداوند متعال کے خاص اولیاء ہیں اور خدا نے انہیں ان کے سمجھنے کے لئے بلند شعور و ادراک عطا کیا ہے۔

اور اے شخص تیرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ تو یہ جان لے کہ ذات الٰہی زندہ کرنے والی اور موت دینے والی ہے اور وہی ارواح کو قبض کرتا ہے اپنی مخلوق میں سے جس بندے کے ذریعہ بھی چاہتا ہے خواہ وہ گروہ فرشتوں میں سے ہوں یا ان کے علاوہ۔

اس شخص نے کہا: اے امیر المومنینؑ! آپ نے میری مشکل کو آسان کیا خدا آپ کی مشکل کو آسان کرے اور مسلمانوں کو آپؑ کے ذریعہ نفع پہونچائے۔

ملائکہ سے افضل مخلوق بنام عالین کا بعض روحوں کو قبض کرنا

اس مقام پر جس طرح کہ ملاحظہ ہوتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک جملہ کا اضافہ فرمایا اور وہ ہے لفظ "غَیْرِهِمْ" یعنی خدا غیر ملائکہ کے ذریعہ بھی روح قبض کرتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہمیں دیکھا چاہیئے کہ اس جملے کے کیا معنی ہے؟ اس جملے سے چشم پوشی کرکے گزرا نہیں جاسکتا ہے یہ جملہ ولی خدا نے فرمایا ہے اس نے خبر دی ہے کہ قبض روح فرشتوں کے علاوہ بھی انجام پاتی ہے اس جملے میں دو احتمال پائے جاتے ہیں۔

اول: یہ جملہ "غَيْرِهِمْ" ملائکہ پر عطف ہے۔ اور ظاہر کلام بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ یعنی خداوند متعال قبض روح کو اپنی بعض مخلوق جو کہ ملائکہ کی صنف سے نہیں ہے، انجام دیتا ہے۔ وہ مخلوق ملائکہ حتی ملک الموت سے بھی بالاتر اور افضل ہے اور اسے قرآن میں عالین سے یاد کیا گیا ہے۔ جس وقت خداوند متعال نے انسان کو خلق کیا تو شیطان کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرے۔ شیطان نے سجدہ نہیں کیا اور خداوند متعال نے اسے مورد عتاب قرار دیا۔ فرمایا: أَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتُ مِنَ الْعَالِّيْن [۱] تو نے کیوں سجدہ نہیں کیا؟ کیا تو نے تکبر کیا یا عالین میں سے تھا؟ کیونکہ سجدے کا حکم تمام ملائکہ کو تھا لہذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ عالین ملائکہ میں سے نہیں تھے۔ اسی وجہ سے انہیں سجدے کا حکم نہیں ہوا بلکہ جیسا کہ ان کے نام سے واضح ہے کہ وہ بلند رتبہ اور رفیع درجہ رکھنے والے تھے۔

۱۔ سورۂ ص، ۷۵۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ کون افراد ہیں کہ جو اپنی بلند عظمت کی وجہ سے حکم سجدہ سے خارج تھے؟

اگر ہم اس موضوع پر مفصل گفتگو کرنے لگیں تو اپنی بحث سے خارج ہو جائیں گے خلاصہ یہ ہے کہ: آیات قرآن کے مطابق وہ مخلصین ہیں کہ شیطان جن کی ذات مقدس تک رسائی نہیں رکھتا۔

عالین: انبیاء، اولیاء اور ائمہ علیہم السلام کی ارواح طاہرہ ہیں جو کہ مقام امن الٰہی پر پہونچ کر فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیکٍ مُقْتَدِرٍ[۱] پر فائز ہو چکے ہیں۔

انہوں نے تربیت و تزکیہ نفس کے ذریعہ خود کو راہ خدا پر گامزن رکھا اور اس کی کل صفات سے متصف ہوگئے اور اپنی ذات کو فنا فی اللہ کرکے درجہ مخلصین پر پہونچا دیا۔ کیونکہ انہوں نے اسماء و صفات الٰہی میں خود کو فنا کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا وجود وسیع آئینہ بن گیا اور اس میں اسماء و صفات الٰہی طلوع ہونے لگے۔ لہٰذا وہ حکم الٰہی سے زندہ بھی کر سکتے ہیں اور موت بھی دے سکتے ہیں اور تمام افعال جو خدا کی ذات سے سرزد ہوتے ہیں وہ حکم خدا سے انہیں بھی انجام دے سکتے ہیں۔

۱۔ سورہ قمر، آیت ۵۴۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ افراد اسماء الٰہی کے مظہر تام ہیں اور اسم المحیی کے ظہور سے زندہ کرتے ہیں اور اسم الممیت کے ظہور سے موت دیتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید کی آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں واضح بیان کرتی ہیں کہ آپؑ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادر زاد نابینا کو بینائی عطا کرتے تھے اور مبروص کو شفا دیا کرتے تھے۔ وَ أُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَ الْأَبْرَصَ وَ أُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ[1] کیونکہ آپؑ اسرافیل جو کہ مظہر اسم المحیی ہے ہے اور بدنوں کو زندہ کرتا ہے، کے مانند مظہر اسم خداوند متعال تھے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو زمین پر ڈالا اور وہ اژدھا بن گیا، اسی اسم الٰہی کے مظہر تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین اور آئمہ علیہم السلام سے جو مردے زندہ کرنے کے سلسلے سے روایات نقل ہوئی ہیں وہ اسی زمرہ میں آتی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت پر پہاڑوں سے مرغابیوں کا زندہ ہو کر آپؑ کی خدمت میں آنا بھی اسی زمرے میں شمار ہوتا ہے۔

۱۔ سورۂ آل عمران، آیت ۴۹۔

Presented by Ziaraat.Com

امام علی رضا علیہ السلام کے حکم سے شیر کا زندہ ہونا اور مامون کے نگہبان کو کھاجانا

حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کا مامون کے دربار میں شیر قالین کی طرف اشارہ کرنا اور شیر قالین کا مجسم ہو کر اس توہین کرنے والے شخص کو کھاجانا بھی مظہر اسم المحیی والممیت کہا جاسکتا ہے[1]۔

۱۔ شیر قالین کے مجسم ہونے اور مامون کے دربان کو پھاڑ کھانے والے واقعہ کو کتاب عیون اخبار الرضاؑ الرضاؑ کے چالیسویں باب میں صفحہ ۳۴۵ پر ذکر کیا گیا ہے اور شیخ حر عاملی نے کتاب "اثبات الھداۃ بالنصوص والمعجزات" کے پچیسویں باب میں اور کتاب معجزات امام علی رضا علیہ السلام کی چھٹی جلد میں صفحہ ۵۵ پر کتاب عیون اخبار سے نقل کیا ہے۔

لیکن اصل روایت عیون اخبار میں اس طرح ذکر ہے کہ مرحوم صدوق نے ابوالحسن بن قاسم المفسر سے، انہوں نے یوسف بن محمد بن زیاد و علی بن محمد بن سیار سے، ان دونوں نے اپنے والد محترم سے، انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد علی بن محمدؑ سے، آپؑ نے اپنے والد حضرت محمد بن علی علیہم السلام سے روایت کی ہے اور حضرتؑ تفصیل سے اس داستان کو بیان کرتے ہیں:

مامون کا دربان مامور تھا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی بھرے دربار میں اہانت و تحقیر کرے۔ اس نے حضرتؑ سے کہا: لوگ تمہاری طرف ایسے معجزات کی نسبت دیتے ہیں کہ کسی دوسرے کے لئے نہیں دیتے گویا کہ آپؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح معجزہ کے ذریعہ مردہ مرغابیوں کو زندہ کردیا ہے؟ اگر آپ اس دعوے میں سچے ہیں تو ان دو شیروں کی طرف اشارہ کرو تاکہ یہ زندہ ہو کر میرے اوپر مسلط ہو جائیں! حضرت نے غیظ میں ان دو تصویروں کی طرف دیکھا اور آواز دی: اس فاجر و فاسق کو کھاجاؤ اور اس کا ذرہ برابر نام و نشان باقی نہ رہے!

Presented by Ziaraat.Com

امام موسی کاظم علیہ السلام کے حکم سے شیر کا زندہ ہونا اور ایک جادو گر کو پھاڑ کھانا

اور یہ بہت غور طلب مسئلہ ہے۔ اس معجزے کے مثل حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے بھی معجزہ نقل ہوا ہے[1]۔

حضرتؑ کے لبوں سے جملوں کا نکلنا تھا کہ شیر قالین مجسم ہوئے اور اس شخص کو پکڑ کر چیرا اور اس کی ہڈیوں کو چورا چورا کیا اور اسے کھالیا۔ لوگ یہ ماجرا دیکھ کر حیران و پریشان تھے۔ اس کے بعد دونوں شیر خدمت امام علیہ السلام میں کھڑے ہوگئے اور عرض کیا: اے ولی خدا! کیا اجازت دیتے ہیں کہ مامون کے ساتھ بھی ایسا ہی کریں؟ مامون یہ سن کر بے ہوش ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا: ہوش میں آ جا کہ وہ اپنی اصل کی طرف پلٹ گئے ہیں۔

۱۔ ابن شہر آشوب کی کتاب "مناقب" میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کے حالات کے ضمن میں جلد ۲، صفحہ ۲۶۴ و ۲۶۵ از طبع سنگی پر علی بن یقطین سے روایت کی ہے کہ ہارون رشید نے ایک شخص کو بلایا تاکہ حضرتؑ کی امامت کو باطل اور نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کرے اور حضرتؑ کو بھرے دربار میں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔ مامون نے اس ارادے سے ایک جادو گر کو بلایا جب دستر خوان لگادیا گیا اور سب کھانا تناول کرنے بیٹھے تو جیسے ہی حضرتؑ کا خادم دستر خوان سے روٹی اٹھاتا یہ ساحر اپنے جادو کے ذریعہ اس روٹی کو خادم کے ہاتھوں سے گرادیتا ہارون رشید یہ منظر دیکھ کر قہقہ لگاتا۔

حضرتؑ نے یہ دیکھا اور اپنے چہرے انور کو پردے کی طرف موڑا کہ جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی اور فرمایا: یَا اَسَدَ اللهِ خُذْ عَدُوَّ اللهِ. اے شیر خدا، دشمن خدا کو نگل لے۔ اچانک وہ مجسم ہوا اور اس ساحر کو پھاڑ کر نگل گیا۔ ہارون اور اس کے درباری یہ دیکھ کر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور خوف کی وجہ سے ذہن نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ جب کچھ دیر کے بعد ہارون کو ہوش آیا تو حضرتؑ سے کہتا ہے: آپؑ کو میرے حق کا واسطہ اس تصویر سے کہیں کہ اس ساحر کو پلٹادے۔ حضرتؑ نے فرمایا: اگر موسیٰ کے عصا نے فرعون کے جادو گروں کو پلٹادیا ہوتا تو یہ تصویر بھی واپس پلٹادیتی۔

Presented by Ziaraat.Com

مرحوم قاضی کے ذریعہ سانپ کا مرنا، اور اسم اعظم الممیت کی تجلی کا نمونہ

میرے چند نجفی دوستوں نے نجف اشرف کے ایک بزرگ عالم دین کے بارے میں نقل کیا کہ وہ کہتے تھے کہ میں استاد العلماء آقای حاج میرزا علی قاضی طباطبائی مرحوم رضوان اللہ علیہ کے بارے میں کہ جو ان کے سلسلے سے باتیں نقل ہوتی تھیں اور ان کے حالات جو ہم تک پہونچتے تھے، شک میں

اور محدث قمی منتہی الامال، طبع رحلی، ج ۲، ص ۱۳۶ پر اس داستان کو ابن شہر آشوب سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

بعض فضلاء شاید جناب حسین مفتی صاحب ہوں، نے اس حدیث کو شیخ بہائیؒ سے اس طرح نقل کیا ہے: مجھ سے شب جمعہ ۷ جمادی الآخر ۱۰۰۳ھ دو معصوم امام حضرت موسیٰ بن جعفر اور امام محمد تقی علیہم السلام کی ضریح مبارک کے روبرو شیخ حسین نے کہا ہے کہ میں نے اپنے والد سے پھر ایک کے بعد ایک نام ذکر کرتے ہیں یہاں تک کہ شیخ صدوق کا نام بھی لیتے ہیں۔ اس روایت کے سلسلہ سند میں ابن ولید، صفار، سعد بن عبد اللہ، احمد بن محمد بن عیسیٰ، حسن بن علی علی بن یقطین کے بھائی حسین اور ان کے والد علی بن یقطین جیسے تمام راوی ثقہ ہیں اور گذشتہ داستان ہی کی طرح انہوں نے بھی یہی حدیث نقل کی ہے فقط اس میں دو باتوں کا اختلاف ہے اس حدیث میں خادم کی جگہ خود امام علیہ السلام کا ذکر ہے کہ آپؑ جب بھی دستر خوان کی طرف ہاتھ بڑھاتے روٹیاں چلی جاتیں اور دوسرے یہ کہ شیر کی تصویر صحن میں نقش تھی نہ کہ پردے پر۔ اور کہتے ہیں کہ شیخ بہائیؒ نے اس حدیث کے بیان کے بعد ان دونوں معصوموں کی شان میں یہ تین بیت پڑھے:

أَ لَا یا قاصدَ الزَّوآرِ عَرِّجْ ... علی الغَربیّ مِنْ تلْکَ الْمَعَانی
وَ نعلیک اخْلعَن وَاسجُدْخضوعاً ... إذا لا حتْ لَدَیک القبتَانِ
فَتَحْتَهُما لَعَمْرُک نارُ موسی ... و نورُ مُحَمَّدِ متقار نانِ

تھا۔ سوچتا تھا کیا یہ جو باتیں بیان کرتے ہیں یہ صحیح ہیں؟ یہ جو شاگردوں کی تربیت کرتے ہیں اور وہ اس طرح کمالات حاصل کر لیتے ہیں کیا یہ صحیح ہے یا خام خیالی ہے؟

مدتوں یہ سوالات میرے ذہن میں ابھرتے رہے اور کوئی میری اس نیت سے باخبر بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز نماز اور عبادات واعمال بجا لانے کے لئے مسجد کوفہ گیا۔

مرحوم قاضی رضوان اللہ علیہ مسجد کوفہ زیادہ جایا کرتے تھے اور بہت زیادہ مسجد کوفہ و سہلہ سے دلبستگی و عقیدت رکھتے تھے اور کافی وہاں راتوں کو عبادات انجام دیا کرتے تھے۔

کہتا ہے کہ: مسجد کوفہ کے باہر مرحوم قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی ہم نے ایک دوسرے کو سلام کیا اور احوال پرسی کی اور کچھ دیر آپس میں بات چیت کی یہاں تک کہ پشت مسجد پر پہونچ گئے۔ ہم دونوں وہیں بیٹھ گئے تاکہ کچھ دیر تھکن اور رفع خستگی ہو جائے پھر مسجد میں جائیں گے۔

دونوں نے گفتگو کرنا شروع کی مرحوم قاضی رحمۃ اللہ علیہ داستانی شکل میں اسرار الٰہی بیان فرمانے لگے مقام و عظمت توحید اور اس راہ میں قدم رکھنا اور ہدف خلقت انسان کے سلسلے سے مطالب دلائل کے ساتھ بیان کئے۔

میں اپنے دل سے کہنے لگا کیا حقیقت میں میں شک و شبہ میں پڑا ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ حقیقت کیا ہے؟ اگر اس طرح میری زندگی جاری رہی تو

Presented by Ziaraat.Com

مجھ پر وای ہو! اور اگر یہ حقیقت ہے اور مجھ تک نہیں پہونچ رہی تب بھی وای ہو! اور دوسری طرح یہ کہ میں نہیں جانتا کہ واقعاً حقیقت اور سچ ہے تاکہ اسے حاصل کروں۔

اسی اثنا میں ایک بڑا سانپ ایک سوراخ سے باہر نکلا اور ہماری طرف مسجد کی دیوار کے کنارے چلنے لگا کیونکہ وہاں اطراف میں سانپ بہت زیادہ ہیں اور اکثر لوگ دیکھتے ہیں لیکن آج تک یہ نہیں سنا گیا کہ کسی کے کاٹا ہو۔

جیسے ہی سانپ ہمارے سامنے آیا اور مجھ پر خوف طاری ہوا مرحوم قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے سانپ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: مُتْ بِاذنِ اللہِ! خدا کے حکم سے مر جا! سانپ اپنی جگہ فوراً خشک ہو گیا۔

مرحوم قاضی رضوان اللہ علیہ نے کوئی پروا نہیں کی اور دوبارہ گفتگو میں مشغول ہو گئے اس کے بعد ہم اٹھے اور مسجد میں چلے گئے۔ مرحوم قاضی نے درمیان مسجد دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے حجرے میں چلے گئے اور میں نے بھی کچھ اعمال انجام دیئے اور نجف پلٹنے لگا مجھے اچانک یاد آیا کہ یہ کام جو انہوں نے انجام دیا ہے کیا حقیقت ہے یا نظر بندی تھی۔ جس طرح ساحر انجام دیتے ہیں؟ چل کر دیکھتا ہوں کہ سانپ مر گیا یا زندہ ہے یا وہاں سے چلا گیا؟!

میں مسجد سے باہر آیا اور اس مقام پر پہونچا جہاں دونوں بیٹھے تھے۔ کیا دیکھا کہ سانپ خشک ہوا زمین پر پڑا ہے۔ میں نے پیر سے اچھی طرح دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

مگر حقیقت میں مر چکا تھا۔ بے حد شرمندہ ہوا اور مجھے اس فکر نے پریشان کر دیا کہ یہ مسائل واقعاً حق و حقیقت رکھتے ہیں پس میں کیوں ان سے بے بہرہ ہوں۔

مرحوم قاضی رحمۃ اللہ علیہ کافی دیر مشغول عبادت رہے پھر جب مسجد سے باہر آئے اور نجف اشرف جانے لگے تو مسجد کوفہ کے دروازے پر پھر ملاقات ہو گئی انہوں نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا: جی آقا جان! آزما بھی لیا، آزما بھی لیا؟ جی ہاں یہ کام خداوند متعال کے اسم الممیت کے ذریعہ انجام پایا ہے اور اسی کے ذریعہ قبض روح ہوئی ہے۔ یہ بات قابل غور و فکر ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی ذات گرامی سے جو اس طرح کے عجائبات جنگوں یا غیر جنگوں میں انجام پائے تھے وہ مقام ولایت کے ذریعہ ہوتے تھے یا ملائکہ سے مدد لیتے تھے، یا آپؑ کی روح عزرائیل اور تمام ملائکہ مقربین کہ جن میں صفات الٰہی بلاواسطہ ظہور کرتے ہیں، کے مانند تھی؟

یہ بحث مستقل اور جدا ہے انشاء اللہ اپنے مقام پر تحقیق ہونا چاہیئے۔ جتنا یہاں اشارہ ہوا بس یہی کافی ہے۔

یہ مذکورہ بحث پہلے احتمال کے بارے میں تھی اب ہم دوسرے احتمال کہ لفظ غیرھم، مَنْ یشاء پر عطف ہو، کے بارے میں بیان کر رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

غیر ھم، کو مَنْ یشاء پر عطف کرنے کی صورت میں معنی یہ ہوگا: خداوند متعال اپنی مخلوق میں جس کے ذریعہ قبض روح کرنا چاہتا ہے کرتا ہے چاہے ملائکہ کے ذریعہ یا ملائکہ کے علاوہ۔

مقربان درگاہ الٰہی کی خود خداوند عالم کے ذریعہ روح قبض ہونا

اس صورت میں ممکن ہے غیر ملائکہ سے مراد خود خداوند متعال کا وجود مقدس ہو گرچہ اس معنی کی بھی بازگشت عالین کی طرف ہے کہ خداوند ان کے ذریعہ قبض روح کرتا ہے لیکن عالین وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنی ذات کو فنا فی اللہ کر دیا اور اسماء و صفات کلی الٰہی کے حامل قرار پائے لہٰذا اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ان کا فعل خود خدا کا فعل ہے اور ان کے ذریعہ روح قبض خود خدا کے ذریعہ روح قبض ہونا ہے۔

محمد بن یعقوب کلینیؒ کتاب کافی میں بعض اصحاب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جنہوں نے احمد بن محمد سے اس نے محمد بن علی سے اس نے ایک دوسرے راوی سے کہ جس نے جابر سے اور جابر نے حضرت ابی جعفر الباقر علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: كَانَ عَلِيّ بنُ الحُسين عَلَيهِما السلامُ

Presented by Ziaraat.Com

يَقُوْلُ: إِنَّهُ يُسَخِّي نَفْسِي فِي سُرْعَةِ الْمَوْتِ وَالْقَتْلِ فِيْنَا، قَوْلُ اللهِ:"أَوَ لَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الأَرضَ نَنْقُصَها مِنْ أَطْرَافِهَا" وَهُوَ ذِهَابُ الْعُلَماء[۱]۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میرا نفس موت اور قتل ہونے میں جلدی اور سخاوت کر رہا ہے۔ خداوند متعال کے اس قول: کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم روئے زمین پر آتے ہیں اور زمین کو اس کے اطراف سے کم کر لیتے ہیں، سے مراد علماء کا اس دنیا سے چلے جانا ہے۔ یعنی خداوند متعال خود علماء کی روح قبض کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نفس کو یاد دہانی کرتا ہوں کہ میری روح خود خداوند قبض کرے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ موت میرے لئے سخت ہے بلکہ جب موت ہماری طرف آتی ہے تو ہم خاندان اہل بیت عصمت و طہارت اس کی طرف عاشقانہ دوڑتے ہیں اور خود کو تسلیم کرنے میں جود وسخا کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

خداوند متعال کے ہاتھوں قبض روح کا انجام پانا کتنا لذت بخش ہے کہ جب حضرت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور اس آیت پر پہونچتے ہیں تو آپؑ کا نفس چاہتا ہے کہ قفس عنصری کو رہا کردے اور پروردگار عالم کے مشتاق و دیدار کے لئے چل پڑے۔ مذکورہ بیان سے واضح ہوا کہ خود خدا قبض روح کرتا ہے اور عالین اور اپنے خاص بندوں اور ملک الموت اور دیگر فرشتوں کے ذریعہ بھی روح قبض کراتا ہے۔

۱۔ کافی، ج۱، کتاب فضل العلم، باب فقد العلماء، طبع حیدری (۱۳۸۱)، ص۳۸۔ سورۂ رعد، آیت ۴۱۔

روحوں کے قبض ہونے میں اختلاف ایمان و عمل کی بنیاد پر ہے

یہاں سے ایک کلی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ مومنین کے مختلف درجات ہیں جن مومنین کا ایمان ضعیف ہے ان کی روح بھی ضعیف فرشتے قبض کرتے ہیں نزاع کے وقت ان کا مومن پر غلبہ ہوتا ہے اور وہ روح قبض کر لیتے ہیں۔ اور جن مومنین کا ایمان قوی ہوتا ہے ان کی روح ضعیف ملائکہ قبض کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ان کے لئے قوی ملائکہ کی ضرورت ہے تاکہ ان کی روح پر غالب آجائیں اور قبض کر لیں۔ اسی طرح مومنین کا ہر گروہ کہ جس کی جیسی ایمانی قوت و طاقت اور روح بلند ہوتی ہے اسی طرح کے قوی ملائکہ ان پر مسلط ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جس کا ایمان اتنا قوی ہوتا ہے کہ ضعیف اور کم درجہ کے ملائکہ کی قدرت سے باہر ہو جاتا ہے تو خود وہ فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں کہ جو مقرب بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے خود کو مقام مُخلصین پر فائز کر لیا ہے خود پروردگار ان کی روح قبض کرتا ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ قبض روح کی صورتیں کیوں مختلف ہیں؟ کیوں کافر و مومن اور نیک کردار و بد کردار کی روح قبض کرنے میں فرق پایا جاتا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

کیوں مومن کی روح خوبصورت انداز میں قبض ہوتی ہے اور کافر کی سختی سے؟ کیوں انبیاء کی قبض روح کا طریقہ عام مومنین سے جدا ہے؟

کتاب جامع الاخبار میں روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا: کیا مجھے دکھا سکتے ہو کہ کس طرح فاسق و فاجر کی روح قبض کرتے ہو؟

ملک الموت نے جواب دیا: تم اس منظر کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میں دیکھنے کی قدرت و طاعت رکھتا ہوں!

ملک الموت نے کہا: اپنے چہرے کو میری طرف سے ہٹاؤ اور پھر دوبارہ میری طرف نگاہ کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت کی طرف سے چہرے کو ہٹایا اب جو پلٹ کر دیکھا تو ایک سیاہ چہرے والا شخص کہ جسکے بال کھڑے ہیں سیاہ لباس پہنے بدبودار بدن اور ناک و زبان سے آگ اور دھواں نکل رہا ہے، ملک الموت سامنے کھڑا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اس منظر کو دیکھ کر بے ہوش ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو ملک الموت سے کہا: اگر فاسق و فاجر موت

Presented by Ziaraat.Com

کے وقت اس منظر کے علاوہ اس کیفیت میں تیری صورت بھی نہ دیکھے تب بھی ہر اعتبار سے اس کے لئے یہ عذاب کافی ہے[۱]۔

لہٰذا جب عزائیل ایک فاسق و فاجر انسان کی روح قبض کرتے وقت خود کو اس کیفیت میں ڈھال سکتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جیسے نبی خدا دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں تو حتماً پاکیزہ مومن کی روح قبض کرتے وقت خود کو ایسے دلربا جمال میں ڈال سکتا ہے کہ مرنے والا دیکھ کر تحمل و برداشت نہ کر سکے اور جان تسلیم کر دے۔

مصر کی عورتیں یوسف کے جمال کو دیکھ کر حیران ہو گئیں اور برداشت نہ کر سکیں اور چہرہ یوسف کو دیکھ کر لیمو کے بجائے ہاتھوں کو زخمی کر لیا اور بے ساختہ کہہ اٹھیں: حَاشَ لله! یہ بشر نہیں ہے بلکہ کوئی کریم فرشتہ ہے۔ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَ قَطَعْنَ أَيْدِيهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ للهِ مَا هَذَا بَشَراً إِنْ هَذَا إِلا مَلَكٌ كَرِيمٌ[۲]۔

اگر حسن و جمال دنیوی ہوش و حواس چرا سکتا ہے تو حسن و جمال ملکوتی کیا نہیں کر سکتا؟ اسے روح قبض کرنے کے لئے ایک لمحہ کافی ہے۔

لہٰذا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ پاک و پاکیزہ ارواح کو قبض کرنے کے لئے عزرائیل خود کو حسن و جمال سے آراستہ کر کے خوشبو سے معطر کرتا ہے

۱۔ بحار الانوار، طبع آخوندی، ج ۶، ص ۱۴۳۔

۲۔ سورۂ یوسف، آیت ۳۱۔

Presented by Ziaraat.Com

مومن یہ منظر دیکھ کر تحمل نہیں کر پاتا اور ایک لمحہ میں اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔

ملک الموت آئینہ کی طرح ہے اور مرنے والا خود کو اس میں دیکھتا ہے

ملک الموت اور دیگر فرشتوں کی ماہیت و حقیقت مختلف نہیں ہے کہ جب چاہیں اپنے وجود کو نیا جامہ پہنا لیں کیونکہ ملکوتی و مجرد مخلوق ہیں لہٰذا آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہیں اور خود نما بھی نہیں ہیں بلکہ آئینہ ہیں جب بھی مُحتضر شخص کے روبرو ہوتے ہیں تو اس شخص کے کمالات یا برائیاں اس میں ظاہر ہو جاتیں ہیں لہٰذا جو شخص جانکنی کے عالم میں ہوتا ہے اپنی صورت ملکوتی اور صفات اخلاقی نیک کردار ہو یا بدکردار ان کے آئینہ جمال میں مشاہدہ کرتا ہے درحقیقت اپنے نفس کا حسن و جمال یا برائی ان میں دیکھتا ہے۔

کیونکہ مومنین صفات و کمالات کے اعتبار سے مختلف ہیں بعض عبادت میں سرشار ہیں تو بعض جود و سخا میں، بعض علم و معرفت میں آگے ہیں تو بعض ایثار و شجاعت میں، بعض مہر و محبت میں تو بعض صلابت و مضبوط ارادے میں لہٰذا ان کا حسن و جمال ملکوتی بھی مختلف ہے اور صورتیں بھی جدا ہیں۔ بعض خداوند متعال سے شدید محبت رکھتے ہیں لہٰذا ان کی صورت ملکوتی بہت دلربا اور کشش رکھتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پس اسی لحاظ سے روح قبض کرنے والے ملائکہ کی بھی شکل و صورتیں مختلف ہیں جبکہ سب خوبصورت ہیں لیکن حسن کی کیفیت میں مختلف ہیں۔

اسی طرح کافر اور منافق بھی صفات میں مختلف ہیں بعض شدید منکر ہیں اور بعض دشمنی زیادہ رکھتے ہیں بعض کنجوسی اور تکبر میں آگے ہیں۔ بعض وقت کے فرعون ہیں لہٰذا ان کا ملکوتی نفس بھی مختلف شکل کا ہے۔ جو خداوند متعال سے شدید دشمنی رکھتے ہیں اور اس کے سامنے اکڑے رہتے ہیں ان کی صورت ملکوتی بہت زیادہ قبیح اور بری ہے۔

بس اسی وجہ سے روح قبض کرنے والے ملائکہ کی شکل و صورتیں مختلف ہو جاتی ہیں جبکہ سب کے سب قبیح المنظر ہیں لیکن برائی کے اعتبار سے کیفیت جداگانہ ظاہر ہوتی ہے۔

ان سب کے جدا و مختلف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ملک الموت اور اس کے دیگر ساتھی سب انسان کے باطن اور ملکوت سے روح قبض کرتے ہیں لہٰذا جس کے اندر جیسی صفات ہوتی ہیں ان میں تجلی کرتی ہیں اور پھر محتضر پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ان کے آئینہ میں وہ مشاہدہ کرتا ہے در حقیقت خود کو اور اپنے چہرے ملکوتی کو ملائکہ میں مشاہدہ کرتا ہے۔

البتہ یہ صورت ملکوتی انسان کے وجود میں پائی جاتی ہے اس کے باطن میں موجود ہے لیکن ایمان و کفر اور نیک و بد اعمال کے ذریعہ بدل جاتی ہے

Presented by Ziaraat.Com

ممکن ہے ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل ہو جائے۔ لیکن جو تغیر و تبدیلی ہے وہ فقط اسی دنیا میں ہے جو کہ دار عمل ہے لیکن موت کے وقت قابل تبدیل و تغیر نہیں ہے۔

نتیجہ وخلاصہ کلام یہ کہ اس صورت ملکوتی کا تبدیل ہونا زندگی میں موت کے وقت اسی صورت ملکوتیہ ثابتہ کا حصول ہے۔

مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے:

مرگ هر یک ای پسر، همرنگ اوست
آئینه صافی یقین همرنگ اوست
پیش ترک آئینه را خوش رنگی است
پیش زنگی آئینه هم زنگی است
ای که می ترسی زمرگ اندر فرار
آن زخود ترسانی ای جان هوشدار
زشت روی تست نی رخسار مرگ
جان تو همچون درخت و مرگ برگ
از تو رستست از نکویست از بد است
ناخوش و خوش هم ضمیرت از خود است[1]

(اے بیٹا! ہر چیز کی موت اسی کو صورت میں واقع ہوتی ہے، یقین کے آئینہ کی صافی بھی اسی کی طرح ہوتی ہے۔ اچھے آئینہ میں تصویر بھی اچھی نظر آتی ہے، زنگ آلود آئینہ میں تصویر بھی زنگ آلود نظر آتی ہے۔ اے وہ کہ جو

۱۔ مثنوی، طبع میر خانی، ج ۳، ص ۲۸۸و۲۸۹۔

Presented by Ziaraat.Com

موت سے ڈر کر بھاگتے ہو، گویا آپ اپنے آپ سے ڈر رہے ہو۔ برے آپ خود ہو نہ کہ موت کا چہرہ، آپ کی جان درخت کی طرح ہے اور موت اس کے پتے کی مانند۔ اچھے ہو تو بھی آپ ہی ہو اگر برے ہو تو بھی تم ہی ہو اگر ناراض یا خوشحال ہونا ہے تو اپنے ضمیر سے ناراض یا خوشحال رہو)

فرشتے موجودات مجردہ ہیں

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جن وانس اور تمام مخلوق کے مقابل ملائکہ خدا کی خصوصی مخلوق ہیں اور ان کی حقیقت وماہیت تبدیل نہیں ہوتی اور وہ ہرگز لباس مادی زیب تن نہیں کرتے ہیں۔ شیطان اور فرشتے فقط انسان کے حواس پر اچھا یا برا اثر چھوڑ سکتے ہیں اسی وجہ سے انسان اپنے باطن میں ان کی مختلف شکل وصورتوں کا مشاہدہ کرتا ہے نہ یہ کہ وہ حقیقت میں مختلف شکل وصورت میں انسان وحیوان کی طرح مادی لباس پہن لیں۔

فرشتوں کا مختلف حقیقتوں میں تبدیل ہونا دلائل فلسفہ اور آیات و روایات کے خلاف ہے۔

فرشتے اور شیطان اپنی ذات وجوہر میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں دیتے

استاد علامہ طباطبائی نے کتاب المیزان میں سورۂ اعراف میں خلقت شیطان کی بحث کے ضمن میں بیان فرمایا ہے کہ: بعض افراد نے جو ذکر کیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت جنوں میں سے ہیں اور جن لطیف جسم رکھتے ہیں اور مختلف شکل و صورتوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ کتے اور سور کی بھی شکل اختیار کر سکتے ہیں اور ملائکہ بھی لطیف جسم کے حامل ہیں لہٰذا کتے اور سور کے علاوہ وہ بھی مختلف شکل و صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ملائکہ اپنے جوہر اور ذات میں تبدیل ہوتے ہیں، اس بیان پر نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ روایات وغیرہ سے ثابت ہے۔

اور یہ کہ اس پر اجماع ہے، یہ حجیت نہیں رکھتا، جب کہ یہ صرف منقول ہے۔ اور اس مطلب کو قرآن وسنت سے لینا چاہیئے اور حاصل مطلب یہی ہے کہ جو بیان کیا گیا[1]۔

جب ملک الموت پاک و پاکیزہ افراد کی روح قبض کرتا ہے تو وہ افراد ہر گز جانکنی کا احساس نہیں کرتے بلکہ فقط عزرائیل کا خوبصورت چہرہ دیکھتے ہیں اور خود کو جنت میں پاتے ہیں۔

فرض کریں آپ ایک گاڑی میں سوار ہیں یہ گاڑی آپ کو روڈ سے لے کر جا رہی ہے ہر سڑک پر ایک نامحسوس چیز کا مشاہدہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ اچانک ایک دروازہ کھلتا ہے اور یہ گاڑی اندر چلی جاتی ہے وہاں آپ کو عجیب

۱۔ تفسیر المیزان، ج۸، ص۶۱۔

Presented by Ziaraat.Com

دلفریب مناظر دیکھنے کو ملیں باغ ہے اور اس میں انیس و مہربان لوگ رہتے ہیں بہترین کھانے اور آب زلال موجود ہے اور عجیب دلنشین نغموں کی آوازیں ہیں۔آپ نے اس باغ میں داخل ہوتے وقت نہ یہ کہ احساس ہی نہیں کیا بلکہ اپنے پہونچنے کو بھی درک نہیں کیا اور غیر محسوس طریقہ سے خود کو باغ کے درمیان پایا ہے۔

بس یہی مومن کے قبض روح کی کیفیت ہے۔

لیکن کسی قلم یا زور بیان میں اتنی طاقت و قوت نہیں ہے کہ جو اولیاء خدا اور عالمین کی خدا کے ہاتھوں قبض روح کی کیفیت کو بیان کر دے۔

اور ہم نے اصول کافی کی اس روایت کو بھی بیان کر دیا کہ جس میں امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جب میں یہ یاد کرتا ہوں کہ خود خداوند متعال علماء کی روح قبض کرتا ہے تو میر انفس اور ہم خاندان اہل بیت موت اور شہادت کی طرف دوڑتے ہیں۔

به تیغم گر کشد دستش نگیرم
و گر تیرم زند منت پذیرم
کمان ابروی ما را گو مزن تیر
که پیش دست و بازویت بمیرم

(اگر وہ مجھ کو اپنی تیغ سے قتل کرے تو اس کے ہاتھ نہیں روکوں گا، اور اگر مجھے تیر سے مار دے تو اس کا احسان مند رہوں گا۔ ہماری کماندار بھووں پر تیر نہ مار کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ اور بازووں میں دم توڑ دیں)

Presented by Ziaraat.Com

موت کے وقت ولایت کلیہ کا حاضر ہونا

امیر المومنین علیہ السلام نے وعدہ کیا ہے روح نکلتے وقت انسان کی بالین پر حاضر ہوں گے آپؑ کے اس وعدہ نے دلوں کو موت کا مشتاق بنا دیا ہے اور آپؑ کے چہرے انور کی زیارت اور اس مہر و محبت کے لئے جو کہ مومنین کو آپ کی طرف سے پہنچتی ہے ہر لمحہ دیدار کو تڑپتے ہیں۔

عشق بیماری چشم تو ببرد از دستم
لیکن از لطف لبت صورت جان می بستم
عشق من با خط مشکین تو امروزی نیست
دیر گاهیست کزین جام هلالی مستم
از ثبات خودم این نکته خوش آمد که به جور
در سر کوی تو از پای طلب ننشتم

(تیری آنکھوں کے عشق میں، میں خود کو ہاتھوں سے کھو چکا ہوں، لیکن تیرے ہونٹوں کے کرم سے اپنی جان تیرے سپرد کر دی ہے۔ میرا تیری سیاہ آنکھوں سے عشق آج کا تازہ نہیں ہے، بہت زمانے سے ہے کہ ہلالی جام سے مست ہوں۔ میں اپنے ثابت قدمی سے یہاں پر ٹھہرا ہوا ہوں کہ گویا میرے لیے یہاں آنا خوش آمد گوئی ہے، میں تیرے کوچہ کے کنارے کسی ضرورت کے تحت حاضر نہیں ہوا ہوں)

اب اگر امیر المومنین علیہ السلام جو کہ ید اللہ ہیں خود اپنے ہاتھوں روح قبض کریں تو کیا لمحہ ہوگا؟ البتہ ان افراد کی روح آپ علیہ السلام ہی قبض کرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں کہ جو اپنے ایمان کو اس بلندی تک پہنچا دیں کہ جن کی قبض روح کی ذمہ داری ملک مقرب الٰہی حضرت ملک الموت سے بھی خارج ہو۔

در وفای عشق تو مشهور خوبانم چو شمع
شب نشین کوی سربازان و رندانم چو شمع
بی جمال عالم آرای تو روزم چون شب است
بی کمال عشق تو در عین نقصانم چو شمع
رشته عموم به مقراض بریده شد
همچنان در آتش مهر تو خندانم چو شمع
همچو صبحم یک نفس باقیست بی دیداز تو
چهره بنما دلبرا تا جان برافشانم چو شمع[۱]

(تیرے عشق سے وفاداری میں شمع کی طرح اچھائیوں کے ساتھ مشہور ہوں۔ تیرے کوچہ میں رند و سرباز بن کر شمع کی طرح رات گذارتا ہوں۔ تیری صورت کے حسن و جمال کے بغیر میرا دن بھی رات ہے، تیرے عشق کے کمال کے بغیر میں کاملا شمع کی طرح نقصان میں ہوں۔ میرے تمام رشتہ تیرے غم کی قینچی سے کاٹ دیے گئے، میں تیری محبت کی آگ میں شمع کی طرح پھر بھی ہنس رہا ہوں۔ تیرے دیدار کے بغیر میری زندگی کی صبح کی طرح ایک سانس باقی ہے، اے دلبر تو اپنا چہرہ دکھا دے تاکہ میں تجھ پر شمع کی طرح اپنی جان فدا کردوں)

جَعَلْنَا اللّٰهُ وایاکُمْ مِنَ الفَائِزِیْنَ بِذٰلکَ المقامِ المَحْمُوْد وَالمَنْزِلَةِ الرَّفِیعَةِ بِمُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطّاهرینَ. وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ اَجْمَعِیْنَ۔

۱۔ دیوان حافظ، ص ۱۳۳، غزل ۳۰۱۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

ساتویں مجلس

روح نکلتے وقت باطنی اعمال کا مشاہدہ

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدْ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَلَعْنَةُ اللهِ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنَ الْآنَ اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ[1]۔

قَالَ اللهُ الْحَكِيْمُ فِىْ كِتَابِهِ الْكَرِيْمِ:

"بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ * وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ * وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَا تُبْصِرُونَ * فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ * تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ * فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ * فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ * وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ * فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ * وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ * فَنُزُلٌ مِنْ حَمِيمٍ * وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ * إِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ * فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ"[2]۔

---

۱ - یہ مطالب ساتویں رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کو بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ سورۂ واقعہ، آیت ۸۳تا۹۶۔

Presented by Ziaraat.Com

ملک الموت جو کہ انسانوں کی روح قبض کرتا ہے اس عالم مادہ کہ جسے ہم عالم خارج سے تعبیر کرتے ہیں۔ انسانوں کے نزدیک نہیں ہوتا ہے کیونکہ ملک الموت غیر مادی موجود ہے۔ وہ فرشتہ ہے اور فرشتے مادی نہیں بلکہ مجرد ہیں لہٰذا ان کی نزدیکی و دوری مکانی نہیں ہے اور ملک الموت عالم مادہ میں آ کر انسان کی روح قبض نہیں کرتا ہے بلکہ عالم ملکوت ہی سے قبض روح کرلیتا ہے۔ اس لئے کہ انسان کا نفس عالم ملکوت سے ہے اور سارے فرشتے ملکوتی ہیں اور عالم ملکوت میں مادی حجاب وپردے نہیں ہیں مادی حجابات عالم طبیعت ومادہ سے مخصوص ہیں۔

مادی موجودات کا مخفی ہونے کے علت زمان و مکان ہے

عالم طبیعت میں زمان ومکان کی ضرورت ہے موجودات زمان ومکان کے پس پردہ ایک دوسرے سے چھپ جاتی ہے۔ ہمیں نہ گزرے ہوئے کل کی خبر ہے اور نہ آنے والے کل کی کیونکہ حجاب زمان نے ہمارے اور ان کے درمیان فاصلہ ڈال دیا ہے اور ہم مسجد کی دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں رکھتے کیونکہ اس کے اور ہمارے درمیان حجاب مکان پڑا ہوا ہے۔

لہٰذا ملک الموت جو قبض روح کرتا ہے اور نفس انسان کو بدن سے جدا کرتا ہے چونکہ وجود اور نفس دونوں کی کیفیت ملکوتی ہے اسی وجہ سے قبض روح انسان کے باطن سے جدا ہوتی ہے۔ قبض روح کا تعلق ظاہر سے نہیں ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ جو حواس ظاہری سے درک ہو جائے اور ہم دیکھ لیں۔ خود انسان اپنی روح کو حواس ظاہری سے قبض ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا ہے اور جو افراد مرنے والے کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں وہ بھی ملک الموت کے آنے اور روح قبض کرنے سے ہرگز باخبر نہیں ہوتے۔

خداوند متعال فرماتا ہے:

أَفَبِهَذَا الْحَدِيثِ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ * وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ[1]۔

کیا تم لوگ اس کلام خدا سے انکار کرتے ہو اور تم نے اپنی روزی یہی قرار دے رکھی ہے کہ اس کا انکار کرتے رہو بجائے اس کے کہ اس وسیع معنوی دستر خوان اور قرآن مجید کے زلال و معین پانی سے خود کو سیراب کرو اور اپنے تمام نقایص کو ختم کرو۔ تم نے کلام خدا کی تکذیب کو اپنا پیشہ بنالیا ہے اور اس جام غرور اور حیرت انگیز جھوٹ سے چاہتے ہو کہ خود کو سیراب کرو۔

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ * وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ * وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ * فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ * تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. اگر تم خدا کے وجود کا انکار کرتے ہو اور کلام خدا کو بے اہمیت جانتے ہو اور رجعت و قیامت اور ثواب و عقاب کا انکار کرتے ہو اور رضوان و جنت و جہنم کو مسخرہ گمان کرتے ہو تو پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ جب

۱۔ سورۂ واقعہ، آیت ۸۱ و ۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

جان گلے تک پہنچ جائے اور تم اس وقت دیکھتے ہی رہ جاؤ اور ہم تمہاری نسبت مرنے والے سے قریب ہیں مگر تم دیکھ نہیں سکتے پس اگر تم کسی کے دباؤ میں نہیں ہو اور بالکل آزاد ہو تو اس روح کو کیوں نہیں پلٹا دیتے ہو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو؟

جی ہاں اس وقت خود اس سے زیادہ ہم اس کے نزدیک ہیں ملک الموت اور دیگر فرشتے بھی بندگان خدا ہیں اور اپنے امور کو انجام دیتے ہیں اور عام انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ[۱]۔

فرشتے ہمارے عظیم اور مکرم بندے ہیں اور کلام خدا اور اس کے ارادے پر سبقت نہیں کرتے حکم الٰہی پر عمل کرتے ہیں۔

امر، خلق کے مقابلہ میں ہے۔ یعنی فرشتے عالم مادہ اور طبیعت سے بالاتر اور ملکوتی موجودات ہیں۔

اور عالم امر میں خداوند متعال کے حکم کو بجالاتے ہیں۔

لہٰذا اس بنا پر ملک الموت اور اس کے یار و مددگار نیز عالم امر سے ہیں اور ان کا روح قبض کرنا عالم امر و باطن سے ہی ہے۔

۱۔ سورۂ انبیاء، آیت ۲۶ و ۲۷۔

Presented by Ziaraat.Com

مقربین اور اصحاب یمین و اصحاب شمال

اس موقع پر لوگ تین گروہ میں تقسیم ہوں گے:

اول: گروہ مقربین ہیں کہ جنہوں نے دنیا و آخرت کو عبور کر لیا اور اپنے پروردگار کے قرب وجوار میں پہونچ گئے حرم امن الٰہی میں آرام کر رہے ہیں۔ ان کا مقام جنت نعیم ہے اور ان کی غذا رَوح و ریحان ہے۔ حرم الٰہی کی طرف سے روح کو تازگی عطا کرنے والی نسیم کے جھونکے ان کی طرف آتے ہیں اور عطر انس و محبت اور لقاء پروردگار کی خوشبو ان کے مشام کو معطر کئے ہوئے ہے۔

دوم: گروہ اصحاب یمین ہیں۔ یہ گروہ مقربین کی طرح درجات و مقام قرب کو حاصل نہ کر سکا لیکن اپنے عمل صالح اور اچھے و نیک کردار ہونے کی وجہ سے دنیا ان پر غالب نہ آسکی جس سے وہ ضلالت و گمراہی کے جال میں پھنس جائے۔ ان کو یمین اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ کنایہ ہے سعادت و نجات کا۔ انہوں نے اپنی زندگی سچائی اور امانتداری کے ساتھ گزاری اور اپنے دلوں کو شرک سے آلودہ نہیں کیا اور عقل و فطرت اور شریعت کے مطابق زندگی گزاری اور صفا و محبت خدا کے ساتھ اس دنیائے غرور کو خیر آباد کہا۔ اور وہ اپنے پروردگار کے اسم سلام کے زیر سایہ داخل ہوگئے اور اے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی جانب سے آپ پر سلام ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

سوم: گروہ اصحاب شمال ہیں۔ اس گروہ کو یہاں پر ضالین (گمراہ) اور مکذبین (جھوٹے) سے تعبیر کیا گیا ہے یہ گروہ وہ ہے کہ جس نے دنیا کی سرمستیوں کو اپنا پیشہ بنالیا اور معنوی حقایق سے دور ہوگیا۔ اپنے وقت کو تکذیب انبیاء، اولیاء خدااور قیامت وغیرہ میں خرچ کرڈالا۔ اس گروہ کی روز قیامت غذا پگھلا ہوا لوہا ہوگی، فَنُزُلٌ مِنْ حَمِيم، نُزل کے معنی اس غذا کے ہیں جو مہمان کے لئے آمادہ ہوتی ہے اور حمیم پگھلا ہوا لوہا ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

مقربین اور اصحاب یمین و مکذبین کی روح قبض ہونے کی کیفیت

مذکورہ باتیں اس حد تک قابل یقین ہیں کہ جن کا ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور شہود واحساس کا درجہ رکھتی ہیں۔ إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ. اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خدائے بزرگ وبرتر کو سبوح وقدوس سے یاد کرو اور اسے ہر اس چیز سے پاک ومنزہ رکھو جو اس کی عدالت، رحمت اور جلال و جمال کے خلاف ہے۔ ان آیات سے جو کہ لوگوں کے حالت نزاع کے وقت مختلف درجات بیان کررہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں چاہے انسان مقربین سے ہو یا صالح وپاکیزہ افراد سے ہو یا شقی و بدبخت سے، خدا خود انسان سے زیادہ نزدیک ہے اور کیونکہ روح حکم الٰہی اور

Presented by Ziaraat.Com

فرشتہ موت کے ذریعہ قبض ہوتی ہے لہٰذا وہ بھی انسان سے نزدیک ہے اور باطن سے روح قبض کرتے ہیں۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ[۱]۔

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش آپ دیکھتے کہ یہ ظالم و ستمگر قبض روح کے وقت گھبرائے ہوئے ہوں گے اور بچ نہ سکیں گے اور موت کے فرشتے بہت ہی نزدیک سے ان کی روح قبض کریں گے۔

اس آیہ کریمہ میں نزدیک سے روح قبض کرنے سے مراد باطن انسان ہے کہ فرشتے انسان کے نفس کو جسم سے جدا کردیں گے اور وہ انسان کا باطن ہے۔

انسان کا نفس، محتضر سے اس قدر قریب ہے کہ اعضاء جسم بلکہ حواس پنجگانہ بھی اتنے قریب نہیں ہیں۔یہ بات شاید اس مثال پر توجہ کرنے سے روشن ہوجائے۔

فرض کریں کہ آپ بیٹھے ہیں آپ کے ذہن میں جو کچھ افکار موجود ہیں یا دل میں جو نیت ہے اس سے آپ کے پہلو میں بیٹھا ہوا دوست کیا باخبر ہے؟ کیا بغیر ان کا اظہار کئے وہ باطن کی خبر سے آگاہ ہو سکتا ہے؟

۱۔ سورۂ سبا، آیت ۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ اس وقت اپنے ذہن میں تصور کریں کہ یہاں خانۂ کعبہ ہے اور غسل کریں اور طواف میں مشغول ہو جائیں اور سات چکر پورے کرنے کے بعد پشت مقام ابراہیم علیہ السلام پر نماز طواف ادا کریں اور پھر ایک طرف بیٹھ کر کعبہ کو دیکھتے رہیں کیونکہ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور ثواب رکھتا ہے۔

اور جب آپ تصور ہی تصور میں یہ سارے کام انجام دے دیں بغیر اس کہ کے آپ کے ہاتھ پیر حرکت کریں حتی آپ کے بدن نے ذرہ برابر بھیڑ کا احساس کیا ہو، پھر اپنے پہلو پر بیٹھے ہوئے دوست سے سوال کریں کہ میں نے کیا کام انجام دیا؟

جواب میں کہے گا: تم نے کوئی کام انجام نہیں دیا: آپ کہیں کہ میں نے عالم خیال میں خانۂ کعبہ کا طواف کیا ہے اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز ادا کی ہے اور کافی دیر تک خدا کے گھر کا نظارہ کیا ہے۔ وہ جواب دے گا کہ میں تمہارے باطن سے باخبر نہیں ہوں میری آنکھیں تمہارے اس ظاہری بدن کو دیکھ رہی ہیں اور اس بدن نے ہر گز حرکت نہیں کی ہے۔

جب ملک الموت روح قبض کرتا ہے تو اس کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

فرض کریں کہ آپ نے ایک ایسا وحشتناک خواب دیکھا کہ جس کا روح پر چند دن تک اثر باقی رہا اور ممکن ہے بعض خواب ایسے ہوں کہ جن کا اثر کافی

Presented by Ziaraat.Com

مدت باقی رہے لیکن آپ کا وہ دوست کہ جو آپ کے پہلو میں سویا ہوا تھا اگر بیدار ہونے کے بعد اس سے پوچھیں کہ میں نے کیا خواب دیکھا ہے؟ تو وہ کہے گا مجھے نہیں معلوم۔

آپ اس سے لاکھ کہیں میں نے خواب میں یہ دیکھا وہ دیکھا ہے تمہیں کس طرح معلوم نہیں ہے؟ وہ جواب دے گا کہ: میں باطن کا علم نہیں رکھتا تاکہ آپ کے خواب سے باخبر ہوں۔ جس طرح انسان کی روح نکلتے وقت مرنے والے کی خوشی اور غم سے دیگر افراد باخبر نہیں ہوتے خوف و آسایش اور جانکنی کے وقت تمام کیفیات کا ادراک بھی اسی طرح ہے۔

حالت احتضار میں مشاہدات ملکوتی آنکھ سے ہیں

ملک الموت کا نظر آنا، جنت کے دروازوں کا کھلنا، جہنم کے دروازہ کا کھلنا، سکرات موت کا ظاہر ہونا اور دیگر تمام حالات جو کہ مرتے وقت انسان پر ظاہر ہوتے ہیں روحی ہیں نہ کہ جسمی۔

روح کو جس مقام پر جانا ہوتا ہے وہ جسم سے نکل کر چلی جاتی ہے اور جسم روئے زمین پر پڑا رہ جاتا ہے ملک الموت فقط روح قبض کرنے پر مامور ہے اسے جسم سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اور یہ جسم کے تمام کام اور وظایف شرعی جنازہ دفن کرنا، غسل و کفن وغیرہ وارثین کی ذمہ داری ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وَقَالُوا أَئِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَئِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ[۱]۔

قیامت کے منکرین مقام اعتراض میں کہتے ہیں: اگر ہم زمین میں گم ہوگئے تو کیا نئی خِلقت میں پھر ظاہر کئے جائیں گے۔ بات یہ ہے کہ یہ اپنے پروردگار کی ملاقات کے منکر ہیں آپ کہہ دیجئے کہ تم کو وہ ملک الموت زندگی کی آخری منزل تک پہونچائے گا جو تم پر تعین کیا گیا ہے اس کے بعد تم سب پروردگار کی بارگاہ میں پیش کئے جاؤگے۔

جی ہاں! یہ اپنے پروردگار کی ملاقات کے منکر ہیں اور سیر روحی کا بھی انکار کرتے ہیں اے پیغمبرؐ! ان سے کہہ دو! یَتَوَفّٰکُمْ، ملک الموت تمھیں زندگی کی آخری منزل تک پہونچائے گا جو تم پر معین ہے اور اس کے بعد تم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں لوٹا دیئے جاؤگے موت کے وقت جو چیز جاتی ہے وہ تمہارا نفس ہے جو کہ حقیقت ہے تمہارا جسم زیر خاک ختم ہو جاتا ہے بدن تمہاری اصل وحقیقت نہیں ہے بلکہ وہ لباس ہے اگر وہ بدن سے اتر بھی جائے تو حقیقت اور اصل وجود پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

جو ملک الموت تمہارے اوپر معین ہے اور خداوند متعال نے اسے تم پر محافظ قرار دیا ہے وہی تمھیں اس مادی دنیا سے عالم برزخ کی طرف لے جاتا

۱۔ سورۂ سجدہ، آیت ۱۰۔۱۱۔

Presented by Ziaraat.Com

ہے اور جسم کو چھوڑ دیتا ہے اور وہ جس وظیفہ پر مامور ہے اسے ضرور انجام دے گا۔

لہٰذا اس بنا پر انسان عالم برزخ میں نفس اور صورت برزخی ومثالی کے ساتھ داخل ہوگا۔

دنیا وآخرت دو مختلف ومتفاوت عالم ہیں

نفس مدتوں اس دنیا میں رہا ہے اور اس نے مادی دنیا ولذات سے انس ومحبت پیدا کرلی ہے جو کچھ بھی آنکھ نے دیکھا دل اس کی طرف مائل ہوگیا اور جو کچھ بھی کان سے سنا اور لذت حاصل ہوئی دل اسی کی طرف جھک گیا بالآخر نفس حواس پنجگانہ کے ذریعہ مادی دنیا سے رابطہ میں رہا اور اس مادی دنیا سے فائدہ اٹھاتا رہا ہے۔

زدست دیده و دل هر دو فریاد
که هر چه دیده بیند دل کند یاد

(آنکھ اور دل دونوں جو چیز چھوٹ جاتی ہے اس پر فریاد کرتے ہیں اور جو کچھ آنکھ دیکھتی ہے دل اسی کی طرف بڑھتا ہے)

دل وہی نفس ہے جو کہ دنیا میں رہا ہے اور دنیوی رنگ سے آشنائی پیدا کرلی ہے اور آداب ورسوم دنیوی انجام دینے لگا ہے اور دنیوی رنگینیوں میں روز بروز بڑھتا گیا ہے مگر اب چاہتا ہے کہ دنیا کو ترک کرے اور اس عالم میں وارد ہو جو کہ ہرگز آشنا نہیں ہے وہ عالم کہ جو دنیا سے بالکل شباہت نہیں رکھتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے اگر نفس نے اس دنیا میں اس عالم کی معرفت حاصل کی ہے اور زاد راہ مہیا کیا ہے تو آرام و سکون سے اس دنیا کو ترک کر سکتا ہے اور اگر اس نے زاد راہ مہیا نہیں کیا ہے اور غربت کی زندگی گزاری ہے تو اس دنیا سے جاتے وقت بے حد سختیوں کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ غریب ہے اور راستے کی آشنائی بھی نہیں رکھتا ہے اور دامن بھی مال و متاع سے خالی ہے جو وہاں بیچ دے اور اس کے ذریعہ قابل احترام قرار پائے وہاں جس مال و متاع کی قدر و منزلت ہے وہ اس دنیوی مال و متاع سے جدا ہے اس دنیا میں پیسہ، سونا چاندی، مقام و منزلت، اولاد و اقرباء اور یار و دوست کی قدر و قیمت ہے مگر وہاں یہ سب قابل قدر و قیمت نہیں ہیں بلکہ عزیز و اقارب کے درمیان جو رابطہ و تعلق ہے وہ بھی منقطع کر دیا جائے گا۔

وہاں عزیز و اقارب کی نسبت تقوی کی بنیاد پر ہے وہاں مال و دولت کام آنے والا نہیں ہے یار و دوست کام آنے والے نہیں ہیں۔ دنیوی شخصیت، حکومت اور پادشاہی کی وہاں کوئی قیمت نہیں ہے۔اگر کوئی ان چیزوں کو لے بھی جائے تب بھی کام آنے والی نہیں ہیں اور اس بازار میں گھاٹے کے سوا کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ وہاں کا بازار نہ یہاں کے بازار جیسا ہے اور نہ وہاں کے خریدار یہاں کے خریدار جیسے ہیں۔فرض کریں اس وقت گرمی کا موسم ہے ہوا گرم ہے کچھ مقدار آپ کے پاس برف ہے جو کہ آپ کا یہ سرمایہ اس گرمی

Presented by Ziaraat.Com

میں کام آ رہا ہے یہ سرمایہ اس موسم گرما کے اعتبار سے قدر و قیمت رکھتا ہے مگر یہی سرمایہ سردی کے موسم میں بے اہمیت ہے۔

ایک شخص نجاری (بڑھائی) کے کام میں ماہر ہو اس کام کے ہر پہلو سے واقف ہو اس کا فن ہر اعتبار سے قدر قیمت کا حامل ہے۔ لیکن یہ نجار اس جگہ چلا جائے جہاں لوہار کی ضرورت ہو وہاں جا کر جو کچھ بھی کہہ لے کہ میں اپنے فن میں بہت ماہر ہوں اور اپنے وطن میں کتنے خریدار رکھتا تھا آپ مجھ سے یہاں بھی خدمت لیں اور آپ کے لئے اس قدر خوبصورت مختلف اقسام کی لکڑی کے سامان آمادہ کروں گا اور قیمت بھی بہت مناسب لوں گا۔

جواب ملے گا: ہمیں نجار کی ضرورت نہیں ہے تم کتنا ہی اپنے فن کی تعریف کرو ہمارے کسی کام کا نہیں ہے۔ ہمیں لوہار کی ضرورت ہے اگر فن لوہاری میں ماہر ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمہارا وجود یہاں ہمارے لئے دردسر ہے۔

ایک شخص ڈاکٹر و طبیب ہے اور فن طب میں ماہر ہے ایک دن فلسفہ کے مدرسہ میں آ کر اپنے آپ کو کہنے لگے کہ میں نے کتابیں پڑھیں مطالعہ کیا ہے، زحمت کی ہے۔ تو اسے جواب ملے گا کہ یہ سب ٹھیک ہے مگر یہ فلسفہ کا مکتب ہے ہمیں فلسفی کی ضرورت ہے تم نے فن طب میں محنت کی ہے تمام بدن کی رگوں سے واقف ہو اور آپریشن میں بھی ماہر ہو لیکن ہمیں سرجن اور

Presented by Ziaraat.Com

طبیب کی ضرورت نہیں ہے تمہیں علم حکمت اور اشیاء کی حقیقت کی آگاہی نہیں ہے لہٰذا یہاں تمہارا مقام نہیں ہے۔

آخرت میں متاع تقویٰ و عبودیت کے خریدار ہیں

لوگوں کے پاس دنیا میں جو عارضی چیزیں پائی جاتی ہیں اور ان کے اعتبار سے اپنی مادی زندگی گزار رہے ہیں جیسے مال و دولت، اولاد و عزیز واقارب، تجارت، صنعت اور حکومت وغیرہ یہ سب دنیوی زندگی تک محدود ہیں لیکن جب عالم بدل جائے گا تو یہ زندگی بھی تبدیل ہو جائے گی پس ایسا نہیں ہوسکتا کہ جو پہلی زندگی کی صفات اور ضروریات تھیں دوسری زندگی میں بھی وہی انسان نے جن عارضی چیزوں کو نفس امارہ کے ذریعہ حاصل کیا ہے انہیں عالم آخرت میں ساتھ نہیں لے جاسکتا ہے یہ اس عالم کے حساب سے غیر قانونی ہیں اور چیک پوسٹ پر انہیں انسان سے جدا کر دیا جائے گا اور اگر کوئی اپنے ساتھ لے جانا ہی چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ راہ خدا میں فروخت کرے تاکہ اس کے مثل خدا اس عالم میں عطا کر دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ راہ خدا میں انفاق کرنے سے انسان کا نفس طاہر اور ملکوتی ہو جاتا ہے اور عالم حقیقی سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اسی معرفت کے وہاں خریدار ہیں۔

زاد آخرت توحید، عدالت، تقویٰ، صداقت پر گامزن رہنا، حقوق الناس کی رعایت کرنا اور خداوند متعال کے دائرہ بندگی سے باہر قدم نہ رکھنا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دنیوی متاع کا بازار بہت سست و معمولی ہے

اگر کوئی دنیا میں ہر طرح کی عارضی چیزوں سے بہرہ مند ہو مثلاً اولاد بھی رکھتا ہو گھوڑے گاڑیاں اور اس کی زندگی کا ہر شعبہ دنیوی اعتبار سے دیکھنے کے قابل ہو ایک بیٹا ڈاکٹر ہو تو دوسرا انجینیئر ایک قصر شاہی رکھتا ہے تو دوسرا پوری سلطنت کا مالک ہے وہاں جب انسان کہے گا میرا بیٹا ڈاکٹر ہے۔ جواب ملے گا ہمارے لئے کیا لائے؟ ہم پاکیزہ اور خالص عقیدے اور دل کے خریدار ہیں۔ پھر کہے گا میرا دوسرا فرزند انجینیئر ہے سوال کیا جائے گا۔ دنیا میں کتنا راہ خدا میں انفاق کیا اور اس بیٹے کی کیسی تربیت کی کہ یہ لوگوں کے لئے خیر کا سبب بنے اور رضائے خدا حاصل ہو؟

وہ کہے گا: دنیا میں میں محل رکھتا تھا۔ سوال ہوگا: کیا تو نے اس محل میں یتیموں کو آنے کی اجازت دی تھی کیا اس محل میں بیٹھ کر لوگوں کی حاجات برطرف کی تھیں کیا تو نے اس محل میں کبھی غرباء و فقراء کے لئے دستر خوان لگایا تھا؟ یا فقط دروازہ بند کر کے اسے اپنی شہوت و لذت کا مرکز قرار دیا تھا؟

یہ عالم توحید ہے، یہ عالم عدل ہے، یہ عالم حساب و کتاب ہے یہ عالم جزا اور دنیا میں انجام دی ہوئی نیک کرداری اور بد کرداری کا آئینہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یہاں نہ خاک پائی جاتی ہے اور نہ ہوا، نہ مادی ہنسی ہے اور نہ خوشی، نہ گریہ ہے نہ غم واندوہ، نہ باپ ہے نہ اولاد، نہ ماں ہے نہ خاندان، نہ سونا ہے نہ چاندی، یہاں کتنی ہی رشوت دیتے رہو کہ تمہارے برے اعمال و کردار پر پردہ ڈال دیا جائے مگر کوئی فائدہ نہیں ہے ہمارے یہاں جو قابل قبول چیز ہے وہ طہارت باطنی، تذکیہ نفس اور اچھا اخلاق و کردار ہے۔

تم نے کتنا علم حاصل کیا؟ تم کتنا حلم رکھتے ہو؟ تم نے کتنی عبادت خدا انجام دی؟ تم نے کتنی نماز، روزہ، حج، جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، خمس و زکات، صدقات، صلہ رحم، دینی بھائیوں کی حوائج پورا کرنا، ایثار و محبت، ولایت الٰہی اور اس عالم دنیا سے آگاہی حاصل کی؟ جتنی مقدار میں زاد آخرت لے کر آئے ہو تمہیں مبارک ہو۔

لیکن یہ بات مسلم ہے کہ جس نے اس عالم سے آگاہی حاصل نہ کی وہ غریب ہے اور اس کی ملکوتی آنکھیں بے نور ہیں اگر وہ ایک قدم بھی آگے بڑھائے گا ہلاکت کے دلدل میں دھنس جائے گا۔

قرآن کریم کی نظر میں ظالم و ستمگروں کی روحوں کے قبض ہونے کی کیفیت

قرآن مجید ان لوگوں کی کہ جن کا پیشہ ظلم و ستم تھا عجیب انداز میں توصیف بیان کر رہا ہے:

Presented by Ziaraat.Com

وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ * وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَى مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ[۱]۔

اس آیہ کریمہ میں خداوند متعال نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر ان حالات کے بارے میں خبر دی ہے کہ جو ظالموں پر موت کے وقت عارض ہوتے ہیں۔

اور اگر آپ دیکھتے کہ ظالم موت کی سختیوں میں ہیں اور ملائکہ اپنے ہاتھ بڑھائے ہوئے آواز دے رہے ہیں کہ اب اپنی جان نکال دو کہ آج تمہارے جھوٹے بیانات اور الزامات پر رسوائی کا عذاب دیا جائے گا کہ تم آیات خدا سے انکار اور تکبر کر رہے تھے اور بالآخر تم اسی طرح ہمارے پاس تنہا آئے جس طرح ہم نے تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ تمہیں دیا تھا سب کچھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارش کرنے والوں کو بھی نہیں دیکھیں گے جنہیں تم نے اپنے لئے خدا کا شریک بنایا تھا۔ تمہارے ان کے تعلقات قطع ہو گئے اور تمہارا خیال تم سے غائب ہو گیا۔

۱۔ سورۂ انعام، آیت ۹۳-۹۴۔

Presented by Ziaraat.Com

موت کے وقت دنیا کے قابل اعتماد تمام جہات نابود ہو جاتے ہیں

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ دنیا میں انسان کے جتنے بھی رشتے ہیں سب موت کے وقت ٹوٹ جائیں گے۔

دنیا میں سب سے گہرا تعلق انسان کا دو چیزوں سے ہے: ایک مال سے مثلاً سونا چاندی، درہم و دینار، تجارت اور گھر بار وغیرہ جو کہ اس کی زندگی کی احتیاج کو برطرف کرتا ہیں۔

دوسرے بیوی بچے، یار و دوست، عزیز و اقارب اور خاندان وغیرہ کہ جن سے اپنی ضروریات کے وقت مدد حاصل کرتا ہے۔ ایک دوست سے کسی حاجت کو پورا کرتا ہے دوسرے سے کسی حاجت کو۔ ماں سے ایک حاجت کو تو بیٹے سے دوسری، مال داروں اور حاکموں سے دیگر حاجات باالآخر ضرورت کے وقت ان سے حاجت طلب کرتا ہے اور جو ان سے حاجت پوری ہو سکتی ہے اسے وہ پورا بھی کرتے ہیں۔

تمام چیزوں کے یہی مرکز ہیں جس وقت انسان اس دنیا کو خیر آباد کہنا چاہتا ہے تو ملائکہ اس سے خطاب کر کے کہتے ہیں:

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادَى كَمَا خَلَقْنَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ.

Presented by Ziaraat.Com

اے انسان تو نے ان دونوں چیزوں کو آہستہ آہستہ چھوڑ دیا اور ہماری بارگاہ میں تنہا آگیا ہے جیسا کہ تجھے ہم نے دنیا میں بھیجا تھا تو تو تنہا تھا۔ جس وقت تو نے رحم مادر میں قدم رکھا نہ تیرے پاس مال تھا نہ گھر تھا نہ زراعت و تجارت تھی اور نہ بینک بیلنس تھا اس طرح تیرا ذہن تمام چیزوں سے خالی تھا کہ نہ ماں باپ کی تجھے پہچان تھی نہ حاکم و رعایہ کی اور نہ ولی و سرپرست کی گویا: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَيئاً مَذْكُوراً.

تم دنیا میں آنے سے پہلے کہاں تھے؟ تمہیں یاد ہے کہ تم وہاں کتنے پاک و پاکیزہ تھے؟ تم نے اس دنیا میں آنے کے بعد خود کو نجس و آلودہ کر لیا۔ اب اگر یہاں سے پہلے مقام کی طرف پلٹنا چاہتے ہو تو ان ساری مادی چیزوں کو فراموش کرنا ہوگا اور سب کو پس پشت ڈال کر ہماری طرف پلٹنا ہوگا۔

اور پھر وہ ملائکہ اس مطلب کو انسان سے تفصیلاً بیان کرتے ہیں کہ:

ان دونوں میں سے تمہیں ہر ایک پر بھرپور اعتماد و اطمینان تھا، تمہارے پاس مال تھا کہ جس پر تم تکیہ کئے ہوئے تھے اور اپنی زندگی کی اساس و بنیاد سمجھ بیٹھے تھے مگر اس وقت تم نے ان کو پس پشت ڈال دیا ہے اور انہیں ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا ہے۔

وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُورِكُمْ.

Presented by Ziaraat.Com

جو کچھ بھی مال و دولت تمہارے پاس تھا وہ سب ہمارا ہی دیا ہوا تھا تا کہ تم اس سے صحیح فائدہ اٹھاؤ اور اپنے کاموں میں خرچ کرو، روحی تربیت اور انسانیت کے درجات کامل کرنے کی راہ میں اسے خرچ کرو۔ مگر تم نے اس کا غلط استعمال کیا اور اسے اس راہ میں خرچ کیا جو کہ تمہارے لئے سبب ضرر تھا اور خود کو کمزور کر لیا اور ہلاکت میں ڈال بیٹھے یہ تمہارے مال و ثروت کا حساب و کتاب ہے جسے تم چھوڑ کر آئے ہو۔

اور رہے تمہارے وہ دوست، بیوی بچے اور تعلقات والے کہ ضرورت کے وقت جن سے تم اپنے مقاصد کو پورا کرتے تھے اور تمہیں ان پر بڑا اعتماد تھا اور تم اتنے قریب تھے کہ ایک دوسرے کے بغیر کسی کام کو انجام نہیں دے سکتے تھے وہ سب آج تمہارے ساتھ نہیں آئے ہیں ان سب نے تم کو اکیلا چھوڑ دیا۔

وَمَا نَرَى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰؤا.

وہ کیوں تمہارے ساتھ نہیں آئے؟ کیوں اپنے ساتھ ماں، باپ، بیوی، بچے، اپنے با اعتماد افراد اور یار و مددگاروں کو نہیں لائے؟ کیوں تمہارے ساتھی تمہارے ساتھ نہیں آئے؟ کیوں ہم ان سب کو تمہارے ساتھ نہیں دیکھ رہے ہیں؟

یہ وہ عالم ہے کہ جہاں ہم تم کو یک و تنہا دیکھ رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اس مقام پر آنے کے بعد ملائکہ بیان کرتے ہیں کہ انسان کیوں اس دنیا سے عالم آخرت کی طرف اپنے ساتھ مال و یار ومددگار کو نہیں لے جاسکتا ہے:

لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ.

تمہارے اور ان کے درمیان جدائی ہوچکی ہے کیونکہ تم یہاں سے دوسرے عالم رحلت کر رہے ہو تم اس مقام سے اس جگہ جا رہے ہو کہ جہاں کے آلات وابزار اور رسم ورسومات یہاں سے بالکل جدا ہیں۔

وہ عالم ملکوت ہے یہ عالم ملک ہے وہ عالم علوی ہے یہ عالم سفلی ہے۔ وہ حقیقی گھر ہے یہ عارضی ہے یہ دنیا گزرگاہ ہے وہی اصل ٹھہرنے کا مقام ہے، وہاں انسان کے ساتھ حقایق سے معاملہ ہوگا وہی حقیقی منزل ہے یہ دنیا آرزو و خیالات کا بازار ہے یہ عالم استعداد ہے یہاں عمل ہے حساب نہیں ہے وہاں حساب ہی حساب ہے دوبارہ عمل کی مہلت نہیں ہے۔

لہٰذا چوں کہ یہ عالم اس عالم سے موضوع اور حکم دونوں کے لحاظ سے جدا ہے پس اس عالم میں تمہارے اور تمہاری عارضی چیزوں کے درمیان جدائی ہوگئی ہے لہٰذا:

وَضَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ.

Presented by Ziaraat.Com

جو تم دنیا میں سوچتے تھے کہ یہاں بھی وہ کام آجائے اور تمہیں نجات دے دے وہ گم ہو چکا ہے اور اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہا ہے۔

آخرت کی شان آخرت ہی کے قابل ہے

تم دنیا میں سوچتے تھے کہ آخرت دنیا کے پیچھے ہے لہٰذا وارثوں سے وصیت کردی کہ میرے مرنے کے بعد میرا مقبرہ بنانا اور اس کی آئینہ بندی کرنا اور میری قبر پر قیمتی سنگ مرمر لگانا اور مقبرے کے فرش ایسے لانا جس سے میری آبروریزی نہ ہو، دو گلدستہ ہمیشہ میری قبر پر رکھنا، ایک بہترین سوفہ میرے مقبرے کے گرد سجانا اور ہر شب جمعہ ایک تازہ پھولوں کا گل دستہ نثار قبر کرنا۔

یہ سب چیزیں کام آنے والی نہیں ہیں یہ دنیوی زینت وآرایش ہیں عالم ملکوت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مرنے والا ملکوت کی طرف روانہ ہو جاتا ہے ایسی چیز اسے ہدیہ کی جائے جو اس کے کام آئے۔

جو چیزیں مرنے والے کے لئے مفید ہیں وہ فرزند صالح، صدقہ جاریہ، جو علم اس نے چھوڑا ہے اور لوگوں کے لئے مفید ہے۔ غرباء اور فقراء میں انفاق، حاجت مندوں کو سہارا دینا، یتیموں کی تربیت کرنا، معاشرے کے درمیان عمل صالح اور تقوی کو نشر کرنا، اقامہ نماز اور قرآن میں غور وفکر اور اس کے لئے طلب مغفرت کرنا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ تمام زینتیں نہ فقط یہ کہ ان کے لئے فائدہ مند نہیں ہیں بلکہ ان کے حق میں مضر ہیں۔

مردے کے لئے گلدستہ لے جا کر اس کی قبر پر نثار کرنا بدعت اور حرام ہے مذکورہ طریقہ سے قبروں کو سجانا کراہیت شدید رکھتا ہے اور یہ تمام چیزیں مردے کے لئے سبب رنج و غم قرار پاتی ہیں اور خلاف اسلام بھی ہیں۔

لیکن کیونکہ ہم دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں لہٰذا آخرت کے بارے میں بھی یہی خیال رکھتے ہیں جبکہ یہ غلط ہے۔ وصیت کی جاتی ہے کہ مجھے مقبرے میں دفن کرنا میں بغیر چھت کے ڈرتا ہوں! سوچتے ہیں کہ اگر انہیں چھت والے مقبرے میں دفن کر دیا تو محفوظ ہو جائیں گے اور اگر زمین میں بغیر مقبرہ کے دفن کر دیا جائے بارش اسے نقصان پہونچا سکتی ہے اور لوگوں کا اس کی قبر پر چلنا آزار و اذیت کا سبب بن سکتا ہے۔

یہ کتنی بڑی جہالت ہے! فرشتے روح نکال کر عالم برزخ میں لے گئے اور بدن قبر میں سانپ اور کیڑوں کی نذر ہو گیا اسی جہالت سے نکالنے اور انسانوں کو حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے قرآن مجید نے آواز دی ہے: وَضَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ؛ وہ تمہارے سارے وہم وخیالات نابود ہو گئے اور زیر خاک گم ہو گئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جی ہاں! منزل آخرت کے لئے بھی چھت کی ضرورت ہے فرش کی ضرورت ہے آئینہ اور پھولوں سے مزین کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر منزل آخرت کی چھت آتش جہنم کا ڈھال اور گناہوں سے بچنا ہے۔ اس کا فرش ایمان و تقویٰ ہے، آئینہ باطنی پاکیزگی ہے تاکہ اس میں اسماء وصفات الٰہی جلوہ فگن ہوں اس کا گل رحمت الٰہی کی جنت کی طرف سے نسیم عطر ہے اور جمال الٰہی کی تجلی ہے۔

اندھے دل والوں کی حالت احتضار کی کیفیت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبہ میں

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

وَلاَ يَزْدَجِرُ مِنَ اللهِ بِزَاجِرٍ، وَلَايَتَّعِظُ مِنْهُ بِوَاعِظ،وَ هُوَ يَرَى الْمَأْخُوذِيْنَ عَلَى الْعِزَّةِ. حَيْثُ لَا اقَالَةَ وَلَا رَجْعَةَ كَيْفَ نَزَلَ بِهِمْ مَا كَانُوا يَجْهَلُوْنَ،وَ جَآءَهُمْ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا مَا كَانُوْا يَأْمَنُوْنَ، وَ قَدِمُوا مِنَ الْآخِرَةِ عَلَى مَا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ؛ فَغَيْرُ مَوْصُوْفٍ مَا نَزَلَ بِهِمْ اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمْ سَكْرَةُ الْمَوْتَ وَحَسْرَةُ الْفَوْتِ. فَفَتَرَتْ لَهَا أَطْرَافُهُمْ،وَتَغَيَّرَتْ لَهَا أَلْوَانُهُمْ.ثُمَّ ازْدَادُ الْمَوْتُ فِيهِمْ وَلُوْجاً.فَحِيلَ بَيْنَ أَحدهِمْ وَبَيْنَ مَنْطقه،وَإِنَّهُ لَبَيْنَ أَهْلِه يَنْظُرُ بِبَصَرِه وَيَسْمَعُ بِأَذْنه،عَلَى صِحَّةٍ مِنْ غَفْلَةٍ، وَبَقَآءٍ مِنْ لُبِّه.يَفَكِّرُ فِيْهَم أَفْنَى عُمْرَهُ، وَفِيْمَ أَذْهَبَ دَهْرَهُ.وَيَتَذَكَّرُ أَمْوَالاً جَمَعَهَا أَغْمَضَ فِي مَطَالِبِهَا، وَأَخَذَهَا مِنْ مُصَرَّحَاتِهَا وَمُشْتَبِهَاتِهَا.قَدْ لَزِمَتْهُ تَبِعَاتُ جَمْعِهَا، وَأَشْرَفَ عَلَى فِرَاقِهَا،تَبْقَي لِمَنْ وَرَاءَهُ يَنْعَمُوْنَ فِيهَا وَيَتَمَتَّعُوْنَ بِهَا. فَيَكُوْنُ الْمَهَنَأُ لِغَيْرِه وَالْعِبْءُ عَلَى ظَهْرِه.وَالْمَرْءُ قَدْ غَلِقَتْ رُهُوْنُهُ بِهَا.فَهُوَ يَعُضُّ يَدَهُ نَدَامَةً عَلَى مَا أَصْحَرَ لَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ مِنْ أَمْرِه،

Presented by Ziaraat.Com

وَيَزْهَدُ فِيمَا كَانَ يَرْغَبُ فِيهِ أَيَّامَ عُمْرِهِ.وَيَتَمَنَّى أَنَّ الَّذِي كَانَ يَغْبِطُهُ بِهَا وَيَحْسُدُهُ عَلَيْهَا قَدْ حَازَهَا دُونَهُ.فَلَمْ يَزَلِ الْمَوْتُ يُبَالِغُ فِي جَسَدِهِ حَتَّى خَالَطَ لِسَانُهُ سَمْعَهُ.فَصَارَ بَيْنَ أَهْلِهِ لَا يَنْطِقُ بِلِسَانِهِ،وَلَا يَسْمَعُ بِسَمْعِهِ، يُرَدِّدُ طَرْفَهُ بِالنَّظَرِ فِي وُجُوهِهِمْ،يَرَى حَرَكَاتِ أَلْسِنَتِهِمْ وَلَا يَسْمَعُ رَجْعَ كَلَامِهِمْ.ثُمَّ ازْدَادَ الْمَوْتُ الْتِيَاطاً بِهِ. فَقُبِضَ بَصَرُهُ كَمَا قُبِضَ سَمْعُهُ، وَخَرَجَتِ الرُّوحُ مِنْ جَسَدِهِ، فَصَارَ جِيفَةً بَيْنَ أَهْلِهِ قَدْ أَوْحَشُوا مِنْ جَانِبِهِ، وَتَبَاعَدُوا مِنْ قُرْبِهِ. لَا يُسْعِدُ بَاكِياً،وَلَا يُجِيبُ دَاعِياً.ثُمَّ حَمَلُوهُ إِلَى مَخَطٍّ فِي الْأَرْضِ، وَأَسْلَمُوهُ فِيهِ إِلَى عَمَلِهِ،وَانْقَطَعُوا عَنْ زَوْرَتِهِ.حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ،وَالْأَمْرُ مَقَادِيرَهُ وَأُلْحِقَ آخِرُ الْخَلْقِ بِأَوَّلِهِ،وَجَاءَ مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا يُرِيدُهُ مِنْ تَجْدِيدِ خَلْقِهِ،أَمَادَ السَّمَاءَ وَفَطَرَهَا.[1]

امیر المومنین علیہ السلام اس خطبہ کا آغاز کہ جس کو ہم نے ذکر نہیں کیا ہے، خداوند متعال کی توحید اور اس کے بعد خلقت ملائکہ سے کرتے ہوئے لوگوں کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت سے انحراف اور ان کی رغبت دنیا کی نسبت بیان فرماتے ہیں اور اس کے بعد فرماتے ہیں: وَمَن عَشِقَ شَيئاً أعشى بَصَرَه و أمرَضَ قَلبَه، فَهُوَ يَنظُرُ بِعَينٍ غَيرِ صَحيحَةٍ. جو شخص کسی چیز کا عاشق ہو جاتا ہے وہ چیز اسے اندھا کر دیتی ہے اور اس کے دل کو بیمار کر دیتی ہے اسی وجہ سے وہ سالم آنکھ سے نہیں دیکھتا۔

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۷؛ طبع محمد عبدہ، مصر، ج۱، ص ۲۱۲ و ۲۱۳۔

Presented by Ziaraat.Com

یہاں تک کہ اس مردہ اور بیمار دل شخص کی کیفیت کا ذکر کرتے ہیں کہ جس کو ہم نے عربی عبارت کے ساتھ ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:

اس شخص کو جن کاموں سے خداوند متعال نے منع کیا ہے اس کے حکم کی پاسداری اور لحاظ نہیں کرتا اور خداوند متعال کے وعظ و نصیحت کو قبول نہیں کرتا جبکہ ان افراد کو دیکھتا ہے کہ جو دنیا کے فریب میں آکر اس دلدل میں پھنس گئے ہیں کہ نہ اپنے امور کو ختم کر سکتے ہیں اور نہ اس سے باہر نکل سکتے ہیں۔ کس طرح ان کی زندگی کا محل گر گیا کہ جس کو سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور پوری طرح اس سے جاہل تھے اور کس طرح اس دنیا کہ جس کی وہ امن وامان میں تھے جدائی ڈال دی اور جس آخرت کا وعدہ کیا تھا اس میں وارد کر دیا اور موت کے وقت انہیں جس عذاب و سختی کا سامنا کرنا پڑا اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اچانک اس کے سامنے دو چیزیں آکر کھڑیں ہو گئیں ایک سکرات موت دوسرے زاد راہ نہ ہونے پر پشیمانی وحسرت۔

سکرات موت کا اتنا غلبہ تھا کہ جس کی وجہ سے اعضاء وجوارح نے کام کرنا چھوڑ دیا اور چہرے و بدن کا رنگ بدلنے لگا پھر لمحہ بہ لمحہ موت غالب آگئی اور پورے بدن کو اپنی گرفت میں لے لیا پس اس سے قوت گویائی سلب ہو گئی مگر ابھی وہ اپنے اہل و عیال کے درمیان باقی ہے اور اپنی نگاہوں سے سب کو دیکھ رہا ہے اور کانوں سے سن رہا ہے اس کی عقل صحیح وسالم ہے اور تمام

Presented by Ziaraat.Com

ادراکات اپنی جگہ باقی ہیں اسی اثنا میں اسے یاد آنا شروع ہوتا ہے کہ کتنی عمر کو اس نے تیز ہواؤں کے حوالے کردیا اور کتنے عظیم سرمایہ کو ختم کرڈالا۔ وہ یاد کرتا ہے کہ اس نے کس طرح مال و دولت جمع کیا تھا اسے جمع کرنے میں غور وفکر نہیں کی تھی اور نہ راہ حلال و نہ راہ حرام کا پاس ولحاظ رکھا تھا۔

اس مال کو جمع کرنے کا حساب وکتاب اس کی ذات سے اس طرح جڑ چکا ہے کہ جس کا جدا کرنا ناممکن ہے جبکہ وہ اس مال سے جدائی کے موڑ پر کھڑا ہے اور اچھی طرح سمجھ رہا ہے کہ یہ مال دوسروں کے استعمال کے لئے چھوڑے جارہا ہے تاکہ اس کی موت کے بعد وہ اس کے ذریعہ نعمات سے فائدہ اٹھائیں لہٰذا عیش و عشرت ان لوگوں کے لئے ہے اور حساب وکتاب کی ذمہ داری اس پر ہے۔ اس مال کی زنجیروں نے اسے ایسا جکڑ لیا ہے کہ جن سے آزاد ہونا ناممکن ہے ایسی حالت میں جو چیزیں موت کے وقت اس پر بخوبی ظاہر ہوجاتی ہیں شرمندگی سے انگشت بدندان رہ جاتا ہے اور اپنی پوری زندگی میں جن کی طرف رغبت رکھتا تھا ان سے بے پناہ لاپرواہی اختیار کرلیتا ہے اور تمنا کرتا ہے کہ اے کاش مال جمع کرتے وقت جو شخص مجھ پر تعجب کرتا تھا اور مجھ سے حسد کرنے لگتا تھا وہی اس مال کا مالک ہوجاتا نہ میں۔

موت بھی آہستہ آہستہ اس کے بدن پر غلبہ پیدا کرتی ہے یہاں تک کہ اس کی موت سماعت کو اس سے چھین لیتی ہے کان بھی زبان کی طرح سننے سے

Presented by Ziaraat.Com

معذور ہو جاتے ہیں پس اپنے اطرافیوں کے درمیان نہ وہ بول سکتا ہے اور نہ ہی سن سکتا ہے۔ لیکن آنکھوں سے جو کہ ابھی صحیح و سالم ہیں اپنے اطراف والوں کے چہرے دیکھتا ہے اور آنکھوں کی پتلیاں ادھر ادھر گھما تا رہتا ہے اور جو وہ بولتے ہیں ان کی زبان کی حرکت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے لیکن ان کی آواز نہیں سن سکتا۔ موت پھر ایک قدم آگے بڑھاتی ہے یہاں تک کہ اس کی آنکھیں بھی کانوں کی طرح کام کرنا چھوڑ دیتی ہیں اور اس کی روح جسم سے پرواز کر جاتی ہے اور مردہ جسم اپنے اہل و عیال کے درمیان پڑا رہ جاتا ہے۔ تمام نزدیک والے اس سے وحشت و خوف کھاتے ہیں اور اس سے دوری اختیار کرتے ہیں اور یہ غریب مردہ بھی ان کے گریہ میں اپنے گریہ سے مدد نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان کا کوئی جواب دے سکتا ہے۔

پھر اس کے بعد اس کے جنازے کو اٹھا کر اس قبر کی طرف لے جاتے ہیں کہ جو اس کے لئے بنائی ہے اور لے جا کر قبر کے درمیان رکھ کر زمین کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس سے دور ہو جاتے ہیں اور اس کی زیارت سے محروم ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ عمر دنیا کی مدت ختم ہو جائے اور حکم خدا آ پہنچے اور مخلوقات کا آخری فرد پہلے فرد سے جا ملے اور امر الٰہی اس کے ارادہ و مشیت سے روز محشر دوبارہ خلق کرنے کے لئے قرار پائے اور اس وقت آسمانوں کو ہلا کر ٹکڑے کر دے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہم نے خطبہ کو اتنا بیان کیا جتنا سکرات موت کے بارے میں ہمیں بیان کرنا ضروری تھا لیکن امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے بعد قیامت برپا ہونے کے سلسلے سے بیان فرمایا ہے کہ جس کو ہم نے نقل کرنے سے صرف نظر کیا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اس خطبہ میں امت کو خطرناک موقع کی طرف متوجہ کیا ہے اور اس کے ذریعہ بیدار کیا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مرنے کی تیاری کے سلسلے میں نصیحت

امیر المومنین علیہ السلام کے نہج البلاغہ میں جو خطبات نقل ہوئے ہیں گرچہ ان میں ہر اعتبار سے نوآوری پائی جاتی ہے مگر کلی اعتبار سے سب تین موضوع: توحید، قیامت و موت اور تقویٰ کے ارد گرد بحث کرتے ہیں۔

أَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّمَا الدُّنْيَا دَارُ مَجَازٍ،وَالْآخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ.

اے لوگوں! دنیا گزرگاہ ہے اور تم یہاں پر مستقر نہیں ہو بلکہ ہمیشہ حرکت کررہے ہو اس وقت جو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے نفس کو استقرار نہیں ہے ہمارا بدن بیٹھا ہوا ہے مگر نفس حرکت کررہا ہے۔

جس وقت سے ہم نے درس شروع کیا تھا ایک گھنٹہ ہم آگے آگئے ہیں ہماری پیدائش سے ایک گھنٹہ زیادہ گزرچکا ہے اور موت سے قریب ہوگئے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں اور ہم ان تمام لمحات میں حرکت کر رہے تھے اور بغیر ٹھہرے ہوئے ہم نے راہ کو طے کیا ہے۔

اس حرکت میں ہمیں کسی طرح کا کوئی اختیار نہیں ہے چاہیں رک جائیں اور چاہیں چلنے لگیں یا بیٹھ جائیں، سو جائیں یا بیدار ہو جائیں۔ ہر حال میں اس راہ کو طے کرنا ہے یہاں تک کہ اس نقطہ پر جو کہ موت کا وقت ہے، پہونچ جائیں۔

ہاں آخرت سکون و چین کی جگہ ہے محل استقرار ہے۔ اس دنیا میں تھکے ہوئے انسان کے مانند ہم لباس کو اتار کر اپنی اصل منزل پر آرام و سکون لینا چاہتے ہیں لہٰذا جب ہمارا سفر ختم ہو جاتا ہے اور مقام موت تک پہونچ جاتے ہیں تو لباس جو کہ بدن ہے، اسے اتار دیتے ہیں اور مجرد جامہ زیب تن کر کے سکون و آرام کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔

فَخُذُوا مِنْ مَمَرِّكُمْ لِمَقَرِّكُمْ.

لہٰذا اس گزرگاہ سے اصل منزل کے لئے توشہ لے جاؤ تاکہ تمہارے وہاں کام آئے اور اس مقام کے لئے مناسب ہو کیونکہ وہ اصل مقام ہے اور وہاں غذا و توشہ اور تمام آرام کی چیزیں جمع کرنا محال ہے کیونکہ ان تمام کا جمع ہونا حرکت سے تعلق رکھتا ہے اور وہ اس دنیا ہی میں ہے جو کہ مقام فعلیت کے ظہور کا سب سے نچلا درجہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ایسا کام انجام دو کہ تمہارا مقام فعلیت اچھا ہو اور قابل قبول، نامہ اعمال ہاتھ میں آئے۔ اس موقع پر شناختی کارڈ بدل جائے گا دوسرا نام رکھ دیا جائے گا ایسا عمل انجام دو کہ وہ نام مومن، صالح اور متقی ہو نہ کہ کافر و فاسق و فاجر۔

اگر مومن و صالح اور متقی رہے تو وہاں ہمیشہ کے لئے سرخرو اور خوشحال زندگی گزرے گی لیکن اگر کافر اور فاسق و فاجر رہے تو وہاں کی زندگی طرح طرح کے غم واندوہ کا شکار ہو کر رہ جائے گی۔

وَلَا تَهْتِكُوْا أَسْتَارَكُمْ عِنْدَ مَنْ يَعْلَمَ أَسْرَارَكُمْ.

اپنی عفت و عصمت کے پردے شیطان اور نفس امارہ سے محفوظ رکھو اور انھیں ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو اور عظمت خداوند متعال جو کہ تمہارے مخفی رازوں سے آگاہ ہے، کے روبرو انہیں پارہ نہ کرو۔

وَ اَخْرِجُوْا مِنَ الدُّنْيا قُلُوْبَكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا اَبْدَانُكُمْ.

اپنے دلوں کو دنیا سے نکال لو اس سے پہلے کہ تمہارے بدنوں کو باہر نکالا جائے۔ یعنی جو کام انجام دو وہ حق کی بنیاد پر ہو نہ کہ نفس امارہ کی۔ ایسی صورت میں دلی خواہشات خود بہ خود بالکل ختم ہو جائیں گی اور دل پاک و صاف ہو جائے گا ان خواہشات دنیوی کی جگہ حق اور رضای خدا کی رغبت بیٹھ جائے گی اور یہی عالم ابدی سے مشابہت رکھتا ہے لیکن وہ دل جو کہ ہوائے نفس کی طرف راغب ہو اس عالم سے بالکل مشابہت نہیں رکھتا ہے اور موت

Presented by Ziaraat.Com

کے وقت جو کہ بدن کے نکلنے کا وقت ہے اس طرح پریشانی واضطراب سے دچار ہوگا کہ جس کی توصیف بیان نہیں کی جاسکتی ہے۔

فَفِیهَا اخْتُبِرْتُمْ وَ لِغَیْرِهَا خُلِقْتُمْ.

تمہیں اس دنیا میں پاکیزہ عقاید اور اعمال حسنہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے لہٰذا تمہیں امتحان وآزمائش کی منزل میں قرار دیا جاتا ہے اور ہر لمحہ تمہارا امتحان ہوتا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ تمہارا باطن رضای الٰہی چاہتا ہے یا نہیں۔ مگر تمہیں یہاں کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے بلکہ عالم ابدی کے لئے خلق کیا گیا ہے۔

انَّ الْمَرْءَ اذَا هَلَکَ قَالَ النَّاسُ:مَاتَرَکَ؟ وَ قالَتِ الْمَلَائکَةُ: مَا قَدَّمَ؟

انسان جب مرجاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے دنیا میں کیا چھوڑا ہے؟اور ملائکہ کہتے ہیں کہ اپنے لئے کیا بھیجا ہے؟

کیونکہ لوگوں کی نظر دنیا پر ہے اور شخصیت اور عارضی چیزوں کو محور قرار دیتے ہیں جیسے بیوی، بچے، مال ودولت اور خاندان وغیرہ لہٰذا اسی طرح کی گفتگو کرتے ہیں اور اسی وجہ سے عظمت واحترام میں اسے جنازے کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے۔

مگر فرشتوں کی نظر ملکوت پر ہے اور مقام ومنزلت اس عالم میں تقویٰ وفضیلت اور معارف الٰہی اور علوم سرمدی کی بنیاد پر جانتے ہیں لہٰذا اسی اعتبار سے کلام وگفتگو کرتے ہیں اور اسی چیز کو بنیاد قرار دیتے ہوئے احترام

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہیں اور مقام و منزلت مختلف ہونے کی وجہ سے اس کے لئے مختلف درجات اور منازل آمادہ کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

لِلّٰہِ آبَاؤُکُمْ ! فَقَدِّمُوْا بَعْضاً یکُنْ لَکُمْ قَرْضاً؛ وَلَا تُخَلِّفُوْا کُلّاً فَیَکُوْنُ عَلَیْکُمْ ۱۔

اے لوگوں! تمہیں تمہارے باپ کی قسم! کچھ اپنی سعادت کی خاطر آخرت میں بھیج دو تاکہ خداوند متعال کی بارگاہ میں قرض الحسنہ کے عنوان سے محفوظ رہ جائے اور خدا اسے دو برابر کرکے ضرورت کے وقت تمہیں لوٹا دے اور سب کچھ دنیا کے لئے مت چھوڑو کہ یہ تمہارے جنجال کا سبب قرار پائے گا۔

انسان جو دنیا میں مال و دولت جمع کرتا ہے اور ہر ایک سے دلبستگی پیدا کرتا ہے یہ تمام اس کی دلبستگی اس کی گردن کا طوق بن جاتی ہیں اور رحلت کے وقت ان تمام طوق و سلاسل سے نجات پانا مشکل ہوتا ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی عیادت اور موت کے متعلق کچھ مطالب کی وضاحت

مرحوم کلینی نے کتاب اصول کافی میں علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۰۱ کے چند فقرے، طبع مصر با تعلیقۂ شیخ محمد عبدہ، ج۱، ص ۴۱۸۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام چشم درد میں مبتلا تھے۔ رسول خداﷺ آپؑ کی عیادت کو تشریف لائے کیا دیکھا کہ درد کی شدت بہت زیادہ ہے۔

رسول خداﷺ نے فرمایا: اے علی! شور مچا رہے ہو یا واقعا شدت درد نے تمہاری یہ حالت بنادی ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میری پوری زندگی میں آج تک اس طرح کا شدید درد نہیں ہوا ہے۔

پس رسول خداﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! ملک الموت جب کافر کی روح قبض کرنے آتا ہے تو اس کے پاس لوہے کی سلاخ ہوتی ہے اس کے ذریعہ کافر کی روح قبض کرتا ہے اور کافر کے اوپر وہ لمحہ اس قدر سخت گزرتا ہے کہ جہنم بھی فریاد کرنے لگتا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا: یا رسول اللہؐ! اس حدیث کی تکرار فرمائیں: آپؐ کی یہ حدیث سبب بنی کہ میں اپنے درد کو بھول جاؤں اور پھر فرمایا: کیا یہ حدیث کافر کے بارے میں ہے یا ممکن ہے آپؐ کی امت میں سے بھی کسی شخص کی اسی طرح روح قبض ہو؟

رسول خداﷺ نے فرمایا: جی ہاں! تین گروہ کی روح بھی اسی طرح قبض ہو گی:

Presented by Ziaraat.Com

ایک وہ حکماء کہ جو مسلسل ظلم و ستم جاری رکھیں دوسرے جو ظلم و ستم کے ذریعہ یتیموں کا مال کھائیں اور تیسرے وہ شاہد جو کہ فیصلہ کے وقت قاضی کے سامنے جھوٹی گواہی دیں[1]۔

سکرات موت، گناہوں کی گرد و خاک سے پاک ہونے کی طرح ہے

کتاب معانی الاخبار میں مرحوم صدوقؒ نے محمد بن القاسم الجرجانی سے، انہوں نے احمد بن الحسن الحسینی سے، انہوں نے حضرت حسن بن علیؑ سے، انہوں نے اپنے والد حضرت محمد بن علیؑ سے، انہوں نے اپنے والد علیہم السلام سے روایت نقل کی ہے کہ:

حضرت موسی بن جعفر علیہما السلام ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جو کہ حالت احتضار میں تھا اور سکرات موت کے سمندر میں غوطہ زن تھا اور کسی کا جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ آنحضرت کے اصحاب نے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس شخص کی حالت و کیفیت سے باخبر ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا: موت تصفیہ اور پاک کرنے کا ذریعہ ہے مومنوں کو گناہوں سے پاک کرتی ہے جو وہ آخری لمحہ تک سختی اٹھاتے ہیں وہ ان کے

۱۔ فروع کافی، ج ۱، کتاب الجنائز، باب النوادر، ص ۷۰ از طبع سنگی ص ۲۵۳ از طبع مطبعۂ حیدری۔

Presented by Ziaraat.Com

آخری گناہ کا کفارہ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح کافروں کے لئے نیکیاں ختم کرنے کا وسیلہ ہے جو انہوں نے دنیا میں انجام دی ہیں۔ جو ان تک آخری وقت تک لذت و راحت دنیا میں پہونچتی ہے وہ ان کے آخری نیک کام کی جزا ہوتی ہے جو کہ انہوں نے دنیا میں انجام دی ہے۔

یہ تمہارا بھائی جو اس وقت سکرات موت میں مبتلا ہے اس شخص کے مانند ہے کہ جس کے گناہوں کو چھلنی میں چھانا جارہا ہو۔ یہ اس وقت گناہوں سے پاک ہوچکا ہے جس طرح ایک گندہ لباس دھل کر پاک وصاف ہو جاتا ہے اور اس قابل ہوگیا ہے کہ جنت میں ہم اہل بیت علیہم السلام کے ہمنشین ہو[۱]۔

جی ہاں! سکرات موت جس طرح کفار اور گناہ کبیرہ انجام دینے والوں اور حقوق الناس کی پامالی کرنے والوں کے لئے بہت سخت ہے اسی طرح مومنوں اور اہل یقین اور حقوق الناس کی رعایت کرنے والوں کے لئے اس قدر آسان اور لذت بخش ہے کہ وہ دنیا میں پلٹنے کی خواہش بھی نہیں کرتے اور اگر انہیں اختیار دیا جائے کہ دنیا میں چلے جائیں یا آخرت ہی میں رہیں تو وہ عالم ابدی کو ترجیح دیں گے۔

۱۔ معانی الاخبار، طبع حیدری، ص۲۸۹، باب معنی الموت۔

Presented by Ziaraat.Com

ملک الموت، پنجتن پاک اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہم السلام سے ملاقات کا واقعہ

ہمارا ایک رشتہ دار جو کہ سامرا میں زیر تعلیم تھا پھر کاظمین آیا اور اس وقت تہران میں مقیم ہے۔ مجھ سے بیان کرتا ہے کہ جس وقت میں سامرا میں تھا ٹائیفائڈ کے مرض میں مبتلا ہوگیا وہاں میں نے کافی علاج کیا مگر صحیح نہیں ہو پایا۔

میری ماں اور بھائی مجھے علاج کے لئے سامرا سے کاظمین لے آئے اور کاظمین میں حرم مطہر کے صحن کے نزدیک مسافر خانہ میں ایک کمرہ لے لیا اور علاج شروع ہوگیا مگر کچھ اثر نہ ہوا میں بے ہوشی کے عالم میں تھا۔

جب کاظمین کے اطباء میرے معالجہ سے مایوس ہوگئے تو ایک روز بغداد گئے اور ایک سنی طبیب کو میرے علاج کے لئے کاظمین لائے۔

جیسے ہی وہ میرے بستر کے قریب آیا اور میرا معاینہ کرنا چاہتا تھا مجھے کمرے میں وزن کا احساس ہوا بے اختیار آنکھ کھل گئی کیا دیکھا کہ میرے سر کے اوپر سور جھکا ہوا ہے میں نے بے اختیار اس کے چہرے پر تھوک دیا۔

اس نے کہا: کیا کر رہے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ میں ڈاکٹر ہوں، میں طبیب ہوں! میں نے یہ سن کر اپنا چہرہ دیوار کی طرف موڑ لیا وہ میرے معاینہ میں مشغول ہوگیا اور نسخہ تجویز کرکے چلا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

نسخہ کو لایا گیا اور اس طبیب کے حکم کے مطابق استعمال کیا لیکن ہر گز اثر نہ ہوا میں اپنی عمر کے آخری لمحات گزار رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عزرائیل سفید لباس میں میرے حجرے میں داخل ہوا بہت خوبصورت اور خوش رو اور جمیل تھا۔

اس کے بعد پنجتن پاک یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیر المومنینؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہم السلام یکے بعد دیگر داخل ہوئے اور سب بیٹھ گئے اور مجھے تسلیاں دینا شروع کر دیں۔ میں ان سے گفتگو میں مشغول ہو گیا۔

گرچہ میں ظاہراً بے ہوش تھا مگر میں نے اسی عالم میں دیکھا کہ میری ماں پریشان حال مسافر خانہ کے زینے سے چھت پر گئی اور حضرت موسی بن جعفر علیہما السلام کے گنبد کی طرف رخ کر کے عرض کیا:

اے موسیٰ بن جعفر علیہما السلام! میں آپؑ کی وجہ سے اپنے بچے کو یہاں لائی ہوں کیا آپؑ راضی ہیں کہ میرا بچہ یہیں دفن ہو جائے اور میں تنہا اور خالی ہاتھ جاؤں؟ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔

(یہ منظر یہ مریض اپنے دل اور ملکوتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا نہ کہ مادی نگاہوں سے) کہتا ہے کہ جیسے ہی میری ماں نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے یہ کلمات کہے میں نے دیکھا کہ حضرتؑ خود میرے کمرے میں

Presented by Ziaraat.Com

تشریف لائے اور رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا: اس کی ماں کی بات کو رد نہ فرمائیں!

حضرت رسول خداؐ نے عزرائیل کی طرف رخ کرکے فرمایا: جب تک خداوند متعال دوبارہ تجھے بھیجے پلٹ جا، خداوند متعال نے اس بچہ کی ماں کے وسیلہ سے اس کی عمر کو بڑھا دیا ہے ہم بھی انشاء اللہ جا رہے ہیں وقت آنے پر پھر آئیں گے۔

میری ماں زینے سے اتر کر حجرے میں آئی میں بیٹھا ہوا تھا میرے غصہ کی انتہا نہ تھی میں نے اپنی ماں سے کہا کیوں تم نے ایسا کیا؟ میں امیر المومنینؑ، پیغمبر اکرمؐ، حضرت فاطمہ زہرا اور امام حسن و حسین علیہم السلام کے ساتھ جا رہا تھا تم نے آکر مجھے ان کے ساتھ جانے سے روک دیا اور مجھے نہیں جانے دیا۔

ایک عالم دین کی زوجہ کا موت کے وقت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت

ہمارے ایک بزرگ عزیز نے جو کہ اس وقت نجف اشرف میں ہیں اور حقیقت میں عظیم شخص ہیں، مجھ سے نقل کیا کہ: میں نے نجف اشرف میں شادی کی اور گرمی کے موسم میں اپنے عزیز و اقارب کی زیارت و ملاقات

Presented by Ziaraat.Com

کی غرض سے ایران کے لئے روانہ ہوا اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کے بعد اپنے وطن جو کہ مشہد کے نزدیک شہر تھا روانہ ہوا۔

وہاں کی آب و ہوا بیوی کے لئے ناسازگار ثابت ہوئی جس کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئی روز بروز بیماری میں اضافہ ہوتا گیا اور جتنا بھی علاج کیا کوئی فائدہ نظر نہ آیا یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ میں اس کی بالین پر کھڑا تھا اور بہت پریشان تھا خیال آیا کہ میری بیوی مر چکی ہے اور میں تنہا نجف پلٹ کر جاؤں گا اور اس کے ماں باپ کے سامنے مجھے شرمندہ ہونا پڑے گا اور مجھ سے سوال کریں گے کہ ہماری نو عروس بیٹی کو اپنے وطن لے جا کر دفن کر دیا اور خود چلا آیا۔

میرا اضطراب بڑھا فوراً کمرے میں گیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے متوسل ہوا اور عرض کیا: اے ولی خدا! میری بیوی کو دوبارہ اسی حالت میں پلٹا دیجئے یہ امر آپ کے ہاتھ میں ہے۔ بہت زیادہ گریہ وزاری کیا۔ توسل کے بعد اس کمرے سے نکلا بیوی کے حجرے میں آیا کیا دیکھا کہ بیوی بیٹھی ہوئی گریہ کر رہی ہے۔ جیسے ہی اس کی نگاہیں میرے اوپر پڑیں کہا: مجھے کیوں نہیں جانے دیا؟ مجھے کیوں نہیں جانے دیا؟

جب میں نے کچھ دیر بعد اسے پانی پلایا اور کھانا کھلایا تو اس نے سارا واقعہ مجھ سے بیان کیا اور کہا: عزرائیل میری روح قبض کرنے کے لئے سفید لباس اور بہت خوبصورت انداز میں میرے قریب آیا اور میری طرف دیکھ کر

Presented by Ziaraat.Com

مسکرایا اور کہا: میرے ساتھ چلنے کے لئے راضی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے اور میرے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آئے اور مجھ سے کہا: میں نجف جارہا ہوں اگر تم بھی میرے ساتھ چلنا چاہو تو چلو؟ میں نے کہا میں بھی نجف جانا چاہتی ہوں۔

میں اٹھی اور لباس کو پہنا اور آمادہ ہوئی کہ آنحضرتؑ کے ساتھ نجف اشرف جاؤں جیسے ہی کمرے سے باہر نکلنا چاہتی تھی کہ دیکھا امام زمانہ علیہ السلام تشریف لائے اور تم نے امام کا دامن پکڑا ہوا تھا۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: یہ شخص مجھ سے متوسل ہوا ہے اس کی حاجت کو پورا کیجئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے سر کو جھکالیا اور عزرائیل سے فرمایا: اس مومن جو کہ میرے بیٹے سے متوسل ہوا ہے تقاضے کو پورا کرو معین مدت تک۔ اور امیر المومنین علیہ السلام نے مجھ سے خدا حافظی کی اور چلے گئے۔ تم نے کیوں مجھے نہیں جانے دیا؟

یہ حقایق ہیں۔ ان دونوں واقعات کے نقل کرنے والے جو کہ مومن صالح ہیں اس وقت قید حیات ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

بہت زیادہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام محتضر کی بالین پر سکرات موت کے وقت حاضر ہوتے ہیں اگر وہ مومن ولایت رکھتا ہے تو اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جاتے ہیں۔

ای كه گفتی فمن يمت يرنی
جان فدای كلام دلجويت
كاش روزی هزار مرتبه من
مردمی تا ببينمی رويت

(اے امیر المومنین علیہ السلام آپ نے فرمایا کہ جو بھی مرتا ہے مجھ کو دیکھتا ہے، آپ کی دلجوئی کرنے والے کلام پر قربان ہو جاؤں۔ اے کاش میں ہر روز ہزار مرتبہ مرتا، تاکہ ہر مرتبہ آپ کی زیارت نصیب ہوتی)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام ملکوتی آنکھوں اور کانوں اور دل سے انسان کے نزدیک ہوتے ہیں اور اسے اپنے ساتھ مَلَاْاعلیٰ لے جاتے ہیں۔

واقعاً مؤمن کے لیے یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کس قدر خوش نصیبی اور خوشحالی کا سبب ہے۔

شب رحلت هم از بستر بروم تا قصر حور العين
اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالينم
ز تاب آتشين دوری شدم غرق غرق چون گل
بيار ای باد شب گيری نسيمی زان عدق چينم
اگر بر جای من غيری گزيندوست، حاكم اوست
حرامم باد اگر من جان بجای دوست بگزينم
صباح الخير زد بلبل كجائی ساقيا برخيز

Presented by Ziaraat.Com

که غوغا می کند در سر خیال خواب دوشینم[۱]

(میں شب رحلت اپنے بستر سے سیدھے حوروں کے قصر میں جاؤں گا اگر آپ میری جان نکلتے وقت میرے سرہانے شمع محفل ہوں۔ میں آگ کی تپش سے دور ہو جاؤں گا پھول کی طرح خوشبو سے معطر، آ،اے رات میں چلنے والی ہوا، باد نسیم کہ جس کے ذریعہ میں خوشبو حاصل کروں۔ اگر میری جگہ میرا دوست کسی غیر کا انتخاب کرے تو وہ خود مختار ہے، پر میرے لیے حرام ہے کہ میں دوست کی جگہ کسی اور کا انتخاب کروں۔ بلبل نے صبح کا ترانہ پڑھا اے ساقیا بیدار ہو! کہ میرے سرہانے خیال وخواب شور مچا رہے ہیں۔)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے وقت کے حالات

علامہ مجلسی رضوان اللہ علیہ بعض قدیمی کتب سے باب شہادت میں ایک طویل روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ أغْمَي عَلَيْه سَاعَةً،وَأفَاقَ وَقَالَ: هَذَا رَسُوْلُ الله صَلّى اللهُ عَلَيْه وَآله وَعَمِّي حَمْزَةُ وَأَخِي جَعْفَرُ وَأَصْحَابُ رَسُوْلُ الله صَلّى اللهُ عَلَيْه وَآله وَكُلُّهُمْ يَقُوْلُوْنَ :عَجِّلْ قُدُوْمَكَ عَلَيْنَا فَإِنَّا إِلَيْكَ مُشْتَاقُوْن،ثُمَّ أَدَارَ عَيْنَيْه فِي أَهْلِ بَيْته كُلِّهِمْ وَقَالَ: أَسْتَوْدعُكُمُ اللهَ جَمِيْعاً سَدَّدَكُمُ اللهُ جَمِيْعاً حَفَظَكُمُ اللهُ جَمِيْعاً، خَلِيفَتِي عَلَيْكُمُ اللهُ وَكَفَى بِاللهِ خَلِيْفَة.ثُمَّ قَالَ:

---

۱ - دیوان حافظ، طبع پژمان، ص ۱۴۵، ۳۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ رَبِّیْ، ثُمَّ قَالَ:" لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ إِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ" وَعَرِقَ جَبِیْنُهُ وَهُوَ یَذْکُرُ اللهَ کَثِیْراً، وَمَا زَالَ یَذْکُرُ اللهَ کَثِیْراً وَیَتَشَهَّدُ الشَّهَادَتَیْنِ،ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَغَمَضَ عَیْنَیْهِ وَمَدَّ رِجْلَیْهِ وَیَدَیْهِ وَقَالَ:أَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ،ثُمَّ قَضَی نَحْبَهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ[۱]۔

امیر المومنین علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا تو آپؑ نے فرمایا: اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے چچا حمزہ اور میرے بھائی جعفر طیار اور اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں: ہمارے پاس آجاؤ! ہم تمہاری زیارت اور دیدار کے مشتاق ہیں۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ اور فرزندوں سے خدا حافظی کی اور آسمان کے ملائکہ کو سلام کیا درحالیکہ آپؑ کی پیشانی پسینے سے بھیگی ہوئی تھی مسلسل ذکر خدا زبان پر جاری تھا اور کلمۂ شہادتین پڑھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

---

۱. بحار الانوار، ج۹، ص۶۷۴۔

Presented by Ziaraat.Com